ماھنامہ

دعوتِ اہلسنت

(ڈیجیٹل ایڈیشن)

جون 2026ء/ ذوالحجہ 1447ھ

شمارہ نمبر 10

دیوبندی گستاخانہ عبارات کا تاریخی، تحقیقی و تنقیدی جائزہ

خصوصی اشاعت

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

پاسبانِ اہل سنت و جماعت پاکستان



ماہنامہ

دعوتِ اہلِ سنّت

جون 2026ء/ ذوالحجہ 1447ھ

بہ فیضانِ نظر

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین،

خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین،

بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم،

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت

مفتی الشاہ **امام احمد رضا خان**

فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان

سرپرستِ اعلیٰ

ضیغم اسلام حضرت علامہ مولانا ابوحفص

پیر سید مظفر شاہ قادری زیدمجدہ

مدیر

ابوالھمام

محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

نائب مدیر

مناظر اہل سنت

حضرت علامہ ابوحامد رضوی حفظہ اللہ

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام	ماہنامہ دعوت اہل سنت (شمارہ نمبر 10)
ترتیب	مولانا سید وہاج علی قادری حفظہ اللہ
مصحح	مولانا جنید قادری حفظہ اللہ
سن اشاعت	جون 2026ء / ذوالحجہ 1447ھ
صفحات	180
ایڈیشن	ڈیجیٹل
ناشر	پاسبان اہل سنت وجماعت (پاکستان)

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ مجلہ ہر قسم کی اغلاط سے پاک ہو تاہم بشری کمزوریوں کے باعث اگر پھر بھی کسی قسم کی غلطی پر مطلع ہوں تو ادارہ کو آگاہ فرما کر ماجور ہوں۔

شکریہ

اجمالی فہرس

اداریہ

معزز قارئین کرام!

الحمد للہ عزوجل دعوت اہل سنت ڈیجیٹل ایڈیشن کا 10 واں شمارہ پیشِ خدمت ہے یہ شمارہ خصوصی اشاعت ہے جس میں قارئین کرام اس تلخ اور روح فرسا تاریخی حقائق کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ برصغیر ہندوستان کی سرزمین پر کیسے کیسے فتنوں نے جنم لیا، لباسِ خضر میں کیسے کیسے رہ زن چھپے ہوے تھے، کس طرح لباسِ رہ نما اوڑھے ہوے نام نہاد مولویوں نے لوگوں کو راہ سے گم گشتہ کیا اور دین و مذہب کی آڑ لے کر مذہبی قزاقوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان کو کیسے متزلزل کرنے کی سعی نامراد کیں۔

گو کہ یہ تاریخی حقائق نا قابل بیان اور تکلیف دہ ہیں لیکن امت کے نوجوانوں کو اس سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے تا کہ وہ ان فتنوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں۔

دعا ہے اللہ جل وعلا ہمیں نبی کریم صل اللہ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

ابوالحسین رضوی

عفاعنہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

فتویٰ وقوعِ کذب کے متعلق ساجد خان دیوبندی کی جہالتیں، فریب کاریاں اور کذب بیانیاں:

میثم عباس قادری رضوی حفظہ اللہ

جہالت:

ساجد خان دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ وقوعِ کذب کے متعلق بنائے گئے ویڈیو بیانات میں اپنی خانگی مادری زبان استعمال کرتے ہوئے سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرت علامہ مولانا نذیر احمد رامپوری رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر لعن طعن کی ہے اور گالیاں بکی ہیں۔ اس کی اسی غلیظ زبان کی وجہ سے اس کے اپنے دیوبندی علما بھی اسے گالی باز کہتے ہیں۔ حافظ عبید اللہ دیوبندی نے "ساجد خان کی گستاخیاں، جہالتیں اور خیانتیں" کے نام سے ایک کتاب میں اس کی اصلیت بیان کی ہے، جس میں اس کا گالی باز ہونا بھی ثابت کیا ہے۔ کچھ دیگر دیوبندی علما نے بھی اس کی حقیقت اپنی کتب میں واضح کی ہے۔ وقت کی کمی کے باعث فی الحال اس کتاب میں تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہوں، ممکن ہے آئندہ کسی وقت میں اس کو تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ساجد خان نے دجل و فریب کرتے ہوئے فتویٰ وقوعِ کذب کے متعلق کچھ مغالطے دیے ہیں، جن میں سے بعض کا جواب علمائے اہلِ سُنّت کی جانب سے پہلے دیا جا چکا ہے۔ باقی کا مختصر جواب پیش ہے۔ اپنے ویڈیو بیان:

"Jhotay Fatway Ki Sachi Kahani"

حصہ دُوم کے پانچ منٹ، اٹھارہ سیکنڈ پر ساجد خان نے کہا ہے کہ مولانا نذیر احمد رامپوری نے "تنبیہ الغفول" میں جو فتویٰ نقل کیا ہے، اُس پر تاریخ "۱۳۰۱ھ" لکھی ہے۔ اس کے بعد "ردِّ شہابِ ثاقب"، مطبوعہ ادارہ غوثیہ رضویہ، کرم پارک، مصری شاہ،

لاہور کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس میں بھی اس فتوے کی جو عبارت نقل کی ہے اس کے آخر میں "۱۳۰۱ھ" لکھا ہے۔اس کے بعد "تمہیدِ ایمان" کے حوالے سے کہا کہ یہ فتویٰ

۱۳۰۸ "ھ"میں لکھا گیا تھا۔پندرہ منٹ سترہ سیکنڈ پر مزید کہا کہ "محاسبہ دیوبندیت"، جلد۲، صفحہ ۴۸۷ میں لکھا ہے کہ فتویٰ وقوعِ کذب "۱۳۰۸ھ "میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اپنے زعم میں ایک معرکتہ الآراء سوال پوچھتے ہوئے(دراصل اپنی جہالت ظاہر کرتے ہوئے) کہتا ہے کہ "۱۳۰۱ھ" سے "۱۳۰۸ھ" تک، سات سال یہ فتویٰ کہاں تھا؟۔

ساجد خان کے جاہلانہ اعتراض پر تبصرہ:

"ردِّشہابِ ثاقب"اور"محاسبہ دیوبندیت"میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے نقل کیے گئے فتویٰ کے ساتھ ان کی مہر بھی شامل ہے، جس پر ۱۳۰۱ لکھا ہے۔جسے اس نے فتویٰ لکھے جانے کی تاریخ سمجھ لیا۔حالانکہ انہی کتب میں فتویٰ وقوعِ کذب کی تاریخ ۱۳۰۸ ہجری ہی لکھی ہے۔ اس اجہل کو یہ ہی معلوم نہیں کہ ۱۳۰۱ھ فتویٰ وقوعِ کذب لکھے جانے کی نہیں، بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی مہر کی تخلیق کی تاریخ ہے۔

ساجد خان کی جہالت پر لطیفہ:

☆:۔ "فتاویٰ رشیدیہ"میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک فتویٰ کے آخر میں "رشید احمد ۱۳۰۱ھ" لکھا ہے، لیکن اس کی تصدیق کرنے والے محمد احتشام الدین کے نام کے ساتھ "۱۲۹۱ھ"لکھا ہے۔ اسی فتویٰ پر محمد قاسم علی نامی مولوی کی مہر پر "۱۲۹۲ھ" لکھا ہے۔ساجد خان جیسا جاہل یہاں بھی یہ اعتراض کرے گا کہ جب مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ ہی ۱۳۰۱ھ میں لکھا تھا تو اس سے ۹ سال قبل ۱۲۹۲ھ میں دوبندوں نے اس کی تصدیق کیسے کر دی تھی؟۔

ایسا احمقانہ اعتراض دیوبندیوں کا مماتی فرقہ بھی کرتا ہے کہ اگر "اَلْمُهَنَّد ۱۳۲۵" ھ

میں لکھی گئی تھی تو اس کے سنِ تالیف سے پہلے کی مہریں اس پر کیوں لگی ہیں۔ اس کا ان کو یہ دیوبندی خود یہی جواب دیتے ہیں کہ مہر پر کندہ سن، فتویٰ لکھنے کی تاریخ نہیں، بلکہ تخلیقِ مہر کی تاریخ ہے۔ اگر ساجد خان دیوبندی کا یہ اعتراض دُرُست ہے تو اس کے مطابق "اَلْمُهَنَّد" پر موجود کئی تقاریظ جعلی قرار پاتی ہیں۔

ساجد خان کا جھوٹا چیلنج:

ساجد خان نے اپنی اسی ویڈیو میں متعدد بار کہا کہ "صیانۃ الناس "کا وجود ہی دُنیا پر نہیں ہے۔ اور چیلنج دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر غیرت، جُرأت، حمیت ہے تو اس کتاب کا وجود پیش کرے۔ اس کے علاوہ اپنی ایک اور ویڈیو بعنوان:

"Alahazrat Hussamul Harmain K Jhoot K Master Mind"

میں بھی دوبارہ یہی بات کہی کہ" صیانۃ الناس "کا وجود ہی دُنیا پر نہیں ہے۔

تبصرہ:

اس چیلنج سے آپ ساجد خان کی ہٹ دھرمی اور بدعقلی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ پچھلے صفحات میں اسی طرح کی ہٹ دھرمی مولوی ابوایوب دیوبندی کے حوالے سے بھی آپ ملاحظہ کر آئے ہیں۔ جس میں اُن موصوف نے اپنے دیوبندی مولوی کی کتاب" تقدیس القدیر "سے اِنکار کرتے ہوئے ہمیں غیرت جُرأت وحمیت کے طعنے دیے تھے۔ بعد ازاں جب یہ کتاب مل گئی تو چپکے سے اپنی کتاب "دست و گریبان"، جلد ۳ کی نئی اشاعت سے "تقدیس القدیر" سے اِنکار پر مبنی تبصرہ نکال دیا۔ بالکل اسی طرح یہاں ساجد خان کا بھی منہ مزید کالا ہو گا۔

ساجد خان کی تضاد بیانی:

ساجد خان نے اپنی ایک ویڈیو بعنوان:

"Hussamul Haramain Mym Gangohi Pr Jhoota Fatwa"

میں ۳۶:۰۷ سیکنڈ پر کذب بیانی کا ارتکاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا احمد رضا خان نے فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ خود بھی نہیں دیکھا تھا، اور یہی بات اس نے مفتی محمد عبد المجید سعیدی اور مفتی شوکت سیالوی کو کی گئی دو کال ریکارڈنگز میں بھی کی ہے، جو اس کے یوٹیوب چینل پر اَپ لوڈ ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس اپنی دوسری ویڈیو بعنوان:

"Jhotay Fatway Ki Sachi Kahani"

حصہ دُوم کے ۴۶:۲۱ سیکنڈ پر جو کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ:

" یہ فتویٰ احمد رضا خان نے نذیر احمد رامپوری کو بھیجا کہ تم اسے شائع کرنا، میں تو اصل چور ہوں۔ اور اس کے بہت سے (مکرر کہا) بہت سے دلائل ہیں"۔

پھر "کلیاتِ مکاتیبِ رضا" سے اعلیٰ حضرت کے ایک خط کا عکس اور دیوبندی مذہب میں شائع شدہ فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کا عکس دِکھایا۔ اور کہا کہ ماہرین نے کہا ہے کہ احمد رضا خان کا خط اور گنگوہی کے فتویٰ کا خط ایک ہے۔ اس بکواس اور کذب بیانی پر ہم کہتے ہیں: لَعۡنَةُ اللهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ۔ ساجد خان دیوبندی کو چیلنج ہے کہ اپنے اس دعوے کے مطابق "کلیاتِ مکاتیبِ رضا" میں شامل اعلیٰ حضرت کے قلمی خط اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے قلمی فتویٰ وقوعِ کذبِ باری کے رسم الخط کا ایک ہونا مستند دلیل سے ثابت کرے۔ بصورتِ دیگر اپنا کذاب ہونا تسلیم کرلے۔ میں تو اس کا یہ دعویٰ پڑھ کر حیران ہوں کہ یہ شخص کس قدر دجال اور شرم وحیا سے عاری ہے۔

ساجد خان کا جاہلانہ اعتراض:

ساجد خان نے اپنی ویڈیو میں یہ بھی کہا کہ اعلیٰ حضرت نے "حُسَامُ الۡحَرَمَيۡن ۱۳۲۶ھ" میں لکھی اور اس میں گنگوہی کی تکفیر کی۔ اس سے پہلے تکفیر ۲۵ سال تکفیر نہ کر کے خود کافر ہوئے۔

جواب:

اس جاہلِ مطلق کو کوئی بتادے کہ "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" سیّدی اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے ۱۳۲۴ ہجری میں لکھی تھی، نہ کہ ۱۳۲۶ ہجری میں۔ اس جاہل کی تحقیق کا حال ملاحظہ کیجیے کہ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ سیّدی اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے ۱۳۲۰ ہجری میں حضرت علامہ مولانا فضلِ رسول قادری عثمانی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی کتاب " اَلْمُعْتَقَدُ الْمُنْتَقَد "کے حاشیہ " اَلْمُسْتَنَدُ الْمُعْتَمَد "[339] میں فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کی وجہ سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی تکفیر کردی تھی۔ اس جاہل کو اس کا علم نہیں یا پھر جان کر یہ دجل کرتا ہے؟۔

ساجد خان کی ایک اور جہالت:

اس کے بعد ساجد خان نے کہا کہ احمد رضا خان نے کتاب "سُبْحَانَ السُّبُوْح" ۱۳۰۷ ہجری میں لکھی۔ جبکہ فتویٰ وقوعِ کذب ۱۳۰۱ ہجری میں لکھا جاچکا تھا۔ تو اس کے باوجود "سُبْحَانَ السُّبُوْح" میں فتویٰ وقوعِ کذب کی وجہ سے تکفیر کیوں نہ کی گئی۔

جواب:

ساجد خان پرلے درجے کا جاہل اور خائن شخص ہے۔ اس کو اچھی طرح معلوم ہے کہ گنگوہی کا یہ فتویٰ ۱۳۰۸ ہجری میں لکھا گیا تھا، تو اس فتویٰ کے لکھے جانے سے پہلے ۱۳۰۷

---

[339] :۔(عربی) صفحہ ۲۰۳، مطبوعہ مطبع اہلِ السُّنَّۃ۔ ایضاً: صفحہ ۲۲۶، ۲۲۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی۔ ایضاً (اُردو ترجمہ): صفحہ ۴۰۲، مطبوعہ اکبر بک سیلرز، زبیدہ سنٹر، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً: بُرہان حنان پبلی کیشنز (سستا ہوٹل) داتا دربار مارکیٹ، لاہور۔

ہجری یا اس سے بھی پہلے اس فتویٰ کی وجہ سے گنگوہی کی تکفیر کیسے کی جاسکتی ہے؟۔

ساجد خان کا جھوٹ:

ساجد خان نے اس ویڈیو میں یہ بھی کہا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی تکفیر کے لیے کوئی اور وجہ نہ تھی، اس لیے فتویٰ وقوعِ کذبِ باری گھڑ کر تکفیر کی گئی۔ حالانکہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ فتویٰ وقوعِ کذب سے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی "براہینِ قاطعہ" میں کفر بک چکے تھے۔ اس لیے فتویٰ وقوعِ کذب نہ بھی آتا، تو ان کی تکفیر کے لیے "براہینِ قاطعہ" ہی کافی تھی۔

ساجد خان کی خیانت:

ساجد خان نے "انوارِ آفتاب صداقت" صفحہ ۵۱ کا یہ اقتباس پیش کیا:

"خُلفِ وَعِید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمایئے خُلفِ وَعِید کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے"۔

حالانکہ قاضی فضلِ احمد لدھیانوی یہاں دیوبندی وہابی عقیدہ کو بیان کررہے ہیں، اس کو سیاق وسباق کے ساتھ ملاحظہ کیجیے، آپ اس مسئلہ کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

"عقیدہ نمبر ا وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین: خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے:

قولہ:

توضیح مطالبہ نمبر ا- بر عقیدہ نمبر ا- مندرجہ اشتہار مشتہرہ منجانب قاضی فضل احمد۔ بہ تصدیق مفتی عبدالحمید۔

آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر ا یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے

جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں۔ جس کے ثابت کرنے کے لیے آپ نے "یکروزی" اور "تقویۃ الایمان" و "براہینِ قاطعہ" کی عبارات مصنّفوں کا مطلب خبط کر کے لکھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان نے اُن عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا۔ صفحہ ۹، سطر ا۔ بلفظہٖ۔

اقول:

مولوی صاحب! آپ کا خیال محض غلط بلکہ اغلط ہے۔ رسالہ "یکروزی" فارسی کچھ الفاظ عربی زبان میں ہے۔ اور باقی دونوں کتابیں اُردو زبان میں ہیں۔ نہ تو وہ ترکی اور لاطینی، عبرانی و یونانی ہیں۔ جن کی عبارات کا سمجھا جانا مشکل ہو۔ اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص اُردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لیے آپ سے زیادہ تر آسان ہے۔ اور اصل مطلبِ شاعر اگر در بطن ہے تو نہ آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا، تو" کاگ بھاکھا" لکھنے کا کیا فائدہ۔ لکھنا اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعلِ عبث ہے۔ یا یہ ہو گا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں اور سُنّی نہ سمجھیں، یہ عجیب ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے: "کہ مطلب خبط کر کے لکھا ہے" یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ نے کسی عبارت خبط شدہ کا حوالہ نہیں دیا کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب خبط کیا گیا ہے۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا۔

قولہ:

مُصَنِّفِیْنِ کتبِ محوّلہ بالا کا مطلب اُس جگہ، جہاں اُن کی کتب میں عبارات لکھی ہیں، مسئلہ خُلْفِ وَعِیْد کو ثابت کرنے کا ہے، جس کی بحث کے ضمن میں اِمکانِ کذبِ کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۹، سطر ۷۔

اقول:

مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مُصنّفِین کا مطلب خُلفِ وَعِید کو ثابت کرنا ہے اور اسی میں امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کی بھی بحث آجاتی ہے، تو خُلفِ وَعِید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے، تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمایئے خُلفِ وَعِید کے کیا معنیٰ ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہی کذبِ باری تعالیٰ ہے۔ **پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے، اور یہی مطلب اُن کتب کا ہے۔** پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ ''مطلب نہیں سمجھے''، ''مطلب کو خبط کرکے لکھا ہے''۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا[340]''۔

قاضی فضلِ احمد لدھیانوی کے مزید اقتباسات ملاحظہ کریں جن میں انہوں نے خُلفِ وَعِید کو امکانِ کذب قرار دینے کا رَدّ کیا ہے۔

☆:۔'' آپ کا یہ کہنا، کہ اہلِ سُنّت بڑی شد و مد سے خُلفِ وَعِید کے قائل ہیں، بالکل لغو ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی اہلِ سُنّت ضرور بڑی شد و مد سے قائل ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اہلِ سُنّت وجماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو مَاتُرِیدِیّہ اور اَشْعَرِیہ ہے۔ اور وہ وہی ہیں جو مقلدین مجتہدین ائمہ اربعہ امامِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم ہیں۔ جو شخص ان کے عقائد کے خلاف ہے وہ اہلِ سُنّت سے خارج ہے۔ بعض اَشَاعِرَہ کے کلام سے خُلفِ

---

[340] :۔ انوارِ آفتابِ صداقت، جلد ا، صفحہ ۸۔۹، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ۔ ایضاً: صفحہ ۷۹، ۸۰، ناشر: طلبہ درجۂ سابعہ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔

وَعِیْد کا جواز نکلتا ہے، اُسے امکانِ کذب سے کوئی علاقہ نہیں۔ خود اَشَاعِرَہ نے اس معنی کا اِبطال کیا ہے۔ "سُبْحَانَ السُّبُّوْح عَنْ عَیب کَذِب مَقبُوح" میں اس کی بحث کافی وافی ہے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اَشَاعِرَہ اور نہ مَاتُرِیْدِیَّہ اس خُلْفِ وَعِیْد یعنی کذب کے مُجَوِّز ہیں۔ بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہیے آپ کن میں سے ہیں جو خود مُجَوِّز بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ اہلِ سُنّت و جماعت بڑی شد و مد سے اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کر کے مسئلہ خُلْفِ وَعِیْد کو قُدَمَا کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں"[341]۔

☆:۔" ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ "خُلْفِ وَعِیْد" یا کذبِ باری تعالیٰ ہرگز جائز نہیں۔ یہ مذہب معتزلہ کا ہے، اور وہ حضرات ان عبارات کے لکھنے والے خُلْفِ وَعِیْد کے ہرگز قائل نہ تھے[342]"۔

☆:۔" میں اُوپر ثابت کر چکا ہوں کہ خُلْفِ وَعِیْد یا کذبِ باری تعالیٰ کا کوئی بھی اہلِ سُنّت سے قائل نہیں، بلکہ کُل مَاتُرِیْدِیَ اور اَشْعرِیَ اس سے اِنکاری ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا "شرحِ مقاصد" اور "مواقف" سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہے، نہ کہ آپ کا[343]"۔

---

[341] :۔ انوارِ آفتابِ صداقت، جلد۱، صفحہ ۱۲، ۱۱، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ۔
ایضاً: صفحہ ۸۱، ناشر: طلبہ درجہ سابعہ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔

[342] :۔ انوارِ آفتابِ صداقت، جلد۱، صفحہ ۲۲، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ۔
ایضاً: صفحہ ۹۰، ناشر: طلبہ درجہ سابعہ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔

[343] :۔ انوارِ آفتابِ صداقت، جلد۱، صفحہ ۲۲، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ۔
ایضاً: صفحہ ۹۱، ناشر: طلبہ درجہ سابعہ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔

ساجد خان کا دجل:

پھر ساجد خان نے "تفسیر نعیمی" کے حوالے سے کہا کہ اس میں لکھا ہے:

"تم بھی کذب کا اِمکان مانتے ہو، نہ کہ وقوع۔ اور یہاں وقوع کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ جس کو چاہے بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا"۔

اس کے بعد کہا کہ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ دیوبندی وقوعِ کذب کے نہیں، بلکہ امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ یہاں مفتی احمد یار خان نعیمی نے وقوعِ کذب مانا ہے۔ لٰہذا کافر ہوئے۔

جواب:

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا یہ مکمل اقتباس ملاحظہ کیجیے، جس میں آپ نے پہلے دیوبندی اعتراض نقل کیا ہے اور پھر اس کا جواب دیا ہے:

"تیسرا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے، اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اور جسے چاہے عذاب دے، اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ لٰہذا مسئلہ امکانِ کذب ثابت ہو گیا۔

جواب: مسئلہ امکانِ کذب کی مکمل بحث ہم پہلے پارے میں "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" بَقَرَہ (۲۰: کی تفسیر میں کر چکے۔ اس سوال کا جواب ابھی تفسیر سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہاں گناہ گار مسلمانوں کا ذِکر ہے، کیونکہ معافی اور سزا، گناہ کی ہوتی ہے۔ اس آیت کو نہ حضراتِ انبیاء سے کوئی تعلق ہے، نہ کفار سے کوئی واسطہ۔ ورنہ آیت تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ تم بھی کذب کا اِمکان مانتے ہو، نہ کہ وقوع۔ اور یہاں وقوع کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا[344]"۔

---

[344]:۔ تفسیر نعیمی، جلد ۴، صفحہ ۱۹۳، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، مفتی احمد یار خان روڈ، چوک پاکستان،

اس جواب سے دجل و فریب پر مبنی یہ دیوبندی اعتراض باطل ہو جاتا ہے کہ یہاں وقوعِ کذب کا اِثبات کیا گیا ہے۔(مسئلہ امکانِ کذب پر دیوبندی عقیدہ کے مزید تفصیلی رَدّ کے لیے "تفسیر نعیمی [345]" جلد ا، صفحہ ۲۰۵ تا ۲۱۱ ملاحظہ کریں) باقی رہا یہ اعتراض کہ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه نے یہ فرمایا ہے کہ دیوبندی امکانِ کذب کے قائل ہیں، وقوعِ کذب کے نہیں۔ تو یہاں آپ نے عمومی دیوبندی موٴقف کی بات کی ہے، نہ کہ فتویٰ وقوعِ کذب سے اِنکار کیا ہے۔

ساجد خان کی فریب کاری:

پھر ساجد خان نے "حُسَامُ الْحَرَمَیۡن" کے حوالے سے کہا کہ اس میں فتویٰ وقوعِ کذب کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ اس فتویٰ وقوعِ کذب میں دکھادیں، ورنہ یہ جھوٹ ہے۔

جواب:

قارئین! ہمارا واسطہ ایک ایسے جاہل اور ہٹ دَھرم اِنسان سے پڑا ہے جو اپنے تئیں تو بہت چالاک بنتا ہے لیکن در حقیقت ہے احمق۔ اس بد عقل کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سیّدی اعلیٰ حضرت نے "حُسَامُ الْحَرَمَیۡن" میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ وقوعِ کذب میں درج موٴقف کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس میں کیا غلط ہے؟۔ یہ احمق اس پر اعتراض تو تب کرتا جب یہ مفہوم اس فتویٰ وقوعِ کذب کے متن کے خلاف ہوتا۔ اس بد عقل اور خائن شخص نے خود اپنی کتاب میں سیّدی اعلیٰ حضرت کے "ملفوظات" کے حوالے سے لکھا ہے:

گجرات۔

[345] :۔ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، مفتی احمد یار خان روڈ، چوک پاکستان، گجرات۔

”قبروں میں انبیاء پر ان کی ازواج پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ جماع کرتے ہیں“[346]۔

حالانکہ ”ملفوظات“ میں ”شب باشی“ کے الفاظ ہیں، لیکن اس نے ”جماع“ لکھا ہے۔ حیرت ہے کہ ایسا خائن شخص دوسروں پر خیانت کا اِلزام لگاتا ہے۔

ساجد خان کا ایک اور مغالطہ:

اسی ویڈیو میں ساجد خان نے اجمل العلماء، حضرت علامہ مولانا محمد اجمل سنبھلی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب ”رَدِّ شہابِ ثاقب“ کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

”مسلمانو! اِفترا پردازی تو جب ہوتی کہ اعلیٰ حضرت قبلہ ان علمائے دیوبند کی عبارتیں خود اپنی طرف سے بنا لیتے، یا ان عبارتوں میں ایک لفظ، بلکہ ایک حرف کا بھی تغیُّر کر دیتے، اور جب وہ عبارتیں بلفظہٖ آج بھی ان علمائے دیوبند کی تصنیفات میں موجود ہیں، اور خود ان عبارات کے لفظ لفظ کے دُرست و صحیح ہونے کا وہ اعتراف کرتے ہیں، تو پھر اس کو کوئی شریف طبیعت اِنسان تو اِفترا پردازی کہہ نہیں سکتا“۔

”رَدِّ شہابِ ثاقب“ کا یہ حوالہ ساجد خان نے اپنی ایک اور ویڈیو بعنوان:

”Alahazrat Hussamul Haramain K Jhoot K master Mind“

میں بھی پیش کیا ہے۔

پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ جھوٹا فتویٰ وقوعِ کذب اکابر تو دُور، اصاغر علمائے دیوبند کی کسی کتاب سے نکال کر دِکھائیں۔ اگر نہ نکال کر دِکھا سکیں تو آپ کے اُصول کے مطابق احمد رضا خان کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔

جواب:

[346] : ۔مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۵، مطبوعہ جمعیۃ اھل السنّۃ والجماعۃ، پاکستان۔

قارئین! اس اقتباس میں حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ، دیوبندی کتب "تحذیر الناس"، "براہینِ قاطعہ" اور "حفظ الایمان" میں درج گستاخانہ عبارات کی بات کررہے ہیں، نہ کہ فتویٰ وقوعِ کذب کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ کتب عام دستیاب ہیں، اور ان کی گستاخانہ عبارات کے لفظ لفظ کو دیوبندی دُرست مانتے ہیں۔ رہی فتویٰ وقوعِ کذب کی بات، تو مولوی رشید احمد گنگوہی تو اپنی زندگی میں اس سے اِنکار نہ کرسکے، لیکن ان کے مرنے کے بعد دیوبندی اپنی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے سرے سے اس کو تسلیم کرنے سے ہی اِنکاری ہیں۔ راقم کے اس جواب پر حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی کے مذکورہ اقتباس کی یہ عبارت واضح قرینہ ہے، جس میں آپ دیوبندیوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ وہ:

"ان عبارات کے لفظ لفظ کے دُرست و صحیح ہونے کا وہ اعتراف کرتے ہیں"۔

یہ تو تھا اس کا تحقیقی جواب۔ اب اِلزامی جواب کی طرف آتے ہیں۔ اگر ساجد خان نے ایسے ہی کذب ثابت کرنا ہے تو پھر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی ایک عبارت پیش ہے، جس میں موصوف نے لکھا ہے:

"حُسَامُ الحَرَمَیۡن میں ہمارے اکابرِ اَربعہ کی چار عبارتیں قطع و برید کرکے پیش کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے حُجَّۃُ الۡاِسۡلَام، حضرت نانوتوی کی عبارت ہے۔ پھر قُطب الارشاد، حضرت گنگوہی کی، پھر فَخۡرُ المحدّثِین، حضرت سہارنپوری، پھر حکیم الامت، حضرت تھانوی کی عبارت ہے[347]"۔

اس اقتباس میں مولوی الیاس گھمن نے "حُسَامُ الحَرَمَیۡن" میں درج دیوبندی

[347]: ۔حُسَامُ الحَرَمَیۡن کا تحقیقی جائزہ، صفحہ ۱۱۴، مطبوعہ مکتبہ اہل السنّۃ والجماعۃ، ۸۷-جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔

اکابر کی گستاخانہ عبارات کے بارے میں یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ عبارات اکابرِ دیوبند کی ہیں، بس ان میں قطع وبرید کی گئی ہے۔یعنی ان عبارات کی اکابرِ دیوبند کی جانب نسبت دُرست ہے۔حالانکہ فتویٰ وقوعِ کذب کی مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف نسبت سے تو دیوبندی سرے سے ہی اِنکاری ہیں۔پھر مولوی الیاس گھمن نے فتویٰ وقوعِ کذب کا اِستثناء کیوں نہ کیا؟۔ساجد خان اس اقتباس سے فتویٰ وقوعِ کذب کا اِستثناء کیسے ثابت کرے گا؟۔مَا ھُوَجَوَابُکُمْ فَھُوَجَوَابُنَا۔

امامِ اہلِ سُنَّت، مجددِ دِین وملت، اعلیٰ حضرت، امام الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی جانب سے فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کا رَدّ:

☆:۔ امامِ اہلِ سُنَّت، مجددِ دِین وملت، اعلیٰ حضرت، امام الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ،مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ وقوعِ کذبِ باری کے متعلق "تمہیدِ ایمان" میں تحریر فرماتے ہیں:

"خدارا اِنصاف! کیا جس نے کہا کہ:

"میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں"۔

یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے، جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے۔ اُس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ:

"اگرچہ اس نے تاویلِ آیات میں خطا کی، مگر تاہم اُس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے"۔

جس نے کہا کہ: " اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے"۔

جس نے کہا کہ: " اس میں تکفیر علمائے سَلَف کی لازم آتی ہے، حنفی، شافعی پر طعن

وتضلیل نہیں کر سکتا"۔

یعنی خدا کو مَعَاذَاللہ جھوٹا کہنا بہت سے علماے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اُوپر باندھے، کسی نے نیچے۔ ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا، کسی نے جھوٹا:

"لہٰذا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے"۔

یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے، اسے گمراہ کیا معنی، گنہگار بھی نہ کہو۔ کیا جس نے یہ سب تو اُس مکَذِّبِ خدا کی نسبت بتایا، اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اِقرار کے، کہ:

"قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے"۔

صاف صریح کہہ دیا کہ: "وقوعِ کذب کے معنی دُرست ہو گئے"۔

یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا۔ کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟۔ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے، خود مسلمان ہو سکتا ہے؟۔

مسلمانو! خدارا انصاف، اِیمان نام کاہے کا تھا؟۔ تصدیقِ الٰہی کا۔

تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے؟ تکذیب۔ تکذیب کے کیا معنی ہیں؟۔ کسی کی طرف کذب منسوب کرنا۔ جب صَرَاحۃً خدا کو کاذِب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے، تو خدا جانے اِیمان کس جانور کا نام ہے۔ خدا جانے مجوس وہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے۔ اُن میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔ ہاں معبودِ برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ اُنہیں اُس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے۔ ایسا تو دُنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا، اُس کے کلام کو اُس کا کلام جانتا اور پھر بے دَھڑک کہتا ہو کہ:

"اُس نے جھوٹ کہا، اُس سے وقوعِ کذب کے معنیٰ دُرست ہو گئے"۔

غرض کوئی ذی اِنصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بد گویوں نے مونھ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دیں ہیں، اب یہی وقت امتحانِ الٰہی ہے، واحدِ قہار جبّار عزّجلالہٗ سے ڈرو، اور وہ آیتیں کہ اُوپر گزریں، پیشِ نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا اِیمان تمہارے دِلوں میں تمام بد گویوں سے نفرت بھر دے گا، ہر گز اللہ و محمد رسول اللہ جلّ وَعلا وَصلّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کے مقابل تمہیں ان کی حمایت نہ کرنے دے گا، تم کو ان سے گھن آئے گی، نہ کہ ان کی پچ کرو۔ اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بے ہودہ تاویل گڑھو[348]"۔

"تمہیدِ اِیمان" میں ایک اور مقام پر سیّدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"مکرِ چہارم: اِنکار، یعنی جس نے اُن بد گویوں کی کتابیں نہ دیکھیں، اُس کے سامنے صاف مُکر جاتے ہیں کہ اُن لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے، اور جو اُن کی چھپی ہوئی کتابیں، تحریریں دِکھا دیتا ہے، اگر ذِی علم ہوا تو ناک چڑھا کر مونھ بنا کر چل دیے، یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ:

" آپ معقول بھی کر دیجیے تو میں وہی کہے جاؤں گا"۔

اور بے چارہ بے علم ہوا، تو اُس سے کہہ دیا:

"اِن عبارتوں کا یہ مطلب نہیں"۔

اور آخر ہے کیا۔ یہ در بطن قائل۔ اس کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ:

یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِہِمۡ۔

"خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نہ کہا، حالانکہ بے شک ضرور وہ یہ کفر کے بول

---

[348] :۔ تمہیدِ ایمان بآیاتِ قُرآن، صفحہ ۱۵، ۱۶، ۱۷، مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت وجماعت، واقع بریلی۔ بارِ دُوم۔

بولے اور مسلمان ہوئے پیچھے کافر ہو گئے"۔ ع

ہوتی آئی ہے کہ اِنکار کیا کرتے ہیں

ان لوگوں کی وہ کتابیں جن میں یہ کلماتِ کفریہ ہیں، مدّتوں سے اُنہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ [349] کر شائع کیں، اَور اُن میں بعض دو دو بار چھپیں [350] مدتہا مدت سے علمائے اہلِ سُنّت نے اُن کے رَدّ چھاپے، مواخذے کیے، وہ فتویٰ [351] جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذِب جھوٹا مانا ہے، اَور جس کی اصل مہری دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے، اور اُس کے فوٹو بھی لیے گئے، جن میں سے ایک فوٹو کہ علمائے حرمین شریفین کو دِکھانے کے لیے مع دیگر کُتُبِ دُشنامیاں گیا تھا، سرکارِ مدینہ طیّبہ میں بھی موجود ہے۔ یہ تکذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ ہجری میں رسالہ "صیانۃ الناس" کے ساتھ "مطبع حدیقۃ العلوم، میرٹھ" میں مع رَدّ کے شائع ہو چکا۔ پھر ۱۳۱۸ھ میں "مطبع گلزارِ حسنی، بمبئی" میں اُس کا اور مفصل رَدّ چھپا۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں "پٹنہ عظیم آباد، مطبع تحفۂ حنفیہ" میں اُس کا اَور قاہر رَدّ چھپا۔ اَور فتویٰ دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا، اَور مرتے دَم تک ساکت رہا۔ نہ یہ کہا کہ: "وہ فتویٰ میرا نہیں"۔ حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا اِنکار کر دینا سہل تھا۔ نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہلِ سُنّت بتا رہے ہیں، بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ نہ کفرِ صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی، جس پر اِلتفات نہ کیا۔ زید سے اُس کا ایک مہری فتویٰ اُس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے، اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو، اَور سالہا سال اُس کی اِشاعت ہوتی رہے، لوگ اُس کا رَدّ چھاپا کریں، زید کو اُس کی

---

[349] :۔ یعنی "براہین قاطعہ" و "حفظ الایمان" و "تحذیر الناس" وکتبِ قادیانی وغیرہ۔ ۱۲۔ کاتب عُفِیَ عَنْہُ۔

[350] :۔ جیسے "براہین قاطعہ" و "حفظ الایمان"۔ ۱۲۔ کاتب عُفِیَ عَنْہُ۔

[351] :۔ یعنی فتوائے گنگوہی صاحب۔ ۱۲۔ کاتب عُفِیَ عَنْہُ۔

بنا پر کافر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جیے، اور یہ سب کچھ دیکھے سُنے، اور اُس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے اِنکار اَصلاً شائع نہ کرے، بلکہ دَم سادھے رہے، یہاں تک کہ دَم نکل جائے۔ کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے اِنکار تھا، یا اُس کا مطلب کچھ اور تھا؟۔ اور اُن میں کے جو زِندہ ہیں آج کے دَم تک ساکت ہیں، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں، نہ اپنی دُشناموں کا اور مطلب گڑھ سکتے ہیں۔ ۱۳۲۰ھ میں اُن کے تمام کفریات کا مجموع یکجائی رَدّ شائع ہوا۔ پھر ان دُشناموں کے متعلق کچھ عمائدِ مُسلِمِین، علمی سوالات ان میں کے سرغنہ کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالت سراسیمگی بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اُس کی کیفیت پوچھیے۔

مگر اُس وقت بھی نہ اُن تحریرات سے اِنکار ہو سکا، نہ کوئی مطلب گڑھنے پر قدرت پائی۔ بلکہ کہا تو یہ کہا کہ:

"میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں، میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں، معقول بھی کر دیجیے تو وہی کہے جاؤں گا"۔

وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذِکر بھی جبھی ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ واتباع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست ۔ ان تمام حالات کے بعد وہ اِنکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجیے کہ اللہ و رسول کو یہ دُشنام دہندہ لوگ دُنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے، یہ سب بناوٹ ہے، اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ حیا دے"[352]۔

☆:۔ سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی، فتویٰ وقوعِ کذب کے

---

[352]:۔ تمہیدِ ایمان بآیاتِ قُرآن، صفحہ ۳۸، ۳۹، ۴۰، مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت و جماعت، واقع بریلی۔ بارِ دُوم۔

متعلق ''حُسَامُ الحَرَمَین''میں تحریر فرماتے ہیں:

''تیسرا فرقہ وہابیہ ٔ کذّابیہ رشید احمد گنگوہی کے پَیرو:

پہلے تواُس نے اپنے پیرِ طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر یہ اِفترا باندھا کہ:

''اُس کا جھوٹاہونا بھی ممکن ہے''۔

اور میں نے اُس کا یہ بے ہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رَدّ کیا، جس کا نام ''سُبْحَانَ السُّبُّوح عَنْ عَیب کَذِب مَقبُوح'' (۱۳۰۷ھ) رکھا۔ اور میں نے یہ کتاب بصیغہ ٔ رجسٹری اُس کی طرف اور اُس پر بھیجی۔ اور بذریعہ ٔ ڈاک اُس کے پاس سے رسید آگئی، جسے گیارہ برس ہوئے۔ اور مخالفین تین برس خبریں اُڑاتے رہے کہ جواب لکھا جائے گا، لکھ گیا، چھاپا جائے گا، چھپنے کو بھیج دیا۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس لیے نہ تھا کہ دَغابازوں کے مکر کو راہ دِکھاتا۔ تو وہ نہ کھڑے ہوسکے، نہ کسی سے مدد پانے کے قابل تھے۔ اَور اَب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں بھی اندھی کردیں، جس کی ھیئے کی آنکھیں (یعنی دِل کی آنکھیں ازناقل) پہلے سے پُھوٹ چکی تھیں، تواَب جواب کی اُمید کہاں؟۔ اور کیا خاک کے نیچے سے مردہ جھگڑنے آئے گا؟۔ پھر تو ظلم وگمراہی میں اُس کا حال یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں (جو اُس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا، جو بمبئ وغیرہ میں بارہا مع رَد کے چھپا) صاف لکھ گیا کہ ''جو اللہ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی کو بالفعل جھوٹا مانے، اور تصریح کرے کہ (مَعَاذَاللہ تَعَالٰی) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولا، اَور یہ بڑا عیب اُس سے صادر ہوچکا، تو اُسے کفر بالائے طاق، گمراہی درکنار، فاسق بھی نہ کہو۔ اس لیے کہ بہت سے اِمام ایسا ہی کہہ چکے ہیں، جیسا اُس نے کہا، اَور بس نہایتِ کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی''۔

تو لَااِلٰہَ اِلَّااللہ !اللہ عَزَّوَجَلَّ کے امکانِ کذب ماننے کا بُرا انجام دیکھ، کیونکر وقوعِ

کذب ماننے کی طرف کھینچ کر لے گیا۔ یوں ہی سُنَّت اِلٰہیہ جَلَّ وَعَلَا چلی آئی ہے اگلوں سے۔ یہی ہیں وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بَہرا کیا۔ اور اُن کی آنکھیں اندھی کردیں۔
وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم[353]"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

عبارتِ حفظ الایمان دیوبندی اصولوں کی روشنی میں

ابوالہمّام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی حفظہ اللہ

رسالہ" حفظ الایمان" میں اشرفعلی تھانوی سے تین سوالات پوچھے گئے تھے۔ ان میں آخری سوال" عالم الغیب" کے بارے میں تھا، اسی سوال کے جواب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔ تھانوی سے جو تین سوالات ہوئے اس میں آخری سوال یہ تھا۔

حفظ الایمان میں کیا گیا سوال

" اور (زید) کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی سے عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا اور بالواسطہ۔ اس معنی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے۔ بیّنو اتو جروا!

(حفظ الایمان صفحہ 2،قدیمی کتب خانہ)

جناب اشرفعلی تھانوی نے اس سوال کے جواب میں جو عبارت لکھی، وہی تنازع کا سبب بنی۔ اسی عبارت کی بنیاد پر عرب وعجم کے علمانے تھانوی پر کفر کا حکم لگایا۔ چنانچہ جناب نے جواب دیتے ہوئے لکھا:

حفظ الایمان کی کفریہ عبارت

" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہوتو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے

کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔"

(حفظ الایمان، صفحہ 12 قدیمی کتب خانہ)

پہلی بات

جناب تھانوی صاحب نے واضح طور پر لکھا ہے:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا" کیا یہ جملہ اکابرِ دیوبند کے نزدیک درست ہے؟ یہاں صراحتاً "علمِ غیب" کا ذکر ہے، نہ کہ "عالمُ الغیب" کا، جبکہ اصل سوال "عالمُ الغیب" کے بارے میں ہے۔ پھر تھانوی صاحب لکھتے ہیں "تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟" اس عبارت میں جناب نے صراحتاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس خصوصیت کی نفی کی، اور اگلے جملے میں اسی بعض علمِ غیب کو زید و عمرو بلکہ ہر بچے، پاگل، حتیٰ کہ تمام حیوانات و بہائم کے لیے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی۔

تھانوی صاحب زید بکر صبی و مجنون کے علم غیب اور علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرق ہی نہیں جانتے اسی لئے تو صراحتاً لکھا ہے کہ "تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے" تھانوی کا یہی جملہ "تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے" ہی اگلے جملے کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ "ایسا" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مراد ہے کیونکہ اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اگلے جملے میں لکھا ہے کہ "ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" جناب نے اگلے جملے کی بنیاد پر ہی یہ جملہ "تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے" لکھا ہے۔

لیکن اس کے باوجود دیوبندی حضرات نے سارا زور اپنے اکابر کی صفائی میں صرف کیا

جیسا کہ دیوبندی سوانح نگار میاں الیاس نے لکھا ہے:

دیوبندیوں کا سارا زور اکابر کی صفائی پر

"دعوت وتبلیغ کا سارا زور" اکابر دیوبند کی صفائی" پر صرف ہونے لگا"

(حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص 21 مولانا حسین علی اکادمی راولپنڈی اپریل 2006ء)

یہی ہے دیوبندی مذہب کی اصل پہچان۔ اسی لئے بالآخر دیوبندی سوانح نگار کو لکھنا پڑا کہ "عقیدہ توحید کی دعوت و اشاعت کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے کوئی "دیوبندی" تیار نہ تھا۔ اکثر کے نزدیک اکابرین دیوبند پر اہل بدعت کے الزامات کا دفاع اور جوابی الزامات ہی "توحید کی دعوت" تھی۔ کچھ کی تان "تھانہ بھون" سے شروع ہوکر "تھانہ بھون" ہی پر ٹوٹتی تھی۔" (حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، صفحہ 250 مولانا حسین علی اکادمی راولپنڈی اپریل 2006ء)

دیوبندیوں کی تان "تھانہ بھون" سے شروع ہوکر وہیں ختم ہوجاتی تھی، مگر اس کے باوجود وہ تھانوی کے دفاع میں ناکام رہے۔

اب دیوبندی حضرات اسے تشبیہ کہہ کر تاویل کریں یا برابری کہہ دیں دیوبندی اصولوں سے دونوں صورتوں میں گستاخی لازم آتی ہے۔

"ایسا" یا "اتنا" دیوبندی تضادات

لفظ "ایسا" کے حوالے سے جناب تھانوی، حسین احمد ٹانڈوی، منظور سنبھلی اور مرتضیٰ دربھنگی کے درمیان تضادات واضح ہیں۔ حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے کہ

لفظ "ایسا" تشبیہ ہے لفظ "اتنا" نہیں: ٹانڈوی

" کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرمارہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔"

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، صفحہ، 102، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور اشاعت اول۔ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، صفحہ، 281 ،282، دار الکتاب اردو بازار لاہور، مئی 2004ء)

حسین احمد ٹانڈوی کی عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیں ٹانڈوی نے صاف لکھا ہے کہ اگر اس عبارت میں لفظ "اتنا" لکھتے تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور مذکورہ کے علم کی برابری لازم آتی مگر یہاں لفظ "ایسا" کلمہ تشبیہ ہے۔

لفظ اتنا نہیں ایسا ہے: تھانوی

جناب تھانوی نے بھی لکھا ہے کہ یہاں لفظ "اتنا" نہیں بلکہ "ایسا" ہے ملاحظہ ہو

" اتنا سمجھ لینا کافی ہوگا کہ یہاں لفظ اتنا نہیں ہے۔ ایسا ہے۔" (مقالات حکیم الامت، جلد 34، مکتوبات خبرت، صفحہ 125، 126، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

ٹانڈوی اور تھانوی دونوں نے لکھا ہے کہ یہاں لفظ اتنا نہیں ہے اگر لفظ "اتنا" ہوتا تو گستاخی ہوتی۔ اور ٹانڈوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ "ایسا" کلمہ تشبیہ ہے۔ اب آیئے جناب تھانوی کا دفاع کرنے والے دوسرے دیوبندی کیا کہتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو چنانچہ

دیوبندی مناظر منظور سنبھلی نے سنی مناظر محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں: سنبھلی

"آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ "جیسا" کا لفظ وہاں نہیں ہے مگر "ایسا" کا لفظ تو ہے لہٰذا پھر بھی تشبیہ ضرور ہے درحقیقت یہ بھی آپ کا مغالطہ ہے۔ سنئے۔ لفظ "ایسا" اگر لفظ "جیسا" کے ساتھ ہو جب تو وہ تشبیہ ہی کے لئے ہوتا ہے لیکن اگر "ایسا" بغیر "جیسا" کے ہو تو تشبیہ کے لئے ہونا ضروری نہیں۔"

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ، 67، مکتبہ مدنیہ لاہور۔ فتوحات نعمانیہ، صفحہ 606، انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

دیکھئے بقول منظور سنبھلی سنی مناظر محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگرچہ یہاں "ایسا" کیساتھ "جیسا" نہیں لیکن پھر بھی یہ تشبیہ ہے مگر منظور سنبھلی بغیر "جیسا" کے تشبیہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ منظور سنبھلی کے پاس جناب تھانوی کے دفاع کے لئے کوئی اور چارہ نہ تھا اس لئے لفظ "ایسا" کے ساتھ لفظ "جیسا" کو تشبیہ کے لئے ضروری قرار دیا۔ یعنی اگر لفظ "ایسا" بغیر لفظ "جیسا" کے تشبیہ کے لئے قرار دیا جائے تو منظور سنبھلی کے نزدیک جناب تھانوی کی گستاخی ثابت ہے۔ مگر ٹانڈوی نے سنی مناظر محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خان رحمۃ اللہ علیہ سے اتفاق کرتے ہوئے لفظ "جیسا" کے بغیر لفظ "ایسا" کلمہ تشبیہ تسلیم کر چکے ہیں۔ جیسا کہ "شہاب ثاقب" کے حوالے میں واضح لکھا ہے کہ "لفظ ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ حالانکہ ٹانڈوی صاحب بھی جانتے تھے کہ یہاں لفظ "جیسا" موجود نہیں، پھر بھی اس نے اسے کلمۂ تشبیہ قرار دیا۔ اسی طرح جناب تھانوی، جن

کی عبارت کا دفاع منظور سنبھلی کر رہے ہیں، اپنی عبارت میں لفظ "ایسا" کو "اتنا" کے معنی میں استعمال نہیں کر رہے، جیسا کہ قارئین نے تھانوی کا حوالہ "مکتوبات خبرت" سے ملاحظہ کیا۔ منظور سنبھلی نے صرف کلمۂ تشبیہ سے انکار کرتے ہوئے ٹانڈوی کا رد نہیں کیا، بلکہ آگے دیکھیے کہ وہ کس طرح ٹانڈوی اور تھانوی دونوں کا رد کرتے ہیں چنانچہ بیان کرتے ہیں:

ایسا تشبیہ نہیں اتنا کے معنی میں: سنبھلی

"حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے اتنا کے معنیٰ میں ہے۔"

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ، 67، مکتبہ مدنیہ لاہور۔ فتوحات نعمانیہ، صفحہ 606، انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

دیکھیے، منظور سنبھلی نے لفظ "ایسا" کو "اتنا" کے معنی میں لے کر ٹانڈوی اور جناب تھانوی کی تاویل وتوضیح کو رد کرتے ہوئے جناب تھانوی کو گستاخ قرار دیا ہے۔ صرف منظور سنبھلی ہی نہیں، بلکہ مرتضیٰ حسن دربھنگی بھی، جنہیں دیوبندی حضرات جناب تھانوی کا وکیل سمجھتے ہیں، جناب تھانوی کی عبارت میں "ایسا" کے بارے میں یہ لکھتے ہیں، ملاحظہ کیجیے۔

لفظ ایسا اس قدر اور اتنے کے معنی میں: دربھنگی

"واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔"

(رسائل چاندپوری، جلد اول، صفحہ، 128، توضیح البیان فی حفظ الایمان، صفحہ، 9، انجمن ارشاد المسلمین، لاہور، اکتوبر 1978ء)

ایک اور مقام پر در بھنگی نے لکھا ہے کہ

"اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمرو بکر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے۔"

(رسائل چاند پوری، جلد اول، صفحہ، 134، توضیح البیان فی حفظ الایمان، صفحہ، 14، انجمن ارشاد المسلمین حمید نظامی روڈ لاہور، اکتوبر 1978ء)

در بھنگی بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر تکفیر کی بنیاد یہ ہو کہ علمِ نبوی ﷺ کو زید، عمرو اور بکر کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے، تو لفظ "ایسا" کا بطور کلمۂ تشبیہ ہونا ضروری تھا، حالانکہ یہ یہاں موجود نہیں۔ مزید یہ کہ جس بات کی در بھنگی تردید کرتے ہیں، ٹانڈوی نے اسی کا اعتراف کیا ہے اور لفظ "ایسا" کو کلمۂ تشبیہ قرار دیا ہے، جو در بھنگی کے نزدیک تھانوی کی تکفیر پر دلالت کرتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے "سوانح تھانوی" جلد 5 اور "ضربِ مستند برمہند" ملاحظہ ہو)

اکابرِ دیوبند کے نزدیک بھی ایسے مواقع پر، جہاں حضور ﷺ کی شان کا بیان ہو، خواہ بطورِ تشبیہ ہو یا برابری کے طور پر، اس قسم کا ذکر نامناسب اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔ چنانچہ، اسی مناسبت سے دیوبندی عالم مولوی حمد اللہ جان ڈاگوی نے مولوی طاہر پنج پیری پر تنقید کی ہے۔ ڈاگوی صاحب "البصائر" میں تحریر کرتے ہیں:

پنج پیری سے ناراضگی اور تھانوی سے رضامندگی

"وما قال المنکر فی (ص: 135) و اما قولھم یا رسول اللہ خطاب و ذا لا یکون الا لمن یسمع فھذا خلاف اللغۃ و العرف فان الخطاب بیا معروف

للاحیاء والاموات والحیوانات والجبال والبحار ۔فانظر الی ھذا الزائغ کیف انکر عن حیاۃ النبی ﷺ و سوی خطابه لخطاب الجمادات والحیوانات و ھل ھذا الا تفریط فان النداء للاحجار والاشجار انما یکون للتعریض او التحسر و غیرہ ذلک۔"

(البصائر صفحہ 142 مظھری کتب خانہ ڈاگی صوابی)

"شیخ مولوی طاہر نے صفحہ 135 پر لکھا ہے کہ ان کا قول یا رسول اللہ تو خطاب ہے اس کو کیا جاتا ہے جو سماعت کر سکتا ہو اور یہ لغت اور عرف کے خلاف کیونکہ لفظ یا کے ساتھ خطاب کرنا زندوں مردوں حیوان پہاڑ درخت اور پتھروں کو یہ مشہور و معروف ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اس کج رو شخص کو دیکھیں کہ یہ حیاتِ انبیاء اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کی حیات کا منکر ہو گیا اور حضور ﷺ سے خطاب کرنے کو حیوانات اور جمادات سے خطاب کے مماثل اور برابر کر دیا (نعوذ باللہ) اس لئے کہ پتھروں درختوں کو نداء کرنا تعریض اور تحسر وغیرہ کے لئے ہوتا ہے۔"

(البصائر مترجم صفحہ 151، 152، جامعہ امام ربانی کراچی)

مولوی حمد اللہ جان ڈاگوی نے مولوی پنج پیری کی طرف سے جمادات و نباتات سے تشبیہ دینے پر ناراضگی کا اظہار کیا، لیکن صاحبِ "حفظ الایمان" کے معاملے میں سکوت اختیار کیا ہے۔اسی تضاد کی نشان دہی کرتے ہوئے میاں الیاس دیو بندی لکھتے ہیں:

دیو بندیوں کا دوغلا پن دیو بندیت کے لئے الگ معیار

"علماء کا دوغلا پن کھل کر سامنے آ گیا۔انہوں نے اپنی "دیو بندیت" کے لئے الگ

معیار مقرر کیا ہے اور دوسروں کے لئے الگ۔"

(حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، صفحہ،259 مولانا حسین علی اکادمی راولپنڈی)

اب جو لوگ اس کے لیے یہ تاویل کرتے ہیں کہ "ایسا" سے مراد "اتنا" ہے، یا یہ کہ یہاں برابری نہیں بلکہ محض تشبیہ مراد ہے، تو ان حضرات کی یہ تاویلات بھی ڈاگوی صاحب کے نزدیک باطل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ مولوی طاہر پنج پیری صاحب کی عبارت میں 'ایسا' یا 'جیسا' کے لیے استعمال ہونے والے عربی الفاظ موجود نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود بے موقع و بے محل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے ساتھ حیوانات و جمادات کا حوالہ بطورِ قیاس دیا گیا ہے، اور یہی امر ڈاگوی صاحب کے نزدیک قابلِ گرفت ہے۔ یہی بات جناب تھانوی خود بھی لکھتے ہیں کہ:

"جس بات میں ایہام خلاف بھی ہو اس سے بھی منع کیا جائے گا۔ آخر حق تعالیٰ نے صحابہ کو راعنا کہنے سے کیوں منع فرمایا کیا معاذ اللہ صحابہ کرام کے ذہن میں اسکے معنے کچھ بُرے تھے ہر گز نہیں بلکہ محض اس لئے کہ یہ لفظ موہم ہوتا ہے بُرے معنے کا قصد کر کے استعمال کریں اس قاعدہ کے تحت میں یہ نظم بھی داخل ہے گو قائل کا قصد بُرا نہ ہو۔ پس اس کا پڑھنا اور سننا اور پڑھوانا سب ناجائز ہے۔"

(حقوق الزوجین صفحہ 85 خطبات حکیم الامت جلد 20 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جناب تھانوی نے خود بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کو زید وعمرو، صبی، مجنون اور حیوانات و جمیع بہائم کے بعض علم کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اور یہی امر خود جناب کے نزدیک گستاخی ہے۔ جیسا کہ انور شاہ کشمیری کے داماد نے اسے تنقیص سمجھتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ طریقۂ استدلال بے محل تھا۔

انور شاہ کشمیری کے نزدیک تھانوی کی عبارت

"راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے نفی علم غیب نبوی کے لئے یہ بھی کہہ دیا گیا کہ علم غیب جزئی تو پاگل و مجنون کو بھی ہوتا ہے یہ بھی ایک بے محل منطقی طریقہ استدلال تھا، جس کے جواب میں دوسری طرف سے یہ بات سننی پڑی کہ علم غیب ذاتی اور کلی تو ہم حضور علیہ السلام کے لئے نہیں مانتے، صرف جزئی اور وہبی مانتے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ وہ لوگ ایسا علم جزئی مانتے ہیں جو حضور علیہ السلام کے لئے منقصت کا پہلو رکھتا ہے اور ہم وہ مانتے ہیں جو آپ کے لئے منقبت کا درجہ بنتا ہے۔"

(انوار الباری جلد 16، صفحہ 464 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

انور شاہ کشمیری اور احمد رضا بجنوری نے جناب تھانوی کی عبارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کے ضمن میں مخالف فریق کا قولِ تنقیص نقل کیا، لیکن نہ اس پر کوئی نقد و کلام کیا، نہ اس کا ردّ تحریر کیا، اور نہ ہی کسی تاویل کے ذریعے تھانوی کا دفاع کیا؛ بلکہ اسے بطورِ استدلال پیش کرتے ہوئے تصریح کی کہ یہ ایک بے محل منطقی استدلال ہے، جس میں نفیِ علمِ غیبِ نبوی کے لیے یہاں تک کہا گیا کہ جزوی علمِ غیب تو مجنون کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ انور شاہ کشمیری اور احمد رضا بجنوری کے نزدیک بھی "حفظ الایمان" کی عبارت میں تنقیص کا پہلو موجود ہے اور تھانوی کا استدلال بے محل ہے۔ نیز بجنوری نے یہاں نفیِ علمِ غیبِ نبوی کی بات کی ہے، نہ کہ "عالم الغیب" کی نفی کی اور خود تھانوی نے بھی اپنی عبارت میں علمِ غیب کی نفی کے لیے یہی طرزِ استدلال اختیار کیا ہے۔

یہ عبارت اسی تشبیہ کی بنا پر گستاخانہ قرار دی جاتی ہے کہ سوال میں نہ صبی و مجنون کا ذکر تھا

اور نہ جمیع حیوانات و بہائم کے بارے میں کچھ پوچھا گیا تھا۔لہٰذا صبی و مجنون اور حیوانات و بہائم کے ساتھ تشبیہ یا برابری کا بیان کرنے کی ضرورت کیا تھی ، اور ان پر قیاس کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ انور شاہ کشمیری اور احمد رضا بجنوری کے نزدیک بھی یہ استدلال بے محل ہے۔اگر جناب تھانوی کی عبارت بالکل صاف اور بے عیب ہوتی ، تو انور شاہ کشمیری اور ان کے داماد احمد رضا بجنوری جو انہی کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں ، ہرگز اس پر کلام نہ کرتے ، بلکہ اس کی تائید وتوثیق کرتے اور دفاع میں کھڑے ہوتے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابرِ دیوبند میں شامل انور شاہ کشمیری اور احمد رضا بجنوری کے نزدیک بھی " حفظ الایمان " کی عبارت میں یہ بے محل استدلال محلِ اعتراض ہے ، کیونکہ اس سے تنقیص کا پہلو نکلتا ہے۔مزید برآں ، جب بے محل جانوروں سے تشبیہ یا برابری کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا گیا تو ان کا ردِعمل کیا تھا؟ آیئے ، صحیح مسلم کی احادیث کو ایک دیوبندی عالم کے ترجمے کے ساتھ ملاحظہ کرتے ہیں :

عورتوں کا گدھوں سے تشبیہ پر حضرت عائشہ کا جلال

" حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کتے ، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ کر دیا حالانکہ اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی اور اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی تو میں ناپسند کرتی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دوں۔ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کے پاس سے نکل جاتی تھی۔"

(صحیح مسلم مع مختصر شرح و ترجمہ: مترجم: مولوی عزیز الرحمٰن فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، مکتبہ رحمانیہ۔ جلد 1، صفحہ 433، 434، حدیث نمبر: 1143)

اسی طرح انوار الباری کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو

"عورت بحالتِ حیض تسبیح سے خالی ہو جاتی ہے، اور کتا گدھا یہ دونوں تو کسی حال میں بھی تسبیح نہیں کرتے **(جس سے ان کے بارے میں قاطع صلوٰۃ ہونے کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے)** اسی لئے جب حضرت عائشہ کے سامنے حائضہ عورت کی قاطعِ صلوٰۃ ہونے کا ذکر ہوا تو آپ نے غصہ سے فرمایا تھا:۔ کہ تم نے تو ہمیں (عورتوں کو) کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا۔"

(انوار الباری، جلد، 8، صفحہ، 31 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

(نوٹ: بریکٹ کے الفاظ انوار الباری کے ہیں)

ذرا غور کیجیے! جب محض عورت کے ذکر کو کتوں اور گدھوں کے ساتھ ملا دیا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کس قدر شدید ناگواری کا اظہار فرمایا اور اسے ناپسند کیا، حالانکہ وہاں نہ ان کا نام لیا گیا تھا اور نہ امہات المؤمنین کا۔ صرف عورت کے ذکر پر ہی آپ رضی اللہ عنہا نے اسے اپنی شان کے خلاف محسوس کیا۔ تو پھر خود سوچیے! جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا ذکر ہو اور اسے صبی، مجنون اور حیوانات و بہائم کے ساتھ ملایا جائے، تو کیا یہ امر موجبِ اذیت نہ ہوگا؟

اسی طرح تھانوی خود بھی لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ کو خالق الکلاب والخنازیر کہنا بے ادبی ہے

"حق تعالیٰ کو خالق کل شئ کہنا درست ہے اور خالق الکلاب والخنازیر کہنا بے ادبی ہے۔"(بوادر النوادر، صفحہ، 194 مکتبہ ابن عباس مردان)

کیا تھانوی حضور ﷺ کے علم کو صبی، مجنون، حیوانات اور جمیع بہائم کے ساتھ تشبیہ دے کر بے ادبی کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟

تھانوی کی عبارت میں صرف علم کے ملاپ کی بات نہیں بلکہ ان ہی علوم کو، جو صبی، مجنون، حیوانات اور جمیع بہائم کے لیے ثابت کیے گئے ہیں، ان سے بطورِ استدلال حضور ﷺ کے لیے علمِ غیب کا انکار کیا گیا ہے، جو نہ صرف تشبیہ ہے بلکہ برابری بھی ہے۔

تھانوی کا کفر امداد الفتاویٰ سے ثابت

امداد الفتاویٰ میں جناب تھانوی سے سوال ہوا

"سوال: (431) ایک عالم جید کی شان میں کوئی کہے کہ ان کو عالم کیوں کہتے ہو کیا تمام معلومات ان کو حاصل ہیں۔ یہ تو باطل ہے۔ اور بعض معلومات حاصل ہیں تو ان کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر گدھے، سور کو حاصل ہے۔ تو اس میں اس عالم جلیل کی توہین ہوئی یا نہیں؟ اور کیوں۔

جواب: یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہاں اصل مدعا ہی غلط ہے کہ ایک وصف ثابت کی نفی کی جاتی ہے۔ اس لئے یہ استدلال اہانت ہے۔ البتہ اگر اس عالم جید کے لئے کوئی ایسا وصف علمی ثابت کرے جو واقع میں اس میں نہ ہو اور دوسرا ان

مقدمات سے اس وصف کی نفی پر استدلال کرے تو کچھ بھی اہانت نہیں مثلاً اس کے بعض علوم کی بناء پر اس کو حضرات انبیاء سے افضل کہنے لگے اور دوسرا اسی دلیل سے اس پر رد کرے تو کچھ بھی اہانت نہیں۔"

(امداد الفتاویٰ جلد 6 صفحہ 66 مکتبہ دار العلوم کراچی نومبر 2018ء)

تھانوی نے اسی سوال کے جواب میں عالم کے لیے علم ثابت مانا ہے۔تو دیوبندی اصولوں کے مطابق، جب اس جید عالم کے لیے علم کا وصف تسلیم کیا گیا،تو جنابِ تھانوی کا کفر کیسے ثابت ہوتا ہے اس کے لیے دیوبندیوں کا درجِ ذیل اصول ملاحظہ کریں!

"عطاءِ علم کے معنی مخلوق میں اس لئے بھی نہیں بن سکتے کہ عطاء دے دینے کو کہتے ہیں اور دے دینے کی حقیقت کسی شئے کو اپنے سے جدا کر کے منتقل کر دینے کے ہیں اپنے پاس رکھ کر اس کی اطلاع کر دینے کو عطا نہیں کہتے۔اور ظاہر ہے کہ علم حق تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے،اس کا حق تعالیٰ سے جدا ہو کر منتقل ہو جانا محال ہے۔اور نہ بصورت منتقلی وہ صفتِ ذات باقی نہیں رہ سکتی جو عقلاً شرعاً محال ہے۔"

(رسائل حکیم الاسلام، جلد، اول، صفحہ، 344، 345 مکتبہ دار الاحرار اپریل 2011ء)

قاری طیب صاحب کے نزدیک "علم"صفتِ خاصہ باری تعالیٰ ہے،اور صفتِ خاصہ باری تعالیٰ میں کسی کو شریک ماننا یقیناً شرک ہے۔لہٰذا دیوبندی اصولوں کے مطابق اگر تھانوی صاحب نے اس جید عالم کے لیے "علم" کا وصف ثابت مانا اور اسے "عالم" قرار دیا تو یہ بھی شرک کے دائرے میں آتا ہے۔اس بنا پر دیوبندیوں کے نزدیک امداد الفتاویٰ کی روشنی

میں جناب تھانوی کا مشرک ہونا ثابت ہوتا ہے۔مزید یہ کہ جب دیوبندی اصولوں کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اخبار، انباء، اطلاع اور اظہار کے ثابت ہونے کے باوجود انہیں "علم" سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا، تو پھر انہی اصولوں کے تحت محض معلومات کی بنیاد پر کسی کو "عالم" ماننا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ جب دیوبندی اصولوں کے مطابق "علم" حق تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور اس کا عطا ہونا محال ہے، تو محض معلومات کی بنیاد پر کسی کو "عالم" ماننا بھی شرک قرار پاتا ہے۔ اس صورت میں دیوبندی اصولوں کے مطابق جناب تھانوی کا یہ قول بھی باطل ٹھہرتا ہے کہ "ایک وصفِ ثابت کی نفی کی جاتی ہے"۔

مزید یہ کہ جب دیوبندی اصولوں کے مطابق علم کا وصف ثابت نہیں مانا جاتا، لیکن پھر بھی جناب تھانوی کے نزدیک اسے اہانت قرار دیا جاتا ہے، تو یہ قیاس مع الفارق اور غیر درست استدلال (اہانت پر مبنی استدلال) شمار ہوگا۔

امداد الفتاویٰ کی عبارت پر ایک بار پھر نظر ڈالیں اور حفظ الایمان کی عبارت کا تصور کریں، کیا جناب تھانوی حفظ الایمان کی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "علمِ غیب" کا وصف ثابت مان رہے ہیں یا نہیں؟ دونوں صورتوں میں امداد الفتاویٰ کے فتوے کی روشنی میں جناب تھانوی کا گستاخ ہونا واضح ہوتا ہے۔

اگر جناب تھانوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "علمِ غیب" کا وصف ثابت مانتے ہیں، جیسا کہ حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق مرتضیٰ حسن دربھنگی نے لکھا ہے:

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازمی اور

ضروری ہیں وہ آپ کو بہ تمام ہا حاصل ہو گئے تھے۔"

(رسائل چاند پوری، جلد اول، صفحہ، 124 ،توضیح البیان فی حفظ الایمان، صفحہ، 5،
انجمن ارشاد المسلمین حمید نظامی روڈ لاہور، اکتوبر 1978ء)

مرتضیٰ دربھنگی واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "علمِ غیب" کا وصف ثابت مانتے ہیں۔ بلکہ منظور احمد سنبھلی بھی مخلوق کے لئے علم غیب مانتا ہے:

"لہذا ثابت ہوا کہ تمام کائنات حتیٰ کہ نبادات و جمادات کو بھی مطلق بعض غیوب کا علم حاصل ہے۔اور یہی حفظ الایمان کی عبادت کا پہلا اہم جزو ہے۔"

(فتوحات نعمانیہ صفحہ 655، انجمن ارشاد المسلمین لاہور، دار الکتاب غزنی۔ فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ 138، مکتبہ مدنیہ لاہور)

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ جناب تھانوی اور سنبھلی، کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "علمِ غیب" کا وصف ثابت ہے، تو امداد الفتاویٰ کے اصول کے مطابق حفظ الایمان کی عبارت کا کفریہ ہونا واضح ہوجاتا ہے، کیونکہ جناب تھانوی نے خود لکھا ہے کہ

"یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہاں اصل مدعا ہی غلط ہے کہ ایک وصف ثابت کی نفی کی جاتی ہے۔اس لئے یہ استدلال اہانت ہے۔"

جناب تھانوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "علمِ غیب" کے وصفِ ثابت کی نفی کرتے ہوئے جو استدلال پیش کیا ہے، وہ ان کے نزدیک بھی اہانت کے زمرے میں آتا ہے۔لہٰذا اس صورت میں جناب تھانوی کی توہین ان ہی کے فتویٰ کے مطابق ثابت ہوجاتی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے "سوانحِ تھانوی" جلد 5 اور "ضربِ مستند بر مہند" ملاحظہ ہو، جہاں

دیوبندی اصولوں کی روشنی میں چھ (6) وجوہات بیان کی گئی ہیں، جن کی بنا پر "امداد الفتاویٰ" کے اس جواب سے "حفظ الایمان" کی عبارت کو کفریہ ثابت کیا گیا ہے۔

جناب تھانوی نے حفظ الایمان میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی ہی نہیں کی بلکہ اللہ عزوجل کے لیے بالذات "عالمِ الغیب" ہونے کا بھی انکار کیا ہے۔ چنانچہ حفظ الایمان میں لکھا ہے:

تھانوی کا اللہ کے لئے بالذات عالم الغیب کا انکار

"اور (زید) کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی سے عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔"

(حفظ الایمان صفحہ 1، مولوی محمد یحیٰ تاجر کتب دینیہ، قدیمی کتب خانہ)

اس میں صاف لکھا ہے کہ زید کا عقیدہ ہے کہ

"بالذات اس معنی سے عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔"

زید کے اس عقیدے کے بارے میں بھی تھانوی حفظ الایمان کے آخر میں لکھتے ہیں:

" زید کا عقیدہ اور قول سرتا سر غلط اور خلافِ نصوص شرعیہ ہے۔ ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں۔ زید کو چاہئے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔"

(حفظ الایمان صفحہ 15، قدیمی کتب خانہ، مولوی محمد یحیٰ تاجر کتب دینیہ)

جناب تھانوی کا یہ لکھنا کہ "زید کا عقیدہ اور قول سرتا سر غلط اور خلافِ نصوصِ شرعیہ ہے" سے صاف ظاہر ہے کہ تھانوی کے نزدیک زید کا یہ عقیدہ بھی درست نہیں، جس میں زید نے کہا ہے کہ "عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔"

کیونکہ جناب تھانوی نے زید کے عقیدے کو سرتا سر غلط لکھا ہے، لہٰذا دیوبندی اصولوں کے مطابق جناب تھانوی اس طرح حکم لگانے سے بھی مشرک ہوئے، کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک "عالِم الغیب" ہونا اللہ عزوجل کا خاصہ ہے۔اور جناب تھانوی زید پر حکم لگانے سے اس خاصے کے منکر ہوئے۔ یہ حفظ الایمان کی آخری عبارت ہے۔تو جناب تھانوی خود اپنے دیوبندی اصولوں کے مطابق مشرک وکافر قرار پاتے ہیں۔

ایسا نہیں کہ "حفظ الایمان" کی متنازعہ عبارت کے فوراً بعد "حسام الحرمین" لکھی گئی اور جناب تھانوی پر کفر کا فتویٰ صادر کردیا گیا، بلکہ "حفظ الایمان" کی اشاعت کے تقریباً ایک سال بعد جناب تھانوی پر حکم لگایا گیا۔اور یہی عبارات جن پر حکم لگایا گیا تھا، وہ چار سال بعد 21 ذی الحجہ 1323ھ کو "حسام الحرمین" میں درج کر کے علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کی گئیں۔

ایک سوال نامہ جو جناب تھانوی کے پاس بھیجا گیا اسی کی کچھ تفصیل ضروری سمجھتا ہوں۔

تھانوی کا فرار اور اقرار آپ جیتے میں ہارا

جناب اشرف علی تھانوی، خلیل احمد سہارنپوری، محمود الحسن دیوبندی اور مولوی احمد حسن کے نام 20 سوالات پر مشتمل ایک خط مولانا عبدالرشید صاحب، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب، ابراہیم بہاری صاحب، غلام محمد بہاری صاحب، مولانا ظفر الدین قادری صاحب اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی طرف سے بھیجا گیا، جس کی تفصیل "ظفر الدین الجید معروف بہ بطشِ غیب" میں موجود ہے۔

"یہ سوال نامہ بطورِ خط 12 جمادی الآخرہ، بروزِ سہ شنبہ 1323ھ کو محمد ظفر الدین، محمد

عبدالرشید (طلبائے مدرسہ اہلِ سنت و جماعت) اور دیگر حضرات، مثلاً خواجہ محمد حسن صاحب، شیخ تصدق حسین صاحب وغیرہ مسجدِ گنج لے گئے اور اشرف علی تھانوی کے ہاتھ میں دے دیا۔

جب جواب کے لیے عرض کیا گیا تو جناب تھانوی نے وہ سوال نامہ واپس کر دیا۔ ان سے کہا گیا کہ سوالات ملاحظہ فرما لیجیے، تو انہوں نے جواب دیا:

"میں نے آپ سے لے لیا ہے، اب آپ مجھ سے لے لیجیے۔ میں مباحثہ کے لیے نہیں آیا اور نہ ہی مباحثہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں۔ یہ فنِ فساد آپ کو مبارک رہے۔"

جناب تھانوی سے دوبارہ عرض کیا گیا کہ یہ مباحثہ نہیں بلکہ چند سوالات ہیں، تو جواب میں انہوں نے فرمایا: "آپ خواہ کتنا ہی کہیں، میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اور لکھ چکا ہوں، وہی کہوں گا، اور اگر مجھے تھوڑی دیر کے لیے معقول بھی کر دیا جائے، تب بھی وہی کہتا رہوں گا۔ مجھے معاف کیجیے، آپ جیتے اور میں ہارا۔

اس وقت کئی حضرات جناب تھانوی کے ساتھ موجود تھے، جن میں احمد حسن صاحب (مہتمم مدرسہ مداری دروازہ)، مولوی ابراہیم صاحب (مدرس مدرسہ مذکورہ)، حاجی محمد سعید صاحب (سوداگر و رکن مدرسہ مذکورہ) اور دیگر حضرات شامل تھے، جس کی تفصیل "ظفر الدین الجید معروف بہ بطشِ غیب" میں موجود ہے۔

مطلب یہ کہ جناب تھانوی کسی بھی طرح اس مسئلے پر بات کرنے کے لیے تیار نہ تھے اور انہوں نے اسی میں عافیت جانی کہ آپ جیتے اور میں ہارا۔

شاید اصاغر دیوبند کو یقین نہ آئے اور وہ اس واقعے کو جھٹلانا چاہیں اور کہیں کہ "ظفر الدین الجید معروف بہ بطشِ غیب" میں یہ واقعہ من گھڑت ہے اور قابلِ قبول نہیں، تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ "بسط البنان" اٹھا لیجیے اور پہلا صفحہ دیکھ لیجیے، جس میں اسی واقعے کا ذکر موجود ہے۔

تھانوی کی طرف سے ہار تسلیم کرنے کا اقرار

"حضرات علمائے دیوبند و دہلی کو کافر کہنا شروع کیا اور ان حضرات کو مخاطب کر کے مجادلہ کے اشتہارات چھاپے، ان بزرگوں نے فضول سمجھ کر ان کی طرف التفات نہ کیا۔ بلکہ ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جواب لکھنے پر ان سے اصرار کیا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ "آپ جیتے اور ہم ہارے" فی الواقع یہ بہت عمدہ جواب تھا جو دیا جا سکتا تھا کیونکہ بزرگوں کا قول ہے۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔"

(حفظ الایمان مع بسط البنان و تغییر العنوان، ص،16۔قدیمی کتب خانہ)

جناب تھانوی کا یہ اقرار کہ: "آپ جیتے، ہم ہارے"

اپنی ہار تسلیم کرنے سے یہ واضح ہوا کہ اکابرِ دیوبند نے، خصوصاً جنابِ تھانوی نے، حفظ الایمان میں جو کفریہ عبارات لکھی ہیں، وہ واقعی کفریہ ہیں۔ اگر یہ عبارات کفریہ نہ ہوتیں تو پھر یہ کیوں کہا جاتا کہ: "آپ جیتے، ہم ہارے" یا "آپ جیتے، میں ہارا"؟

مگر جنابِ تھانوی کی طرف سے ہار تسلیم کیے جانے کے باوجود، دیوبندیوں نے اس کی تاویل و توجیہ کی ناکام کوشش کی اور لکھا:

"انہوں نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ" آپ جیتے اور ہم ہارے" فی الواقع یہ بہت عمدہ جواب تھا جو دیا جاسکتا تھا کیونکہ بزرگوں کا قول ہے۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔"

(حفظ الایمان مع بسط البنان وتغییر العنوان، ص،16۔ قدیمی کتب خانہ)

تھانوی کا ہار تسلیم کرنا، بلکہ اپنا کفر تسلیم کرنا، اسی اقرارِ کفر کو دیوبندی حضرات "عمدہ جواب" سے تعبیر کرتے ہیں۔

دیوبندی خود کہتے ہیں کہ جناب تھانوی نے جان چھڑانے کے لیے یہ کہا کہ" آپ جیتے، میں ہارا"، کیونکہ جناب کے پاس اس وقت نہ کوئی جواب تھا اور نہ وہ اپنا دفاع کر سکتے تھے، جیسا کہ "پیچھا چھڑانے" کا ذکر خود دیوبندی حضرات کررہے ہیں۔

دیوبندی محققین "حفظ الایمان" کی عبارت کے لیے تاویلات تلاش کرتے رہے، مگر انہیں کوئی تسلی بخش تاویل سمجھ میں نہ آسکی۔ بالآخر خلیل احمد انبیٹھوی نے "المہند" میں جناب تھانوی کی طرف سے ایک نئی تشریحی عبارت پیش کی اور "حفظ الایمان" میں جس تسلسل کے ساتھ اصل عبارت موجود تھی، اسے یکسر نظر انداز کر دیا۔

المہند میں پیش کی جانی والی عبارت کا جائزہ

"پھر یہ کہ حضرت کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگر چہ تھوڑا سا ہو، زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم

ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالاتِ نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر رحم فرمائے ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ ہو فرماؤ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے۔" (المھند علی المفند،ص 62،63 ادارہ اسلامیات)

اس عبارت پر سنجیدگی سے غور کیجیے، پھر حفظ الایمان کی اصل عبارت سامنے رکھ کر پڑھیے ،اور دیانت داری سے فیصلہ کیجیے کہ جھوٹ کا سہارا کس نے لیا: صاحبِ "المھند" نے یا امامِ اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے؟

حقیقت یہ ہے کہ "المھند" میں نہ حفظ الایمان کی اصل عبارت پیش کی گئی، نہ حسام الحرمین کی عبارت نقل کی گئی، بلکہ ایک من گھڑت عبارت تراش کر پیش کر دی گئی، جس کا حفظ الایمان میں کوئی وجود ہی نہیں۔ اور اسی خود ساختہ عبارت کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ:

"مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا"

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ خود جناب تھانوی کے اصول کے مطابق، اس عبارت میں کسی قسم کی ترمیم کفر کے زمرے میں آتی ہے، مگر صاحبِ "المھند" نے اسی اصول کو پامال کرتے ہوئے کھلم کھلا ترمیم کی اور پھر اسی تحریف کو اپنی صفائی کا ذریعہ بھی بنا لیا۔

اب ایک مرتبہ پھر حفظ الایمان کی اصل عبارت کا مطالعہ کیجیے اور دیکھ لیجیے کہ کس طرح حقیقت کو مسخ کر کے ایک نیا بیانیہ گھڑا گیا۔ فیصلہ اب قاری کے ضمیر پر ہے کہ وہ اس صریح

تحریف کو کیا نام دیتا ہے۔

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“ (حفظ الایمان مع بسط البنان وتغییر العنوان، صفحہ 12، قدیمی کتب خانہ)

دونوں عبارات کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد کیا ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ دیوبندی حضرات سے دوٹوک سوال کریں کہ ”المہند“ میں پیش کی گئی یہ عبارت حفظ الایمان کے آخر کس صفحے پر موجود ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص بھی اس عبارتِ ”المہند“ کو انہی الفاظ کے ساتھ حفظ الایمان سے ثابت نہیں کرسکتا۔ یہ محض ایک دعویٰ نہیں بلکہ ایک کھلا چیلنج ہے، جس کا جواب قیامت تک پیش نہیں کیا جاسکتا۔

لہٰذا اب ہم بھی ”المہند“ ہی کے انداز میں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ:

”جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار“ (المہند علی المفند، صفحہ 64 ادارہ اسلامیات لاہور)

اگر حفظ الایمان کی عبارت کفریہ نہ تھی تو ”المہند“ میں اسے من وعن کیوں پیش نہیں کیا گیا؟ عبارت کو بدل کر کیوں پیش کیا گیا؟ اور پھر یہ دعویٰ کیوں کیا گیا کہ: ”مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا“؟

حالانکہ جناب تھانوی کے رسالہ ”حفظ الایمان“ میں پیش کی گئی عبارت سرے سے موجود

ہی نہیں۔ نہ حفظ الایمان میں "المہند" والی عبارت ہے، اور نہ "المہند" میں حفظ الایمان کی اصل عبارت موجود ہے۔تو پھر سوال یہ ہے کہ جناب تھانوی کی طرف سے صفائی آخر کس بنیاد پر پیش کی گئی؟

"المہند" کی اس تحریف اور طرزِ پیشکش سے حسام الحرمین کی حقانیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ گویا "المہند" نے خود حفظ الایمان کی عبارت کے کفریہ ہونے کی تصدیق کر کے حسام الحرمین کی تائید کر دی ہے۔

خلیل انبیٹھوی نے "المہند" میں حفظ الایمان کی اصل عبارت کیوں پیش نہیں کی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر حفظ الایمان کی عبارت کا ترجمہ عربی میں کیا جائے تو تھانوی کی گستاخی مزید واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ دیوبندی حضرات بھی مانتے ہیں کہ حفظ الایمان کی عبارت کا ترجمہ ان کے نزدیک بھی کفر ہے، جیسا کہ دیوبندیوں کے فقیہ الامت محمود حسن گنگوہی نے کہاہے کہ:

تھانوی کی عبارت کا عربی ترجمہ کفر ہے

"تھانوی کی کتابیں اردو میں ہیں اور امام حرمین شریفین اردو جانتے نہیں تو وہ ان کی کتابیں کیسے پڑھ سکتے ہیں، اس پر کہا عربی ترجمہ پیش کیا گیا ہے، میں نے کہا ہاں وہ ترجمہ کفر ہے۔اس کو ہم بھی کفر مانتے ہیں۔"

(ملفوظات فقیہ الامت صفحہ 647،648 مکتبۃ الحسن اپریل 2016ء)

دیکھئے محمود حسن گنگوہی بھی تھانوی کی عبارت کا عربی ترجمہ کفر تسلیم کرتے ہیں۔ پھر آگے لکھا ہے کہ

محمود حسن گنگوہی کی صریح کذب بیانی

"صاحب ترجمہ کو امام حرمین نے کافر کہا ہے اور وہ مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں"۔ (ملفوظات فقیہ الامت صفحہ،648 مکتبۃ الحسن 2016ء)

ملاحظہ کیجیے کہ محمود حسن گنگوہی دیوبندیوں کے رسمِ قدیم اپناتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امامِ حرمین نے صاحبِ ترجمہ امام احمد رضا خان کو کافر کہا ہے، معاذ اللہ، جو صریح کذب بیانی ہے۔

پھر جب حفظ الایمان کی عبارت کا عربی ترجمہ کفر ہوا تو اردو میں اصل عبارت کیسے کفر نہیں ہو سکتی؟ تو معلوم ہوا کہ اگر حفظ الایمان کی عبارت کا عربی ترجمہ "المہند" میں پیش کرتے تو تھانوی کا کفر سامنے آجاتا۔ یہی وجہ تھی کہ حفظ الایمان کی عبارت کو چھوڑ کر ایک نئی عبارت عربی میں پیش کی گئی۔

عربی تو عربی، دیوبندیوں نے تو اردو میں بھی حفظ الایمان کی عبارت پیش کرنی چاہی تو اس میں ضرور ردو بدل، کمی یا بیشی کی۔ جیسا کہ یہی محمود حسن گنگوہی ایک صاحب کو مطمئن کرنے کے لیے تھانوی کی عبارت یوں پیش کرتے ہیں:

محمود حسن گنگوہی کا غلط عبارت پیش کرنا

"تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ زید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام غیوب کا عالم مانتا ہے، یا بعض کا، اگر جمیع غیوب کا عالم مانتا ہے، تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، کیونکہ یہ حق تعالیٰ شانہ کی صفت خاصہ ہے اور اگر بعض غیوب کا عالم مانتا ہے تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص ہے، بعض غیوب کا علم تو ایک عام آدمی کو بھی ہوتا

ہے، چھوٹے بچے کو بھی ہوتا ہے، اور انسان ہی نہیں بلکہ بعض حیوان کو بھی ہوتا ہے، لہذا اس صورت میں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام آدمی کی طرح سمجھا۔" (ملفوظات فقیہ الامت صفحہ 648، مکتبۃ الحسن اپریل 2016ء)

دیکھئے محمود حسن گنگوہی نے کس طرح حفظ الایمان کی عبارت کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے، محمود حسن گنگوہی نے حفظ الایمان کی عبارت کا مفہوم بدل کر ایک نئ عبارت پیش کی، حالانکہ یہ عبارت نہ حفظ الایمان میں موجود ہے، نہ حسام الحرمین میں، اور نہ ہی المہند میں۔

علمائے حرمین کے نزدیک بھی حفظ الایمان کی یہ عبارت کفریہ ہے، جیسا کہ دیوبندی حضرات نے شیخ سید احمد آفندی برزنجی کی تالیف "غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول" کو بڑے زور وشور سے شائع کیا، اور ایک علمی مسئلہ پر امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کو غلط رنگ دینے کی کوشش کی تاکہ کسی صورت امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا رد کیا جا سکے۔ مگر ان حضرات نے یہ نہ سوچا کہ جو کتاب وہ شائع کر رہے ہیں، اس میں حفظ الایمان کی عبارت پر کفر کا فتویٰ موجود ہے۔ جیسا کہ اسی "غایۃ المامول"، جو کتاب "الشہاب ثاقب" کے ساتھ شائع ہوئی ہے، میں حفظ الایمان کی عبارت موجود ہے۔ آیئے "غایۃ المامول" سے حفظ الایمان کی عبارت ملاحظہ کرتے ہیں:

غایۃ المامول میں حفظ الایمان کی عربی عبارت

"اشرف علی التانبی القائل ان صح الحکم علی ذات النبی صلی اللہ علیہ و سلم بعلم المغیبات کما یقول بہ زید فالمسئول عنہ انہ ما ذا اراد بھذا؟ ابعض الغیوب ام کلھا؟ فان اراد البعض فای خصوصیۃ فیہ لحضرۃ الرسالۃ فان مثل

هذا العلم بالغيب حاصل لزيد و عمرو بل لكل صبي و مجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم۔"

(الشهاب الثاقب على المسترقِ الكاذب معه غاية المامول في تتمة منهج الوصول في تحقيق علم الرسول، صفحه298، 299 دار الكتاب)

غایۃ المامول میں جس عبارت پر کفر کا فتویٰ موجود ہے وہ ملاحظہ کر لی۔"غایۃ المامول" اور حسام الحرمین میں منقول عبارت میں کوئی فرق نہیں، اور یہی حفظ الایمان کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور اس ترجمہ کو دیوبندی بھی کفر مانتے ہیں، اور شیخ سید احمد آفندی برزنجی صاحب بھی اسے کفر مانتے ہیں۔ پھر یہ کتاب کسی اور نے نہیں بلکہ خود دیوبندیوں نے شائع کی ہے، اور ٹانڈوی کی کتاب "شہاب ثاقب" کے ساتھ شائع کرتے آرہے ہیں۔ پھر "غایۃ المامول" کا ترجمہ بھی دیوبندیوں نے کیا، اور اس عبارت کا ترجمہ بھی دیوبندیوں نے کیا، اور "غایۃ المامول" میں دیوبندی اکابر پر حکم لگانے والی عبارت کا ترجمہ بھی دیوبندیوں نے کیا ہے۔ آیئے شیخ برزنجی صاحب کی پوری عبارت دیوبندی ترجمے کے ساتھ پڑھتے ہیں:

شیخ سید احمد آفندی برزنجی کا تھانوی پر فتویٰ

"انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی صاحب ہے جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر علم مغیبات کا حکم لگانا اگر بقول زید صحیح ہو تو سوال یہ ہے کہ اسکی مراد بعض مغیبات ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید۔ عمرو۔ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کے باطل کرنے کے لئے ایک

رسالہ موسومہ "المعتمد المستند" لکھا ہے پھر اس نے مجھے اس رسالہ کے خلاصہ (حسام الحرمین) پر مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سارد تھا۔ اور اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تصدیق وتقریظ طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریظ وتصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالاتِ شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں اجماعِ امت کے خلاف ہیں۔"

(الشهاب الثاقب على المسترقِ الكاذب معه غاية المامول فی تتمة منهج الوصول فی تحقيق علم الرسول، صفحه298، 299 دار الكتاب)

"حفظ الایمان" میں بھی یہی عبارت موجود ہے جسے برزنجی صاحب کفریہ قرار دے رہے ہیں۔ اب برزنجی صاحب کی اس عبارت کا "المہند" کی عبارت سے اور پھر "حفظ الایمان" کی عبارت سے موازنہ کیا جائے تو "المہند" کی تحریف وترمیم واضح طور پر نظر آتی ہے۔

یہاں یہ تاویل بھی درست نہیں کہ "غایۃ المامول" میں "حسام الحرمین" کی عبارت نقل کی گئی ہے، اسی لیے دونوں کی عبارتیں ایک جیسی ہیں۔ لیکن یہ تاویل کرنے والے حقیقت سے کیسے منہ چھپا سکتے ہیں، کیونکہ "غایۃ المامول، حسام الحرمین" کے بعد کی تصنیف ہے۔ اور اسی "غایۃ المامول" کو دیوبندی حضرات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کے موقع پر پیش کرتے ہیں۔

دیوبندی حضرات اس بات کے بھی دعویدار ہیں کہ "المہند" پر صاحبِ "غایۃ المامول" کی تصدیق بھی موجود ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر شیخ سید احمد برزنجی صاحب نے "غایۃ المامول" میں اکابر دیوبند کے کفریات نقل کرنے اور ان پر حکم لگانے کے بعد اس سے رجوع کیوں

نہیں کیا، اور یہ کیوں نہ لکھا کہ اب انہیں حقیقت معلوم ہو چکی ہے، اس لیے وہ اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کرتے ہیں؟

پھر "المہند" میں جناب تھانوی کی طرف سے جو عبارت پیش کی گئی ہے، وہ جناب تھانوی کی تقریظ میں بھی موجود نہیں۔ بلکہ جناب تھانوی کی تقریظ ہی ملاحظہ ہو:

"میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افتراء کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی۔"

(المہند صفحہ 92 ادارہ اسلامیات)

تھانوی نے واضح لکھا ہے کہ میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ جب انہوں نے معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا تو "المہند" کو صفائی دینے کا حق کس نے دیا؟

پھر جناب تھانوی کا یہ لکھنا کہ "میں اس کا مقر اور معتقد ہوں"

اس سے جناب تھانوی کی کون سی عبارت مراد ہے: حفظ الایمان والی عبارت یا "المہند" والی عبارت؟ اگر حفظ الایمان والی عبارت مراد ہے تو واضح ہے کہ "المہند" میں وہ عبارت اسی طرح موجود ہی نہیں۔ تو پھر "المہند" میں ایک نئی عبارت گھڑ کر جناب تھانوی کا اگلا جملہ بھی "المہند" پر لوٹا دیا گیا: "افتراء کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔"

یہ جملہ "المہند" پر ہی منطبق آتا ہے، کیونکہ "المہند" نے حفظ الایمان سے ہٹ کر ایک نئی عبارت پیش کی ہے، جو جناب تھانوی کے نزدیک افترا اور کفر ہے۔ اور اگر جناب تھانوی کی مراد حفظ الایمان والی عبارت ہے تو اس صورت میں جناب تھانوی خود کو مفتری ثابت کرتے ہوئے حفظ الایمان والی عبارت سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں، اور یوں گویا وہ اپنی ہی عبارت کو کفریہ تسلیم کرتے ہیں، جبکہ "المہند" میں پیش کی گئی ترمیم شدہ عبارت کو قبول

کرنا بھی ان کے اپنے بیان سے کفریہ ثابت ہوئی۔

تاویل: ایسا سے مراد مطلق بعض علم غیب ہے

پھر جناب تھانوی بسط البنان میں حفظ الایمان کی عبارت کی توضیح یوں پیش کرتے ہیں:

"لفظ "ایسا" کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے الخ نعوذ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ "ایسا" سے وہی ہے جو اوپر مذکور ہے یعنی مطلق بعض علم۔" (بسط البنان صفحہ 20،، قدیمی کتب خانہ۔ مقالات حکیم الامت جلد 5، بسط البنان، صفحہ 363، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جب عبارت خود صریح کفر پر دلالت کر رہی ہو تو اس میں تاویل کا سہارا لینا نہ صرف علمی خیانت ہے بلکہ مکروفریب بھی ہے، جو صریح کفر پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہے۔

مزید یہ کہ جناب جس 'بعض علمِ غیب' کو زید و عمرو، صبی و مجنون، حیوانات اور جمیع بہائم کے لیے تسلیم کر رہے ہیں، اسی کو بنیاد بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں۔ یہی طرزِ استدلال درحقیقت بعض علومِ غیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کے ساتھ برابری اور تشبیہ کو لازم کرتا ہے، اور یہ بات خود جناب تھانوی کے اقرار سے بھی واضح ہوتی ہے کہ:

"مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور اس دعوے پر دو دلیلیں قائم کی ہیں وہ عبارت دوسری دلیل ہے جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر" مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔"

(بسط البنان صفحہ 10 قدیمی کتب خانہ۔ مقالات حکیم الامت جلد 5، بسط البنان صفحہ 362، 363، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جناب تھانوی نے "حفظ الایمان" میں لکھا ہے:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر" اور اسی طرح "بسط البنان" میں بھی اقرار کیا ہے کہ: "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر" ان دونوں عبارات سے واضح ہے کہ لفظ "ایسا" اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گفتگو علی الاطلاق عالمِ غیب پر نہیں، بلکہ لفظ "ایسا" کا تعلق نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب سے ہے، کیونکہ "آپ کی ذاتِ مقدسہ" سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور ذاتِ مقدسہ کے بارے میں اگلا جملہ "پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا" ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اشارہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کی طرف ہے۔

اس کے بعد جناب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص پر سوال اٹھاتے ہیں اور زید، بکر، صبی، بچے، مجنون، پاگل اور جمیع حیوانات و بہائم کے علوم کو بطور دلیل پیش کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں۔ جناب تھانوی نے بطور دلیل صبی، مجنون، حیوانات اور بہائم کے علوم کو پیش کیا ہے۔

زید کے سوال میں پہلے سے قیاس اور قرینہ موجود ہے، یعنی:

"بالذات اس معنی سے عالِم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا، اور بالواسطہ اس معنی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔"

زید نے علمِ غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (1) بالذات (2) بالواسطہ۔

سوال میں زید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دوسری قسم، یعنی "بالواسطہ علمِ غیب" تسلیم کرتا ہے۔ جیسا کہ بقول منظور سنبھلی نے کہا ہے

"ایک شخص جس کا فرضی نام زید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بواسطہ کے

اعتبار سے عالم الغیب کہتا ہے۔"

(فتوحات نعمانیہ، صفحہ 32، انجمن ارشاد العلوم بہاولپور روڈ لاہور)

بقول منظور سنبھلی، زید رسول اللہ ﷺ پر عالمِ الغیب کا اطلاق "بالواسطہ" یعنی حاصل شدہ اور عطائی علمِ غیب کی وجہ سے کرتا ہے، نہ کہ مطلق بعض علمِ غیب کی وجہ سے۔ تو ایسے میں لفظ"ایسا" کی تاویل مطلق علمِ غیب کی طرف کیسے کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ یہ دیوبندی اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

سوال میں "بالذات اور بالواسطہ" کی تقسیم اور قرینہ موجود ہے اس صورت میں دربھنگی کے نزدیک بھی تھانوی کا جواب جاہلانہ وگستاخانہ ہے کیونکہ دربھنگی نے لکھا ہے

"ذات سرور عالم ﷺ پر سلف سے حلف تک بلا قرینہ صارفہ کے اطلاق عالم الغیب کا متعارف نہیں اور گفتگو بھی اسی صورت میں ہے کہ اطلاق بلا قرینہ ہو۔"

(رسائل چاند پوری، جلد 1، صفحہ، 141، توضیح البیان فی حفظ الایمان، صفحہ، 21، انجمن ارشاد المسلمین لاہور، 1978ء)

دربھنگی کے نزدیک "بلا قرینہ صارفہ کے اطلاق عالم الغیب کا متعارف نہیں اور گفتگو بھی اسی صورت میں ہے کہ اطلاق بلا قرینہ ہو۔"

جبکہ زید کے بیان میں "بالواسطہ" کا ذکر موجود ہے، تو جناب تھانوی کا جواب دربھنگی کے نزدیک بھی باطل ٹھہرتا ہے۔ پھر، جب سوال میں مطلق "بعض علمِ غیب" اور زید، بکر، صبی، بچہ، مجنون، پاگل، جمیع حیوانات و بہائم کا ذکر نہیں، تو دیوبندی اصول کے مطابق جواب میں بھی مطلق "بعض" مراد نہیں لیا جاسکتا، اور نہ ہی زید، بکر، صبی، بچہ، مجنون، پاگل اور جمیع

حیوانات وبہائم کے علمِ غیب سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

زید جس "بعض علمِ غیب" کا قائل تھا، تھانوی پر لازم تھا کہ اسی بعض کے بارے میں جواب دیتے، ورنہ، دیوبندی اصول کے مطابق، تھانوی کا جواب غیر معقول قرار پائے گا، کیونکہ حسین ٹانڈوی کا اصول ہے کہ:

سوال وجواب میں مطابقت ضروری

"جواب عقلاء کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے، جو سوال میں مذکور ہو۔ ورنہ جواب نہ ہوگا۔" (الشہاب الثاقب، صفحہ 274، دارالکتاب غزنی سٹریٹ لاہور)

دیوبندی اصول کے مطابق سوال اور جواب میں مطابقت ضروری ہے۔ سوال میں جس "بعض" کا ذکر ہو، جواب میں بھی وہی "بعض" مراد لیا جائے گا۔ چونکہ سوال میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے بالواسطہ علمِ غیب کی بات ہے، لہٰذا جواب میں بھی اسی بالواسطہ پہلو کو مدنظر رکھنا لازم تھا، جیسا کہ دربھنگی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

حسین ٹانڈوی نے براہین قاطعہ کا دفاع کرتے ہوئے یہی اصول بیان کیا:

"بریلوی مجدد نے بوجہ اس کے کہ ان کی عقل اور حیاء پر پردے پڑے ہوئے ہیں، اس طرف ہرگز توجہ نہ کی کہ صاحبِ انوار ساطعہ کس چیز کو ثابت کر رہا ہے اور کس علم کی وسعت میں گفتگو کر رہا ہے، جس کا جواب حضرت مؤلفِ براہین قاطعہ دے رہے ہیں۔ وہ بھی فقط اسی وسعت کا اثبات ابلیس لعین اور اس کے جوازِ نفی از حضرت فخر عالم علیہ السلام پر بحث فرما رہے ہیں۔ وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں۔" (الشہاب الثاقب، صفحہ 270، دارالکتاب غزنی سٹریٹ لاہور)

جب ٹانڈوی، "انوار ساطعہ" کے جواب میں یہ اصول پیش کرتے ہوئے اسے عقل وحیا پر پردہ پڑنے کے مترادف قرار دیتا ہے، تو "حفظ الایمان" کی عبارت میں زید نے کب "مطلق بعض" علمِ غیب کا نظریہ پیش کیا؟ وہاں بھی "مطلق بعض" کا کوئی ذکر موجود نہیں۔

لہٰذا "حفظ الایمان" کی اصل متنازعہ عبارت میں "مطلق بعض" مراد لینا، دیوبندی اصول کے مطابق، بے عقلی اور خلافِ حیا قرار پاتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ گفتگو دیوبندی اصولوں کے مطابق کی جارہی ہے۔

چنانچہ انہی اصولوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جناب تھانوی کا یہ انداز اور طریقۂ استدلال نامناسب، غیر متعلق اور گستاخانہ ہے۔ دربھنگی نے بھی لکھا ہے کہ:

"تو حاصل یہ ہوا کہ جس قدر اور جتنے علم کو علۃ اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید وعمرو وبکر میں بھی متحقق ہے نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔"

(رسائل چاندپوری، جلد اول، صفحہ، 139، توضیح البیان فی حفظ الایمان، صفحہ، 19، انجمن ارشاد المسلمین حمید نظامی روڈ لاہور)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ، بقولِ دربھنگی،

"جس قدر علم کو علۃ اطلاقِ عالم الغیب قرار دیا گیا، وہ زید، عمرو اور بکر میں بھی پایا جاتا ہے"، تو یہ علت آخر کس کی طرف سے فرض کی گئی؟

کیا یہ سائل کا مفروضہ تھا، یا زید کا، یا پھر تھانوی کا؟

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ سائل نے اس کو فرض کیا اور نہ زید نے، کیونکہ ان دونوں کے کلام میں اس کا نہ صراحتاً ذکر ہے اور نہ اشارۃً۔ سائل نے تو محض زید کے بیان پر سوال

اٹھایا تھا کہ:

"اور (زید) کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی سے عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا اور بالواسطہ۔ اس معنی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے۔ بیّنوا توجروا؟"

(حفظ الایمان صفحہ 1، مولوی محمد یحییٰ تاجر کتب دینیہ، قدیمی کتب خانہ)

سائل کے سوال میں اور زید کے بیان میں نہ "بعض علم غیب" کا ذکر ہے، نہ "کل علمِ غیب" کا۔ اسی طرح زید نے نہ "بعض علم غیب" سے استدلال کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہا ہے، اور نہ ہی انہوں نے زید، عمرو، بکر، صبی، مجنون، حیوانات و بہائم کے لیے علمِ غیب مان کر کوئی استدلال کیا ہے۔

مزید یہ کہ وہ علت بھی فرض نہیں کی گئی جس کا ذکر در بھنگی نے کیا ہے۔

در بھنگی کا کہنا ہے کہ:

"جس قدر اور جتنے علم کو علۃ اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو بکر میں بھی متحقق ہے"۔

تو ہمارا سوال یہ ہے کہ جس قدر اور جتنے علم کو علۃ اطلاقِ عالم الغیب کس نے کس کے لیے فرض کی تھی؟

یقیناً تھانوی نے یہ علت فرض کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرض کی تھی، اور بقولِ در بھنگی یہ علت زید و عمرو بکر میں بھی متحقق ہے۔

تو جناب تھانوی کے جواب سے یہ بات واضح ہوئی کہ جو علۃ عالم الغیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے لیے فرض کی گئی تھی ، وہ بقولِ در بھنگی تمام کی تمام زید وعمر و بکر میں متحقق ہے۔

جیسا کہ در بھنگی نے لکھا ہے کہ:

"جس قدر اور جتنے علم کو علۃ اطلاقِ عالم الغیب کی فرض کی تھی"

تو اس اصول سے جس علت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عالم الغیب فرض کیا جارہا ہے وہ اور زید وعمرو بکر، صبی، مجنون اور بہائم کے علم کی برابری ثابت ہوگئی۔ تو اس سے جناب تھانوی کی گستاخی اور توہین اور بھی واضح ہوگئی۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کی تشبیہ اور برابری مقصود نہ تھی تو زید وعمرو، صبی، مجنون، حیوانات اور بہائم کے لیے بعض علمِ غیب کو بنیاد بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عالم الغیب کا انکار کیوں کیا؟

نہ صرف اس بعض علمِ غیب کو بنیاد بنا کر عالم الغیب کا انکار کیا گیا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص کا انکار بھی اسی بعض علمِ غیب کی بنیاد پر کیا گیا۔

نہ صرف تخصیص کا انکار کیا گیا بلکہ اسی بعض علمِ غیب کی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا بھی انکار کیا گیا، جیسا کہ جناب تھانوی نے لکھا ہے کہ:

"غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبویہ سے کب ہوسکتا ہے۔"

(حفظ الایمان صفحہ 13 قدیمی کتب خانہ)

اس کے باوجود جناب تھانوی کا یہ کہنا کہ لفظ "ایسا" میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کی طرف اشارہ نہیں، تو سوال یہ ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص کیوں نہیں مانی جارہی اور آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کمالات کیوں تسلیم نہیں کیے جارہے؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب صبی مجنوں و بہائم کے بعض علوم کو بنیاد بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کے ساتھ برابری اور تشبیہ دیتے ہوئے استدلال کر رہے ہیں۔

ورنہ زید کے سوال میں ایسی کوئی بات نہیں، بلکہ وہاں تو محض بالذات اور بالواسطہ کا ذکر موجود ہے۔

جناب تھانوی سے "حفظ الایمان" میں جس صاحب نے سوال کیا تھا وہ ظاہر ہے مسلمان تھا ،تو قرآنِ پاک اور احادیث سے دلائل دے کر انہیں مطمئن کیا جا سکتا تھا۔اس جواب کی کیا ضرورت تھی؟ اور ان بلید و حقیر مخلوق سے تشبیہ دینا کون سا علمی انداز تھا؟ اس لئے زید کے بارے میں سوال اور "حفظ الایمان" کی عبارت خود گواہی دے رہی ہے کہ جناب کی تاویل دھوکہ اور مکر ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب "سوانح تھانوی" جلد 5 اور "ضرب مستند بر مہند" ملاحظہ ہو، جس میں دیوبندی اصولوں کی روشنی میں نو (9) وجوہات بیان کی گئی ہیں، جن سے جناب تھانوی کی "مطلق بعض علمِ غیب" والی تاویل کو باطل ثابت کیا گیا ہے۔

تغییر العنوان کا پس منظر اور اس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

اب آیئے تغییر العنوان کا پس منظر اور اس کا تحقیقی جائزہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

حفظ الایمان کے تقریباً 23 (تیئس) سال بعد، بسط البنان کے تقریباً 13 (تیرہ) سال بعد، وقعات السنان کے تقریباً 12 (بارہ) سال بعد، ادخال السنان کے تقریباً 11 (گیارہ) سال بعد، اور اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً دو سال بعد "تغییر

العنوان" لکھی گئی۔ "تغییر العنوان" میں واقعہ تمہید یہ کے تحت لکھا گیا ہے کہ:

"17 صفر 1342ھ کو ایک خط حیدر آباد دکن سے جس کے کاتب کا عنوان از عامہ مخلصین حیدر آباد دکن تھا اور ذریعہ جواب منگانے کا ایک معین مولوی صاحب تھے آیا اس میں حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق (جس پر مہربانوں کا اعتراض مشہور ہے) رائے دی تھی کہ اس کی ترمیم کردی جائے اور مقتضیات ترمیم کا اجتماع اور مواقع کا ارتفاع ان جملوں میں ظاہر کیا تھا۔"

(تغییر العنوان، صفحہ 28، قدیمی کتب خانہ)

نوٹ: بریکٹ کے الفاظ تغییر العنوان کے واقعہ تمہید یہ میں موجود ہیں۔

(1) مخلصین کا بیان مجانین و بہائم سے تشبیہ

"ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے۔"

(تغییر العنوان، صفحہ، 28 قدیمی کتب خانہ)

یعنی مخلصین کے نزدیک بھی آپ ﷺ کے علم کی مجانین اور بہائم کے ساتھ تشبیہ موجود ہے۔ مطلب صاف اور واضح ہے کہ یہ تشبیہ اور گستاخی صرف بریلوی علما کے نزدیک ہی نہیں بلکہ ان کے مخلصین کے نزدیک بھی یہ تشبیہ ہے اور اس سے گستاخی لازم آتی ہے، اور اس کا وقوع موجود ہے۔ پھر آگے جو لکھتے ہیں اس پر بھی غور کریں:

(2) مخلصین کا اقرار حفظ الایمان میں گستاخی ظاہر

"جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے"۔

(تغییر العنوان، صفحہ، 28 قدیمی کتب خانہ)

یعنی جو بھی اسے دیکھتا ہے اسے اس میں واضح گستاخی ہی نظر آتی ہے۔

یہاں جناب تھانوی کا "بسط البنان" والا بیان بھی مخلصین نے رد کر دیا ہے، جس میں لکھا ہے کہ:

"میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ آخر میں عرض کروں گا۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہوسکتی ہے۔"

(بسط البنان صفحہ 19 قدیمی کتب خانہ)

یعنی مخلصین جناب تھانوی کی وضاحت سے مطمئن نہ تھے، کیونکہ ان کے اپنے بیان "جو بادی النظر میں سخت سوءِ ادبی کو مشعر ہے" سے واضح ہوتا ہے کہ "حفظ الایمان" کی عبارت سے یہی مفہوم لازم آتا ہے۔ اس طرح جناب کا اپنا فتویٰ خود انہی پر منطبق ہوگیا، جس میں لکھا ہے کہ:

"جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً، یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی۔" (بسط البنان صفحہ 19 قدیمی کتب خانہ)

اگر اس عبارت میں اشارۃً بھی گستاخی موجود نہ تھی تو مخلصین کو یہ بات کیسے محسوس ہوئی کہ "جو بادی النظر میں سخت سوءِ ادبی کو مشعر ہے"؟ بادی النظر ابتدائی اور واضح مفہوم کو ظاہر کرتا ہے، اس لیے صراحۃً کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر دیوبندی صراحۃً نہ بھی مانیں تو اشارۃً مفہوم بہر حال دیوبندیوں کے نزدیک واضح ہے، خصوصاً جبکہ یہ اعتراض مخالفین نہیں بلکہ خود

تھانوی کے مخلصین نے کیا۔ اسی بنا پر جناب تھانوی اپنے ہی بیان کے مطابق گستاخ قرار پاتے ہیں، لہٰذا مخلصین نے انہیں اس عبارت سے رجوع کا مشورہ دیا۔

نمبر(2)مخلصین نے مشورہ دیا کہ

”کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کرلیا جائے“۔

(تغییر العنوان، صفحہ 28 قدیمی کتب خانہ)

دوسری بات یہ کہ جناب تھانوی کے مخلصین و حامیین نے خود صراحت کے ساتھ لکھا کہ اس عبارت سے رجوع کرنا چاہیے۔ اس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک بھی محض لفظی ترمیم یا تاویل کافی نہ تھی، بلکہ اصل عبارت سے صریح براءت ضروری تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اصلاح کے بجائے براہِ راست رجوع کا مشورہ دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ”حفظ الایمان“ کی عبارت ان کے لیے دفاعی و علمی اضطراب کا سبب بن چکی تھی۔

(3)دفاعِ تھانوی: حامیین ومخلصین کے لئے مشکل

نمبر(3):”جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔“(تغییر العنوان، صفحہ 28 قدیمی کتب خانہ)

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ”حفظ الایمان“ کی مذکورہ عبارت کے دفاع میں جناب تھانوی کے مخلصین و حامیین کو شدید علمی اشکالات اور اضطراب کا سامنا تھا، حتیٰ کہ اکابرِ دیوبند بھی اس کا ایسا جامع اور مطمئن جواب پیش نہ کر سکے جو معترضین کے اعتراضات کا فیصلہ کن ازالہ کر دیتا۔ حیدرآباد دکن کے مخلصین کے سامنے ان حضرات کے باہمی اختلافات اور متضاد توجیہات بھی واضح ہو چکی تھیں۔ اسی تناظر میں خود مخلصین نے یہ اعتراف کیا کہ”حفظ

الایمان" کی یہ عبارت کوئی الہامی کلام نہیں کہ اس سے رجوع یا اس کی غلطی کا اعتراف موجبِ عار قرار پائے۔

(4) غیر الہامی عبارت کا برقرار رکھنا ضروری نہیں

نمبر (4): "وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں کہ جس کی مصدرہ صورت اور ہیئتِ عبارت کا بحالہ یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو۔"

(تغییر العنوان، صفحہ 28 قدیمی کتب خانہ)

مخلصین وحامیین نے چوتھے نکتے میں جناب تھانوی کی ہٹ دھرمی، ضد اور انا پرستی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب یہ عبارت کوئی منصوص یا قطعی نہیں، تو پھر ایک ایسی متنازع عبارت، جس سے بادی النظر میں سخت سوء ادبی ظاہر ہے، اسے برقرار رکھنے پر آخر کیوں اصرار کیا جا رہا ہے؟

نمبر (5): "یہ سب جانتے ہیں کہ جناب والا کسی دباؤ سے متاثر ہونے والے نہیں اور نہ کسی سے کوئی طمع جاہ و مال جناب کو مطلوب ہے بجز اس کے کہ عام طور پر جناب کی کمال بے نفسی کا اعتراف ہو اور حکیم الامۃ کی شان سے جو توقع تھی وہ پوری ہو سکے گی۔" (تغییر العنوان، صفحہ، 28 قدیمی کتب خانہ)

حفظ الایمان کی عبارت میں "مجانین و بہائم" سے تشبیہ اور اس میں ظاہر ہونے والے مفہومِ سوء ادبی کے پیشِ نظر، نیز اس کے دفاع میں پیش آنے والی علمی دشواریوں اور اسے غیر قطعی وقابلِ نظرِ ثانی سمجھنے کے باوجود مخلصین وحامیین کی طرف سے اس کی تاویل وحمایت سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرات دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی ضمن میں ان

کی جانب سے چند سوالات بھی پیش کیے گئے۔

مخلصین وحامیین کی طرف سے سوالات

"اس مشورہ کے ساتھ ہی یہ سوال بھی تھے کہ (1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ زید وعمرو وغیرہ کے مماثل ہیں یا نہیں اور نمبر (2) جو شخص اس مماثلت کا قائل ہو اس کا کیا حکم ہے اور نمبر (3) علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ کمالاتِ نبوت میں داخل ہیں یا نہیں انتہیٰ المکتوب ملخصاً۔" (تغییر العنوان، صفحہ،29 قدیمی کتب خانہ)

یہ خط 17 صفر 1342ھ کو خانقاہ امدادیہ پہنچا، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں پانچ وجوہات کی بنیاد پر رجوع کا مشورہ دیا گیا تھا۔ ان مشوروں کی تفصیل اوپر ذکر ہو چکی ہے۔ اب ان مشوروں پر خانقاہ امدادیہ والوں کا جو ردِعمل تھا، آیئے ملاحظہ کرتے ہیں۔

مخلصین کے مشوروں پر خانقاہ امدادیہ کا ردعمل

"اس خط کو دیکھ کر چونکہ مشورہ نیک تھا گو بناء ضعیف تھی یہاں بعض دینی خیر خواہوں اور اسلامی مصلحت اندیشوں نے سوال بدل کر پیش کیا چونکہ اس میں جو بناء بیان کی گئی واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا بوجہ نافع عام کے وہ سوال وجواب ذیل میں مسؤل ہے۔"

(حفظ الایمان مع بسط البنان وتغییر العنوان، صفحہ،29 قدیمی کتب خانہ)

یہاں خانقاہِ امدادیہ والوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ: "چونکہ اس میں جو بناء بیان کی گئی واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا"۔ اس سے مراد وہی پانچ نکات ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، جن میں چار نکات مشوروں پر اور پانچواں محض تعریف و

توصیف پر مشتمل ہے۔ پانچویں نکتے پر زیادہ بحث اس لیے ضروری نہیں کہ مخلصین دیوبندی ہی تھے۔

چار وجوہات کی بنیاد پر دیے گئے مشورے کو خانقاہِ امدادیہ نے نیک قرار دیا، جس سے ان کے نزدیک مشورے کے درست ہونے کا پہلو بھی واضح ہوا۔ اسی طرح انہوں نے لکھا: "گو بناء ضعیف تھی......" اور ساتھ یہ بھی کہ "چونکہ اس میں جو بناء بیان کی گئی واقعی تھی"۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ چاروں وجوہات فی الواقع موجود تھیں، جن کی بنا پر مخلصین نے رجوع کی ضرورت بیان کی تھی۔

چنانچہ جس تشبیہ "مجانین و بہائم" اور سخت بے ادبی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا، وہی ان کے خط میں بھی مذکور ہے، جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ "حفظ الایمان" کی عبارت ان کے نزدیک بھی قابلِ اعتراض تھی اور اس کا دفاع ان کے لئے مشکل تھا، جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

خانقاہ امدادیہ کی چالاکی

پھر لکھتے ہیں کہ بعض دینی خیرخواہوں اور اسلامی مصلحت اندیشوں نے سوال کو بدل کر پیش کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر خانقاہ والے اس خط کو اصل صورت میں پیش کرتے اور ترمیم یا رجوع کو سامنے لاتے، تو حفظ الایمان کا دفاع کرنے والوں کی ناکامی اور باطل تاویلات کا اعتراف لازم آتا۔

اسی لیے مصلحت پسند مخلصین کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے ایک نیا مسودہ تیار کیا گیا جسے سوال کا نام دیا گیا اور جناب تھانوی کے سامنے پیش کیا گیا۔ بظاہر یہ سوال تھا، لیکن

حقیقت میں اس میں کوئی مستقل سوال نہ تھا بلکہ مخلصین کے اشکالات کے ازالے کے لیے ایک رائے پیش کی گئی تھی۔

اصل تین سوالات، جو مخلصین و حامیین نے اٹھائے تھے، نہ تو جوں کے توں پیش کیے گئے اور نہ ہی ان کا براہِ راست جواب طلب کیا گیا۔ اس کے بجائے خانقاہ والوں نے خود ہی ان کی توجیہ کرنے کی کوشش کی، مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

پہلے سوال کا حوالہ "بسط البنان" سے دیا گیا، جو پرانا تحریری جواب تھا، حالانکہ مخلصین اسے پہلے ہی غیر اطمینان بخش قرار دے کر نئے سوالات اور رجوع کا مشورہ دے چکے تھے ۔مزید یہ کہ یہ جواب حیدر آبادی مخلصین کے لیے نہیں بلکہ جناب تھانوی کے نام تھا۔

دوسرے سوال میں مماثلت کے قائل شخص کے حکم سے متعلق استفسار تھا،لیکن نہ سوال میں اور نہ جواب میں اس پر کوئی واضح شرعی حکم بیان کیا گیا۔ تیسرے سوال، جو حیدر آبادی مخلصین نے اٹھایا تھا، کو مکمل نظر انداز کیا گیا، حالانکہ اصل متن میں واضح طور پر یہ تاکید موجود تھی کہ:

خانقاہ امدادیہ والوں کی کذب بیانی

"(3) علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ کمالاتِ نبوت میں داخل ہیں یا نہیں۔"

اس کے جواب میں کہا گیا کہ۔۔

"اور ثالث کا اس طرح کہ یہاں اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالاتِ نبوت میں داخل ہیں اس کا انکار کون کرتا ہے نہ اس عبارت میں انکار ہے نعوذ باللہ یہاں تو صرف اس میں کلام ہے کہ آیا علوم جزئیہ کا حصول اطلاق عالم

الغیب کے لئے صحیح ہے یا نہیں چنانچہ خود رسالہ حفظ الایمان ہی میں اس کی تصریح ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازمی وضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔" (تغییر العنوان، صفحہ 30، قدیمی کتب خانہ)

حالانکہ حفظ الایمان میں صاف اور واضح طور پر لکھا گیا ہے۔

"پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "عالم الغیب" کا اطلاق نہ ہونے پر جو دلیل پیش کی گئی، اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ غیب کو منجملہ (یعنی تمام) کمالاتِ نبویہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ جس امر، یعنی بعض علومِ غیبیہ کے باب میں، مؤمن بلکہ انسان کی بھی کوئی خصوصیت نہ ہو، وہ کمالاتِ نبویہ میں کیسے شامل ہو سکتا ہے۔

دیکھیے اس جرأت کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل شدہ علومِ غیبیہ اور کمالاتِ نبویہ سے کس طرح انکار کیا جا رہا ہے۔

جناب تھانوی صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جو چیز مؤمن تو کیا، انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، وہ کمالاتِ نبوت میں کیسے شمار ہو سکتی ہے۔

پھر اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ

"نبوت کے لئے جو علوم لازم وضروری ہیں وہ آپ کو تمام علم حاصل ہو گئے۔"

تو یہاں کہاں لکھا ہے کہ یہ کمالاتِ نبویہ میں سے ہے؟ بلکہ یہاں تو اس کا انکار کیا جا رہا ہے۔

خانقاہ امدادیہ والے جن علوم کے بارے میں بتمامہا حاصل ہونے کا ذکر کرتے ہیں، وہاں جناب تھانوی یہ بھی لکھتے ہیں کہ

"عموم واستغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے کہ وہ علوم ضروریہ متعلقہ بہ ثبوت ہیں عموم فرمادیا پس اس کا مقتضیٰ اس قدر ہے۔"

خانقاہ امدادیہ والوں نے جناب تھانوی کے اس اصول واستدلال کو نظر انداز کر دیا اور اس کے بعد والی عبارت نقل کرنے کے بعد اس سے متصل جملہ

"الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاورات جمیع السنہ (زبانیں) میں بلانکیر جاری ہیں۔"

نقل نہ کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ جناب تھانوی ان تمام علوم کو فضیلت و کمالات میں شمار نہیں کرتے، کیونکہ وہ پہلے بھی بعض علومِ غیبیہ کو کمالاتِ نبویہ میں شامل نہیں مانتے۔ اسی طرح اس جملے میں بھی آپ ﷺ کے لیے علومِ غیبیہ کو محض بعض ہی کے طور پر ذکر کرتے ہیں، نہ کہ اصطلاحی طور پر "تمام" جیسا کہ آگے ہُدہُد کا قول نبی کریم ﷺ کے لئے تمام علوم کے انکار میں بطور دلیل پیش کرتا ہے۔

لہٰذا تیسرے سوال کے جواب میں بھی کذب بیانی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس کے بعد خانقاہ والوں نے یہ رائے جناب تھانوی کے سامنے پیش کر دی۔

خانقاہ والوں کی طرف سے تھانوی کو ترمیم کا مشورہ

"اگر اس عبارت میں ایسے طور سے ترمیم کر دی جائے جس میں معنون محفوظ رہے

اور عنوان بدل دی جائے تو امید ہے کہ مؤجب اجر ہوگا گو یہ ترمیم درجہ ضرورت میں نہ ہوگی صرف درجہ استحسان میں ہی ہوگی آئندہ جو رائے ہو۔ فقط از خانقاہ امدادیہ 18 صفر 1342ھ وقت الاشراق۔"

(تغییر العنوان، صفحہ 13، قدیمی کتب خانہ)

اس رائے اور مشورے پر بھی غور کیا جائے تو کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں، جن کی تفصیل میں طوالت کے باعث میں جانا مناسب نہیں سمجھتا، اس لیے مختصر تبصرہ ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ یہ سوال تھا ہی نہیں بلکہ ایک عرض پیش کی گئی تھی، جس میں مخلصین حیدر آباد دکن کے اشکالات اور اعتراضات کا غیر تسلی بخش جواب دیا گیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس عریضے کو بقول خانقاہ "سوال" بنا دیا گیا، حالانکہ حیدر آباد دکن کے مخلصین کو بھی اس میں گستاخی محسوس ہو رہی تھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ "سوال" تو محض عوام کے سامنے بدل دیا گیا، اصل خط جناب تھانوی نے بھی دیکھ لیا ہوگا، کیونکہ اس سوالنامے میں اصل خط کے جوابات دیئے گئے تھے۔ اور یہی جوابات جناب تھانوی کے سامنے پیش کیے گئے، لہٰذا ظاہر ہے کہ جناب تھانوی اس خط سے باخبر تھے، ورنہ جناب تھانوی سے سوال میں جوابات کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔

چوتھی بات یہ کہ ترمیم کو اولین عبارت کے ساتھ مشروط رکھا گیا کہ معنون تو وہی رہیں گے صرف عنوان بدل دیا جائے......

پانچویں بات یہ ہے کہ عبارت کی تبدیلی کو موجبِ اجر قرار دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر پہلی عبارت ہی شرعاً درست اور قابلِ قبول ہوتی تو اس میں بھی اجر و ثواب کا پہلو موجود ہوتا،

لیکن یہاں صراحت کے ساتھ عبارت بدلنے پر اجر وثواب کو منحصر کیا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی عبارت نہ صرف متنازعہ تھی بلکہ گستاخانہ تھی جس کی بنا پر اس کی اصلاح کو باعثِ اجر قرار دیا گیا۔

"چھٹے نمبر پر یہ کہ ترمیم کو درجہ استحسان میں بتایا گیا، یعنی اسے مستحسن و پسندیدہ بلکہ نیک سمجھا گیا۔۔تو واضح ہوا کہ خانقاہ امدادیہ کے نزدیک بھی "حفظ الایمان" کی اولین عبارت ناپسندیدہ اور بے ادبی پر مشتمل تھی، اس لیے بدلنے کو مستحسن قرار دیا گیا۔اس خط سے یہ بات اور بھی واضح ہوئی کہ "حفظ الایمان" کی عبارت بالکل گستاخانہ ہے۔

اب ملاحظہ کیجیے کہ جناب تھانوی نے کیا جواب دیا۔

تھانوی کا جواب کہ ترمیم جائز نہیں

"جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بناء نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دلالت علیٰ خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔"

(تغییر العنوان، صفحہ 31، قدیمی کتب خانہ)

جناب تھانوی کے سامنے جو رائے تھی وہ دراصل مخلصینِ حیدر آباد دکن کے اشکالات کی وجہ سے پیش کی گئی تھی۔ظاہر ہے اس رائے کو سوال بنانے میں جناب تھانوی کی بھی رائے شامل ہوگی، ورنہ یہ جوابات تھانوی کے نہیں سمجھے جائیں گے۔ چنانچہ حیدر آباد دکن کے مخلصین کو مطمئن کرنے کے لیے جوابات میں ترمیم کا مشورہ دیا گیا، اور جناب تھانوی نے اس مشورے کو قبول کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔ظاہر ہے کہ یہ ترمیم حیدر آباد دکن کے مخلصین

کے اشکالات کی وجہ سے کی گئی، اور جناب تھانوی بھی ان کے خط سے باخبر تھے، کیونکہ یہ واقعہ "ضمیمہ تغیر العنوان" کے ساتھ شائع بھی ہوتا رہا ہے، لہٰذا جناب تھانوی نے ضرور ان کے اشکالات ملاحظہ کیے ہوں گے، کیونکہ وہ "تغییر العنوان" کے بعد تقریباً 20 سال تک زندہ رہے۔ پھر جناب تھانوی نے صاف لکھا ہے کہ اگر عبارت میں ترمیم کی جائے تو یہ اقرارِ کفر ہے، اور اقرار بالکفر کفر ہے، اور وہ اسے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اور "بسط البنان" میں بھی لکھ چکے تھے کہ

"جو شخص ایسا اعتقاد صراحۃً یا اشارتاً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔"

(حفظ الایمان مع بسط البنان و تغییر العنوان، صفحہ 18، 19 قدیمی کتب خانہ)

پھر تھانوی نے اپنے لیے وہی کفر والی راہ اختیار کی کہ جس عقیدے کو وہ اشارۃً بھی کفر سمجھتے رہے، اسی عقیدے میں ترمیم کر کے "حسام الحرمین" کی حقانیت پر مہر ثبت کردی، اور وہی عبارت جس میں ترمیم کو وہ کفر قرار دیتے رہے، آخر کار عبارت میں ترمیم کرتے ہوئے اسے گستاخانہ سمجھ کر یوں ترمیم کر دی گئی۔۔۔۔

تھانوی کا اپنے کفر کو تسلیم کرنا

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے الخ" (تغییر العنوان، صفحہ 31، قدیمی کتب خانہ)

سوال یہ ہے کہ کیا "تغییر العنوان" صرف عبارت کی تبدیلی ہے یا اس میں جناب تھانوی کا رجوع بھی شامل ہے؟ کیا ان کا عقیدہ وہی رہا جو "حفظ الایمان" میں بیان ہوا تھا؟ اگر اسے رجوع مانا جائے تو پھر رجوع کے ساتھ توبہ بھی ضروری تھی۔ کیا جناب تھانوی نے "حفظ الایمان" کی عبارت سے توبہ کی ہے؟ اگر توبہ کی ہے تو اس کا توبہ نامہ "تغییر العنوان" کے ساتھ کیوں شائع نہیں ہوا؟ اور اگر توبہ نہیں کی تو پھر عبارت بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

بات ناموسِ رسالت سے متعلق تھی، تو کیا اس پر توبہ کرنا جناب تھانوی کے لیے باعثِ عار تھا؟ اگر رجوع نہیں کیا گیا تو ترمیم سے کفر لازم آتا ہے، چاہے مقصد کفر نہ بھی ہو۔ جیسا کہ جناب تھانوی نے خود لکھا ہے:

تھانوی کے نزدیک عبارت میں ترمیم کفر

"ترمیم کو دلالت علیٰ خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔"

کیونکہ جناب تھانوی کے نزدیک "حفظ الایمان" کی عبارت نہ کفریہ تھی اور نہ ہی اس میں اشارۃً گستاخی موجود تھی۔ لہٰذا جب دیوبندی اصولوں سے عبارت نہ کفریہ ہو اور نہ ہی اس میں اشارۃً گستاخی پائی جاتی ہو پھر اس میں تاویل کی ضرورت کیوں پیش آئی، اور عبارت بدلنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دیوبندیوں کے نزدیک اس میں صراحۃً گستاخی موجود نہ بھی ہو تو اشارۃ اس کے موجود ہونے کا اقرار خود کرلیا گیا، اسی لیے عبارت میں ترمیم کی گئی۔ یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ جناب تھانوی نے خود لکھی ہے جیسا کہ

"تغییر العنوان" کی مذکورہ عبارت سے واضح ہے۔

"ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا"

جب ترمیم نہ ضروری نہ جائز تو پھر بھی جناب تھانوی نے ترمیم کر کے عبارت بدل ڈالی تو خود ہی اقرارِ کفر کر لیا اور "اشارۃً" پر بھی جناب تھانوی کفر کا فتویٰ پہلے دے چکے تھے، تو جن مخلوقات کے ذکر سے گستاخی ان کے نزدیک اشارۃً موجود تھی وہی عبارت اڑا دی اور یوں جناب نے خود اپنے آپ پر کفر کی مہر ثبت کر دی۔ پھر جناب تھانوی کا اپنا حال تو یہ ہے کہ ایسی تاویلات سے خود اس کی اپنی طبیعت بگڑ جاتی ہے جیسا کہ خود لکھا ہے۔

"کوئی شخص اگر اپنی کسی غلطی پر خواہ مخواہ کی تاویلات کرتا ہے اور صریحاً اعتراف سے گریز کرتا ہے تو ایسی حالت میں طبیعت میں تغیر پیدا ہوتا ہے۔"

(مآثر حکیم الامۃ صفحہ 60 دار الکتب امدادیہ اکتوبر 1972ء)

اس ترمیم سے یہ بات بھی دیوبندیوں کے نزدیک ثابت ہوتی ہے کہ اگر صراحۃً نہیں تو اشارۃً ضرور اس عبارت میں گستاخی موجود تھی۔

ترمیم کر کے خود کو اپنے فتوے کے نزدیک کافر ٹھہرایا، کیونکہ جناب تھانوی نے یہی لکھا ہے کہ وہ۔۔۔

"اقرار بالکفر کفر ہے" اور "ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا"

یہ تو تھی ایک ترمیم جو تغییر العنوان میں کی گئی پھر جناب تھانوی لکھتے ہیں۔۔۔

"اب اگر اس پر بھی کلام ہو تو میں پھر بدلنے کو تیار ہوں۔ مگر شرح مواقف ومطالع الانظار کی عبارت کے بدلنے کے بعد" (تغییر العنوان، ص 31 قدیمی کتب خانہ)

جناب تھانوی کا اس سلسلے میں یہ حتمی بیان تھا۔ مطلب یہ تھا کہ اگر "شرح مواقف" یا "مطالع الانظار" کی عبارات بدل دی جائیں تو وہ مزید ترمیم بھی کر سکتے ہیں، بصورتِ دیگر ترمیم کے بارے میں وہی مؤقف رہے گا جو پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ یعنی:

"اقرار بالکفر کفر ہے" اور "ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا"

اب عبارتِ "شرح مواقف" کو بدلنے سے مشروط کر کے مزید ترمیم کو کفر سمجھا گیا۔ یہ بات تمام قارئین ذہن نشین کرلیں کہ جناب تھانوی نے مزید ترمیم کو مشروط قرار دیا ہے۔۔ مگر کیا کیا جائے جناب تھانوی کے حامیوں، مخلصین اور وفاداروں کا کہ انہوں نے جناب تھانوی کو ایک اور کفر میں دھکیل دیا۔ جس ترمیم کو وہ مشروط طور پر جائز سمجھتے رہے، اسی ترمیم کو غیر مشروط طور پر ایک بار پھر "تغییر العنوان" کے پورے بارہ (12) سال بعد کر کے اپنے اوپر ایک اور فتویٰ دے دیا، جیسا کہ منظور سنبھلی نے لکھا ہے کہ

تھانوی کا ترمیم پر ترمیم اور کفر کا اقرار

"پھر اس کے بعد جمادی الاخریٰ 1354ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب کے توجہ دلانے پر خود اس ناچیز راقمِ سطور (محمد منظور نعمانی) نے حضرت حکیم الامت کی خدمت میں عرض کیا کہ "حفظ الایمان" کی جس عبارت پر معاندین کا اعتراض ہے اس کے بالکل ابتدا میں "علم غیب کا حکم کیا جانا" کے جو الفاظ ہیں اس کا مطلب عالم الغیب کا اطلاق کرنا ہے جیسا کہ اس عبارت کے سیاق وسباق سے بھی ظاہر ہے اور بسط البنان اور تغییر العنوان میں حضرت نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے پس اگر اصل عبارت میں بھی یہاں "حکم" کے بجائے "اطلاق" کا لفظ کر دیا

جائے تو بات اور صاف اور بے غبار ہو جائے گی۔ حضرت نے بلا تامل اس کو بھی قبول فرما لیا اور اس فقرہ کو اس طرح بدل دیا: " پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو۔ الخ۔

(فیصلہ کن مناظرہ، صفحہ، 174، 175، دار النفائس کریم پارک لاہور)

اب اس عبارت میں دو جگہ ترمیم کر دی گئی: ایک "علمِ غیب" کی جگہ "عالم الغیب" اور ایک "حکم" کی جگہ "اطلاق" لکھا گیا۔ یہ خود اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اصل عبارت ترمیم کے باوجود متنازع تھی، ورنہ ترمیم کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ مزید یہ کہ یہ مشورہ کسی ایسے شخص نے دیا جس کا نام ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا گیا، جو خود اس معاملے کو متنازع ظاہر کرتا ہے۔

اور یہ وہی عبارت ہے جو مدتوں تک مزید غبار آلود رہی، مگر دیوبندی حکیم الامت، جنہوں نے اسے تحریر کیا، اسے بدستور صاف اور بے عیب سمجھتے رہے، جبکہ مناظرینِ دیوبند بھی اس کے دفاع میں طرح طرح کی تاویلات پیش کرتے رہے۔

لیکن بالآخر ایک نامعلوم شخص نے "حفظ الایمان" کے تقریباً 35 سال بعد اس طرف توجہ دلائی کہ یہ عبارت نہ صرف غبار آلود ہے بلکہ اس میں اشارۃً اب بھی گستاخی کے پہلو موجود ہیں۔ یہ حقیقت انتہائی قابلِ غور ہے کہ جہاں خود مصنف اپنی عبارت کو نہ سمجھ سکے، وہاں ایک غیر معروف شخص نے اس کی نشاندہی کر دی، جس پر منظور سنبھلی اور جناب تھانوی کو متوجہ ہونا پڑا۔

چنانچہ منظور سنبھلی کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ اس ترمیم کے بعد عبارت "اور بے غبار" ہو جائے گی۔ یہ جملہ خود اس بات کی صریح دلیل ہے کہ عبارت پر اب بھی کچھ غبار پڑا ہوا تھا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بظاہر دیوبندی مناظرین اسی عبارت کے دفاع میں مناظرے کرتے رہے، کتابیں لکھتے رہے اور مختلف تاویلات کے ذریعے اس کی صفائی پیش کرتے رہے، مگر ان کی تمام تر کاوشیں بالآخر غیر مؤثر ثابت ہوئیں۔

امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا ہی سے اس عبارت کو ناپاک سمجھ کر اس کی گرفت فرمائی تھی، وقت نے اس کی صداقت کو مزید واضح کر دیا کہ واقعی یہ عبارت ناپاک تھی۔ اسی تناظر میں منظور سنبھلی نے اپنے حکیم الامت سے کہا:

"تو بات مزید صاف اور بے غبار ہو جائے گی"

جناب تھانوی کو چاہیے تھا کہ وہ اللہ کے حضور رجوع کرتے اور اس عبارت سے توبہ کرتے، جیسا کہ امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری خط میں توبہ کا مطالبہ کیا تھا۔ لہٰذا جناب تھانوی کو چاہیے تھا کہ ایمان کی تجدید کرتے، مگر وہ عبارتیں بدلتے رہے اور ترمیم کرتے رہے، جبکہ جسے وہ خود کفر سمجھتے تھے، اس عقیدے سے تائب نہ ہوئے۔

تو اس پوری صورتِ حال سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ عبارت ناپاک اور غبار آلود تھی؛ اسی لیے بار بار ترمیم کی جاتی رہی، مگر توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

مزید سنگین پہلو یہ ہے کہ آج تک وہی "حفظ الایمان" اپنی اسی کفریہ عبارت کے ساتھ مسلسل شائع ہوتی رہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس واضح صورتِ حال کے ہوتے ہوئے جناب تھانوی اس کے نتائج اور مواخذے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ جبکہ خود ان کے مقالات میں محمد شفیع کراچوی اس امر کی نشاندہی کر چکے ہیں۔

"کسی بات کا قلم سے لکھنا بعینہ وہی حکم رکھتا ہے جو زبان سے کہنے کا ہے جس بات کا

زبان سے ادا کرنا ثواب ہے اس کا قلم سے لکھنا بھی ثواب ہے۔ اور جس کا بولنا گناہ ہے اُس کا قلم سے لکھنا بھی گناہ ہے بلکہ لکھنے کی صورت میں ثواب اور گناہ میں ایک زیادتی ہو جاتی ہے کیونکہ تحریر ایک قائم رہنے والی چیز ہے۔ مدتوں تک لوگوں کی نظر سے گزرتی رہتی ہے۔ اس لئے جب تک وہ دنیا میں موجود رہے گی اور لوگ اُس کے اچھے یا برے اثر سے متاثر ہوتے رہیں گے اس وقت تک کاتب کے لئے اس کا ثواب یا عذاب جاری رہے گا“

(مقالات حکیم الامت جلد، 26 الطرائف والظرائف صفحہ، 76 تالیفات اشرفیہ)

تو شفیع کراچوی کے نزدیک بھی حفظ الایمان جب تک کفریہ عبارت کے ساتھ شائع ہوتی رہے گی جناب تھانوی کے لئے عذاب بنی رہے گی۔

اکابر دیوبند کے نزدیک بھی صریح کفر میں تاویل مسموع نہیں جیسا کہ دیوبندی امام العصر لکھتے ہیں۔

انور شاہ کشمیری کے اصولوں سے تھانوی کافر

”اس سے ثابت ہوا کہ کفر صریح میں کوئی تاویل مسموع نہیں ہوتی۔“

(ترجمہ اکفار الملحدین، صفحہ 112 ستمبر 2003ء مکتبہ لدھیانوی کراچی)

اور یوں در بھنگی صاحب کے تمام بلند بانگ دعووں کی للکار کا گلا بھی تھانوی نے اپنی ترمیم سے کاٹ ڈالا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ”حفظ الایمان“ کی عبارت سے جناب تھانوی کی وہ مراد نہیں جو علمائے اہلِ سنت بیان کر رہے ہیں، اس لیے یہ کفرِ صریح نہیں، تو پھر سوال یہ ہے کہ جناب تھانوی اور ان کے ہمنوا تاویل کیوں کرتے رہے؟

جناب تھانوی اسے گستاخی تصور کریں یا نہ کریں، لیکن علمائے حرمین شریفین نے "حسام الحرمین" میں اور علمائے برصغیر پاک وہند نے جناب تھانوی کی عبارت کو کفر جانا اور مانا ہے اس کے بعد جناب تھانوی کی تاویل قابلِ سماعت نہیں رہتی۔ وہ اہلِ قبلہ ہو کر بھی کفر کا ارتکاب کر بیٹھے، جیسا کہ "اکفار الملحدین" میں دیوبندیوں کے امام العصر نے لکھا ہے

"اہل قبلہ کو کافر کہا جا سکتا ہے (جب کہ وہ کفر صریح کے مرتکب ہوں) اگر چہ وہ قبلہ سے منحرف نہ بھی ہوں، نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسا اوقات قصداً کفر اختیار کئے بغیر اور تبدیل مذہب کا ارداہ کئے بغیر بھی انسان کافر ہو جاتا ہے (یعنی اگر چہ انسان خود کو مسلمان سمجھتا رہے تب بھی کفریہ قول یا فعل کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے) اگر ایسا نہ ہوتا تو مذکورہ بالا حدیث میں "مشاہد کرنے والوں کے پاس دلیل و برہان کے موجود ہونے کی ضرورت نہ ہوتی" (بلکہ ان لوگوں کے قصد و ارادہ پر مدار ہوتا) اور ایسے مستحق تکفیر لوگ ہم ہی میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے ہی) ہوتے ہیں۔"

(ترجمہ اکفار الملحدین، صفحہ 113 ستمبر 2003ء مکتبہ لدھیانوی کراچی)

(نوٹ بریکٹ والے الفاظ مترجم اکفار الملحدین کے ہی ہیں)

دیوبندی اصول سے یہ ثابت ہوا کہ عبارتِ "حفظ الایمان" کے بعد جناب تھانوی کو نہ تو صفائی دینے کا حق ہے اور نہ ہی تاویل کرنے کا۔ اس کے بعد جناب تھانوی کے لیے صرف اور صرف رجوع و توبہ ہی بچا سکتی تھی، جبکہ ان سے رجوع و توبہ ثابت ہی نہیں۔

جناب تھانوی کی یہ پکار بھی انہیں کفر سے نہیں بچا سکتی کہ وہ بار بار یہ کہیں کہ یہ میرا عقیدہ

نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے محافظین بھی چیخ چیخ کراور کتابیں بھر بھر کران کی طرف سے صفائی پیش کریں اور یہ تاویل کریں کہ یہ ان کا عقیدہ نہیں تھا، تب بھی یہ سب کچھ انہیں ان کے کفر سے نہیں بچاسکتا، کیونکہ دیوبندی امام العصر نے اس کی تصریح کی ہے:

"اگرکسی نے اپنی خوشی سے (بغیر کسی جبر واکراہ کے) زبان سے عمداً کلمہ کفر کہہ دیا، تو وہ کافر ہوجائے گا، اگر چہ وہ اس کا عقیدہ نہ بھی ہو، اس لئے (اس صورت میں) زبان سے کلمہ کفر کہنے پر اس کی رضا پائی گئی (اور رضا بالکفر، کفر ہے) اگر چہ وہ اس کے حکم یعنی کافر بننے پر راضی نہ بھی ہو، اور ناواقفیت اور جہل کا عذر بھی مسموع نہ ہوگا ، عام علماء کا فیصلہ یہی ہے اگر چہ بعض علماء اس کی مخالفت کرتے ہیں (اور ناواقفیت کو عذر تسلیم کرتے ہیں)۔"

(ترجمہ اکفار الملحدین، ص252 ستمبر 2003ء مکتبہ لدھیانوی کراچی)

(نوٹ بریکٹ والے الفاظ مترجم اکفار الملحدین کے ہی ہیں)

لہٰذا اگر جناب تھانوی یہ بھی کہیں کہ یہ میرا عقیدہ نہیں، اور دیوبندی حضرات بھی یہی سمجھیں کہ یہ ان کا عقیدہ نہیں تھا، تب بھی انور شاہ کے نزدیک وہ کافر قرار پاتے ہیں۔

انور شاہ کی عبارت سے ان کے بچنے کی ایک ہی صورت نکلتی ہے، اور وہ بعض علماء کے نزدیک جہل کا اعتبار ہے۔

اگر دیوبندی حضرات انور شاہ کے فتویٰ سے جناب تھانوی کو بچانا چاہتے ہیں تو انہیں یہ کہنا پڑے گا کہ وہ جاہل تھے، اور ان کے خطابات (علامہ، مولانا، حکیم الامت اور مجدد الملۃ) ترک کرنے ہوں گے۔ اس کی بعض دلیلیں بھی دیوبندی حضرات کے ہاں موجود ہیں کہ وہ

جاہل تھے۔

تاہم اس کے باوجود انور شاہ کے نزدیک وہ عام علما کے فتوے سے بھی محفوظ نہیں رہتے۔

جیسا کہ جناب تھانوی کے بارے میں ان کے معتقدین بھی یہی کہتے ہیں کہ انہوں نے نہ گستاخی کی اور نہ اس کا ارادہ کیا تھا۔خود جناب تھانوی بھی در بھنگی کے سوالات کے جواب میں یہی مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ ان کی مراد وہ نہیں تھی۔

لیکن اکابر دیوبند کے ہاں وہ "اکفار الملحدین" کے اصول کے تحت کافر قرار پاتے ہیں۔

اس لیے جناب تھانوی کی طرف سے کی جانے والی کوئی بھی تاویل انور شاہ کے نزدیک معتبر نہیں، جیسا کہ ان کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے:

"چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ "شرح مسلم" میں اس قسم کے زندیقوں کے اقوال و افعال میں تاویل کرنے والوں کو ان (زنادقہ) کی خاطر جھوٹ بولنے والا قرار دیتے ہیں، نیز یہ کہ ان مہمل تاویلوں اور مذبوحی حرکات سے تکفیر کا حکم نہیں بدلتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں "تیسری بات یہ ہے کہ زندیق اگر پہلی مرتبہ (اپنی بے دینی سے) توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اگر بار بار توبہ کرتا اور توڑتا ہے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی (نووی مع مسلم ج 1 ص 39) حاصل یہ ہے کہ ایسے بے دین کے قول و فعل میں تاویل کرنا، تاویل نہیں اس کی حمایت میں جھوٹ بولنا ہے جس سے تکفیر کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑے گا"

(ترجمہ اکفار الملحدین، صفحہ 84 ستمبر 2003ء مکتبہ لدھیانوی کراچی)

نوٹ: بریکٹ والے الفاظ اکفار الملحدین ترجمے میں موجود ہیں۔

جناب تھانوی سے رجوع وتوبہ تو ثابت ہی نہیں، جبکہ ترمیم بار بار ثابت ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اب جتنے بھی دیوبندی حضرات جناب تھانوی کی طرف سے تاویل کرتے ہیں، وہ سب انور شاہ کے نزدیک جھوٹے قرار پاتے ہیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"غرض صاحب شریعت علیہ السلام نے تاویل باطل پر کبھی کسی کو معذور نہیں قرار دیا"۔(ترجمہ اکفار الملحدین، صفحہ،85 ستمبر 2003ء مکتبہ لدھیانوی کراچی)

اور ترمیم بھی تاویل کی بنیاد پر کی گئی، نہ کہ رجوع وتوبہ کی بنیاد پر، حالانکہ تاویل کے بارے میں جناب تھانوی خود لکھتے ہیں:

"تاویل کا بھی ایسا مرض عام ہو گیا ہے کہ اچھے خاصے لکھے پڑھے اس بلا میں مبتلا ہیں اور جو غلطی کے اقرار نہ کرنے کا اصلی سبب ہے اس کو نہ بتلائیں گے"

(افادات الیومیہ جلد8،ص147 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جناب تھانوی کے اصولوں سے بھی واضح ہوا کہ تھانوی اپنے رسالہ" حفظ الایمان" کی عبارت میں چاہے جتنی تاویلات کرلیں، اس کے بارے میں حکم نہیں بدل سکتے، بلکہ جناب تھانوی اور دیوبندیوں کی تمام تاویلات محض عوام کو دھوکہ دینا ہے۔

تاویل کے اس مرض میں دیوبند کے بڑے بڑے اکابر پیش پیش رہے، جیسا کہ" المہند" میں بھی اسی تاویل کا سہارا لیا گیا اور اپنے ضد اور انا پر اڑے رہے، جیسا کہ میاں الیاس دیوبندی، سوانح نگار، لکھتے ہیں:

"ضد اور انا کے اس ماحول میں بعض مہربانوں نے آیاتِ قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور اپنی تحقیقات وتفردات کے مطابق

قرآن وحدیث کی تاویل کی۔ یوں "مفندات" کے جواب میں لکھی گئی "المہند" عقائد کی دستاویز بنالی گئی۔"

(حیاتِ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، صفحہ، 21 مولانا حسین علی اکادمی)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تالیفات "سوانح تھانوی جلد 5" اور "ضربِ مستند بر مہند" ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم

تحذیر الناس کارد اور تاریخی فتوے

ابو حامد احمد رضا قادری رضوی حفظہ اللہ

نور الحسن راشد کاندھلوی دیو بندی کی تالیف ''قاسم العلوم'' میں لکھا ہے کہ

''تحذیر الناس دراصل حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کادمکم ۔۔۔ الخ کی تحقیق میں لکھا گیا ایک ذاتی خط تھا جو مولانا **محمد احسن نانوتوی کے ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا**۔اس وقت مولانا محمد احسن بریلی میں رہتے تھے ان کا شہر کے زعما میں شمار تھا اور شہر کی عیدگاہ کے امام بھی تھے، مولانا محمد احسن نے ایک موقع پر ضمناً اس حدیث کی تصدیق کی تھی ،جس کی وجہ سے مولوی علی نقی خان (والد مولوی احمد رضا خان صاحب) بریلوی نے مولانا محمد احسن کی تکفیر کی ،مولانا محمد احسن نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور فخر المتاخرین مولانا عبدالحئ فرنگی محلی سے اس حدیث کی استنادی حیثیت اور اس کا حکم معلوم کیا ،ان حضرات نے اس حدیث کے سلسلہ میں مولانا محمد احسن کے قول اور اس حدیث کی صحت کی تائید کی ،**اور ان تحریرات وفتاوی کو مولانا محمد احسن نے (خصوصاً) مولانا محمد قاسم کی اطلاع واجازت کے بغیر تحذیر الناس کے نام سے ،اپنے مطبع صدیقی بریلی ۱۲۹۱ھ سے شائع کردیا**''

(قاسم العلوم: جلد اول: حاشیہ:ص ۳۰۸، ۳۰۹: نور الحسن راشد کاندھلوی)

احسن نانوتوی نے وہ تحریرات دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب کی اجازت کے بغیر

ہی شائع تو کر دیں لیکن یہ تحریرات قاسم نانوتوی کے لئے وبال جان بن گئیں ، اور خود دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب کو اس بات پر سخت غصہ تھا کہ احسن نانوتوی نے ان کو کیوں شائع کر دیا، گویا

نہ کھلتے راز سربستہ
نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

خود قاسم نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مولوی محمد احسن صاحب کے استفسار (کے) جواب میں بھی حسب عادت قدیم ایک خط لکھا بھیجا اور بعد میں کسی قدر تتمہ لکھ دیا پر خدا جانے ان کو کیا سوجھی جو اس کو چھاپ ڈالا جو یہ باتیں سننی پڑیں''

(تنویر النبر اس علی من انکر تحذیر الناس: ص 24: ترتیب وتدوین محمد اسحاق ،، قاسم العلوم ،از نور الحسن راشد کاندھلوی صفحہ ۵۵۰)

قاسم نانوتوی نے جو یہ تحریرات لکھی تھیں ،خود ان پر بھی بڑے نادم تھے چنانچہ قاسم نانوتوی صاحب خود لکھتے ہیں کہ

''غرض بندہ اختلاف اہل سلام سے ہمیشہ گھبراتا پھرا۔سو اس قصبہ میں بھی اپنی زبان اپنے منہ میں لئے بیٹھا رہا بلکہ یوں نادم ہوا یہ کیا کیا۔الہی وہ کونسا وقت تھا جو میں نے اس تحریر کے لئے قلم اٹھایا''

(تنویر النبر اس علی من انکر تحذیر الناس: ص 24: ترتیب وتدوین محمد اسحاق)

ایک طرف قاسم نانوتوی کو اپنی ان تحریرات پر ندامت تھی اور خود بطور ندامت یہاں تک

کہتے کہ ''یہ کیا کیا''، یعنی یہ تحریرات کیوں لکھیں، بلکہ بارگاہ الٰہی میں یہ فریاد کرتے تھے کہ الٰہی وہ کونسا وقت تھا جو میں نے اس تحریر کے لئے قلم اٹھایا''

قاسم نانوتوی کو اپنے کہے پر بڑی شرمندگی تھی، اپنے ماضی کے اس وقت کو کوستہ تھا، گویا بقول شاعر

بند کر دے کوئی ماضی کا دریچہ مجھ پر
اب اس آئینے میں صورت نہیں دیکھی جاتی

کاش کہ قاسم نانوتوی کو یہ ندامت توبہ ورجوع کی طرف لے جاتی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سچی توبہ ورجوع کر لیتا تو نہ صرف امت مسلمہ ایک بڑے انتشار سے بچ جاتی بلکہ مرزائیت کو بھی موقع نہ ملتا۔لیکن قادیانیوں مرزائیوں کے ہاتھ میں آج بھی تحذیر الناس ایک ہتھیار ہے جو کہ وہ مسلمانوں کے خلاف اب بھی استعمال کرتے ہیں۔

بہر حال جب قاسم نانوتوی نے یہ کتاب لکھی تو تمام امت مسلمہ اس کے خلاف کھڑی ہو گئی، اور قاسم نانوتوی اپنا نام وشناخت چھپا کر سفر کرتا جیسا کہ دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ

''مولانا نانوتوی ایک بزرگ سے ملنے کے لئے ریاست رامپور تشریف لے گئے ......جب رام پور پہنچے تو وہاں وارد وصادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے۔اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ''تحذیر الناس'' کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا۔

مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں'' (ارواح ثلاثہ ص حکایت نمبر 265)

تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد قاسم نانوتوی کی تکفیریں ہو رہی تھیں اور وہ چھپ کر سفر کرتے، اپنا اصل نام تک نہیں بتاتے، بلکہ اپنا نام خورشید حسین بتاتے تھے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھیں: دیوبندیوں کے مطابق بھی بریلوی اس کو کہا جاتا ہے جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیروکار ہو، تو جن علماء ومفتیان نے قاسم نانوتوی کی تکفیر کی تھی وہ علماء سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار نہیں تھے، وہ بریلوی نہیں تھے۔ نیز یہ علما ومفیان عظام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحریری فتوے سے قبل ہی قاسم نانوتوی کی تکفیر کر چکے تھے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قبل متعدد علمائے کرام قاسم نانوتوی دیوبندی پر فتوے لگا چکے تھے اور اس کے رد میں متعدد کتابیں بھی لکھ چکے تھے۔

یہاں سے دو باتیں واضح ہو گئیں ہیں: ایک تو یہ کہ قاسم نانوتوی کی تکفیر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کے اہل سنت علماء کر چکے تھے جن کا تعلق بریلوی مسلک سے نہیں تھا نہ ہی وہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے۔ دوسری بات یہاں یہ بھی واضح ہو گئی کہ قاسم نانوتوی کی عبارات ان علماء کے مطابق بھی واقعی گستاخانہ تھیں اسی وجہ سے قاسم نانوتوی کی انہوں نے تکفیر کی۔ لہذا آج کل جو دیوبندی عوام الناس کو یہ دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو امام احمد رضا خان بریلوی نے تحذیر الناس کی عبارات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر، یا تین عبارات کو اکٹھا لکھ دیا، جس سے عبارات کا معنی بدل گیا تو یہاں دیوبندیوں کی ایسی تاویلات بھی باطل ٹھہریں، کیونکہ اُن علماء ومفتیان کرام نے تو تحذیر الناس کی مختلف عبارات کو یکجا نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے تحذیر

الناس کی عبارات کو کفریہ قرار دیا اور قاسم نانوتوی کی تکفیر کی ، یہ اپنی جگہ طے ہے کہ تحذیر الناس کی تینوں عبارات الگ الگ ہوں یا اکھٹی لکھ دی جائیں تب بھی گستاخانہ ہی ہیں۔

تحذیر الناس کتاب کی وجہ سے امت مسلمہ سخت انتشار کا شکار ہوئی اور یہ کتاب بھی "تفویۃ الایمان" کی طرح امت مسلمہ کو کئی حصوں میں تقسیم کا سبب بنی ۔قاسم نانوتوی دیوبندی کی اس کتاب نے بھی شورش میں مزید اضافہ کیا،لیکن اس کتاب کی اس وقت کے جید علماء و اکابرین اہل سنت نے سخت مخالفت کی ،

چنانچہ تحذیر الناس کے متعلق مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں:

''اسی زمانہ میں ''تحذیر الناس'' نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا الامام الکبیر پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا''

(سوانح قاسمی ج ا ص ۳۷۰، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

ایسے ہی ایک دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"آپ (نانوتوی) کے زمانہ میں ہی یہ کتاب معرکۃ الآراء بن گئی تھی ۔ متعدد حضرات نے اس پر اعتراضات کئے تھے" (ندائے دارالعلوم ۱۴۳۶ھ صفر ص ۳۸)

صرف اعتراضات ہی نہیں کیے بلکہ تحذیر الناس کا رد بھی کیا اور نانوتوی کے خلاف فتوے بھی دیئے۔

تحذیر الناس کے رد پر اہم کتابیں

یاد رہے کہ جب مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے مسلمہ اجماعی عقیدہ ختم نبوت بمعنی آخری نبی کے خلاف تحذیر الناس نامی کتابچہ تحریر کیا اُسی زمانہ میں امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ

حضرت محدث بریلوی قدس سرہ سے پہلے بہت سے اکابر مقتدر علما نے تحذیر الناس کے باطل نظریات کے رد میں بکثرت اہم کتب ورسائل شائع کیئے تھے جن میں سے چند اہم کے نام یہ ہیں:

(1) تنبیہ الجھال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء: مولانا مفتی حافظ بخش آنولوی اس رسالہ میں مناظرہ احمد یہ اور تحذیر الناس کا رد کیا گیا ہے اور (اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے والد ماجد) مولانا نقی علی خاں کی حمایت کی گئی ہے۔
(احسن نانوتوی صفحہ 92، ایوب قادری)

(2) قول الفصیح: مولانا فصیح الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی نے تحذیر الناس کے جواب میں یہ رسالہ ۱۸۷۵ء میں لکھا اور شائع کیا۔ (احسن نانوتوی صفحہ 92، ایوب قادری)

(3) ابطال اغلاط قاسمیہ: مولانا عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایما پر مولانا عبد الغفار نے ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء میں یہ رسالہ ترتیب دیا۔ مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی محمد شاہ پنجابی متوفی ۱۳۰۵ھ کے درمیان دہلی میں تحذیر الناس کے مضامین پر مناظرہ ہوا۔ دونوں صاحبوں کے اقوال سے ایک استفتاء مرتب کر کے مولوی محمد قاسم کے خلاف مولانا عبدالغفار نے علما سے دستخط کرائے۔ اس رسالہ پر دوسرے بہت سے (علما) حضرات کے ساتھ مولانا عبد القادر بدایونی، مولوی محب احمد بدایونی، مولوی فصیح الدین، مولانا مولوی عبیداللہ امام جامع مسجد بمبئی کے دستخط ہیں ۔(احسن نانوتوی صفحہ 93، ایوب قادری)

مذکورہ کتب کی تفصیل سے بالکل واضح ہو گیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے اکابر علماء وفقہائے ہندوستان نے تحذیر الناس میں دیوبندی امام قاسم نانوتوی کے نظریات باطلہ کا بھرپور رد کیا، مسلسل اس کا تعاقب فرمایا۔ حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قاسم نانوتوی کا رد وابطال کرنے والے یکا وتنہا اور کوئی پہلے عالم دین نہ تھے۔

بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے متعدد علماء ومفتیان کرام نے قاسم نانوتوی کی کتاب کی بنیاد پر اسکی تکفیر کی، ان کا ثبوت بھی خود علماء دیوبند ہی کی کتب سے ملاحظہ کیجیے۔

(1)..... خود دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب نے بھی اپنی تکفیر کا اقرار کیا اور یہ کہا یہ لکھا ہے کہ

"دہلی کے اکثر علماء نے (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) اس نکارہ [قاسم نانوتوی] کے کفر پر فتوی دیا ہے اور فتوی پر مہریں کرا کر علاقے میں ادھر ادھر مزید مہریں لگوانے کے لئے بھیج دیا ہے۔ اب یہ خبر ہے کہ وہ فتوی عن قریب عرب شریف بھی پہنچے گا، اس رسالے کے عرب شریف بھیجنے کا ایک مقصد یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا رحمت اللہ اس کا مطالعہ فرمائیں اور ان کے ذریعے سے عرب شریف کے علماء کی مہریں بھی اس فتوے پر ہو جائیں، اس علاقے کے احباب جواب کی امید کر رہے ہیں، مگر میں نے اپنے اسلام کو ننگ کفر سمجھ کر خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیا اور میں نے کہہ دیا کہ اس کا جواب انہیں (جواب لکھنے والوں) کی تکفیر ہو گی مگر یہ مجھ سے نہ ہو گا، کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے اہل ایمان کا رہنما جانتا ہوں"

(قاسم العلوم ص ۳۰۸، ۳۰۹: نور الحسن راشد کاندھلوی، ختم نبوت اور خدمات حضرت نانوتوی ص ۳۳۲)

(2)..... اسی طرح نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مفتیان دہلی وغیرہ جو کچھ میری نسبت بوجہ تحذیر الناس فرماتے ہیں تہمت ہی لگاتے ہیں۔ یہ شور عالمگیر جس میں بجز تکفیر وتضلیل قاسم گناہ گار اور کچھ نہیں''

(تنویر النبر اس ص ۲۳، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۳۳۱)

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

(3)..... اسی طرح علمائے دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب نے بھی واضح کہا کہ

''مولانا (قاسم نانوتوی) کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں'' (ارواح ثلاثہ ص ۲۰۱)

(4)..... دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ

''جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبد الحئی کے'' (ملفوظات حکیم الامت ج5 ص296، افاضات الیومیہ ج5 ص296، قصص الاکابر 159)

لہذا دیوبندیوں کے گھر کی اس گواہی سے ثابت ہوا کہ دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب کی تکفیر ان کی زندگی میں ہی ہوگئی تھی۔ اور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے تو فقط سابقہ علمائے اہل سنت کی تائید کی تھی۔

اب بھی دیوبندی مولوی یہ فرمائیں گے کہ یہ صرف تعبیر وتشریح کا اختلاف تھا؟ اور جہاں تک مولوی عبد الحئی صاحب کی بات ہے تو ان کے دستخط ابطال اغلاط قاسمیہ پر موجود

ہیں، بعد میں عبد الحیٔ صاحب بھی قاسم نانوتوی کے مخالف ہو گئے تھے۔ دیکھئے رسالہ "ابطال اغلاطِ قاسمیہ ۳۹" [۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء] میں عبد الحیٔ صاحب کے دستخط موجود ہیں۔ اور اس میں اختلاف کی نوعیت کیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے خالد محمود صاحب لکھتے ہیں

''بعض عبارات سے لزوم ثابت کیا'' (مطالعہ بریلویت ج ۳ ص ۲۹۸)

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ قاسم صاحب کی تکفیر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پہلے علمائے اہل سنت کر چکے تھے۔

(5)..... تحذیر الناس کی وجہ سے جب قاسم نانوتوی پر فتوے لگے تو اس کا کوئی جواب نہیں دے پائے نہ صریح توبہ کی بلکہ بغیر توبہ کلمہ پڑھ کر کہتے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ چنانچہ خود اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی زبانی سنئے، تھانوی کے ملفوظات میں ہے کہ

''تحذیر الناس کی وجہ سے جب مولانا (نانوتوی) پر فتوے لگے تو جواب نہیں دیا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے کوئی [یعنی کافر] مسلمان ہو جاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۲۹۳ ملفوظ ۴۵۷)

لاحول ولاقوۃ الا باللہ!!

موافقت سے کیا مراد ہے دیوبندی تاویل کا جواب

جب یہ حوالہ پیش کیا گیا کہ اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ ''جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ

موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ کے‘‘

(ملفوظات حکیم الامت، افاضات الیومیہ، قصص الاکابر)

تو ایک دیوبندی مولوی عمیر نے اس کی تاویل یہ کی کہ ’’اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، گستاخی کا فتویٰ لگانا اور موافقت نہ کرنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے.....موافقت نہیں کی تو یہ علمی مسئلہ ہے، علماء کرام کے مابین علمی اختلاف تو شروع سے چلا آرہا ہے.....‘‘ (فضل خداوندی:۱۸۰)

جواب

یہ بھی دیوبندی دجل فریب ہے کیونکہ موافقت نہ کرنا کسی فروعی مسئلہ میں ہوتا تو یقیناً کوئی پریشانی والی بات نہیں تھی لیکن جس بات میں اس وقت کے علمانے قاسم نانوتوی کی موافقت نہیں کی وہ فروعی مسئلہ نہیں تھا بلکہ ایسا مسئلہ تھا جس پر اس وقت کے علمانے کفر کا فتویٰ لگایا تھا، علمائے حق نے اس کی تکفیر کی تھی۔ خود قاسم نانوتوی نے بھی اپنی تکفیر کا اقرار کیا اور یہ کہا ہے کہ:

’’دہلی کے اکثر علماء (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) نے اس نکارہ [قاسم نانوتوی] کے کفر پر فتوی دیا ہے‘‘ (قاسم العلوم ص ۳۰۸، ۳۰۹)

نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ ’’مفتیان دہلی وغیرہ جو کچھ میری نسبت بوجہ تحذیر الناس فرماتے ہیں تہمت ہی لگاتے ہیں۔ یہ شور عالمگیر جس میں بجز تکفیر و تضلیل قاسم گناہ گار اور کچھ نہیں‘‘ (تنویر النبر اس:ص ۲۳)

باقی حوالے اوپر بیان ہو چکے ہیں تو اب بات بالکل صاف ہے کہ جن لوگوں نے قاسم

نانوتوی کی موافقت نہیں کی تو وہ کوئی فروعی یا سیاسی مسئلہ نہیں تھا بلکہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا جس پر قاسم نانوتوی نے مرزا قادیانی کی طرح بکواسات کی تھیں جس کی وجہ سے اس وقت کے علمائے حق اہل سنت نے اُس پر کفر کا فتویٰ لگایا اور قاسم نانوتوی کے اس کفریہ عقیدہ کی کسی نے موافقت نہیں کی۔ لہٰذا دیابنہ کی یہ تاویل قطعاً باطل ہے۔

نیز ہم نے ایک اور حوالہ بھی پیش کیا تھا کہ:

''بعد میں عبدالحئ صاحب بھی مخالف ہو گئے تھے۔ دیکھئے رسالہ ''ابطال اغلاطِ قاسمیہ ۳۹'' [۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء] میں عبدالحئ صاحب کے دستخط موجود ہیں''۔

''نانوتوی پر فتویٰ لگانے والے علمائے اہل اسلام، اہل ایمان کے رہنما تھے''

جن حضرات نے قاسم نانوتوی کی تکفیر کی تھی، وہ نہ ہی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے اور نہ ہی کوئی بریلوی تھے بلکہ ان علما کے متعلق خود قاسم نانوتوی صاحب کی رائے بھی قابل غور ہے، نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ

''کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے اہل ایمان کا رہنما جانتا ہوں''

(قاسم العلوم ص ۳۰۹)

اسی طرح قاسم نانوتوی صاحب خود کہتے ہیں کہ

''غرض بندہ اختلاف اہل سلام سے ہمیشہ گھبراتا پھرا۔ سو اس قصبہ میں بھی اپنی زبان اپنے منہ میں لئے بیٹھا رہا بلکہ یوں نادم ہوا یہ کیا کیا۔ الٰہی وہ کونسا وقت تھا جو میں نے اس تحریر کے لئے قلم اٹھایا'' (تنویر النبر اس: ص 24: محمد اسحاق)

لہٰذا جن علما سے قاسم نانوتوی کا اختلاف ہوا خود قاسم نانوتوی کے مطابق وہ علمائے اہل

اسلام تھے، اہل ایمان کے رہنما تھے۔ اور بندہ ناچیز کے مطابق تحذیر الناس کے اختلاف سے قبل قاسم نانوتوی کی طرف سے ان علما و مفتیان کرام کے خلاف کسی قسم کا کوئی بھی فتویٰ قاسم نانوتوی کی طرف سے موجود نہیں تھا۔ نہ ان کے ایمان و اسلام پر کسی نے کوئی کلام کیا تھا، لہذا آج اگر دیوبندی حضرات اُن علماء و مفتیان کرام کے خلاف فتوے بازی کریں تو یہی مانا جائے گا کہ یہ علماء دیوبند کی اکابر پرستی ہے، اور علماء دیوبند کی تکفیر و تضلیل شرعاً نہیں بلکہ محض اپنے اکابرین کی وجہ سے ہوتی ہے (ویسے حقیقت بھی یہی ہے)۔

''کیا ان علماء نے رجوع کرلیا تھا''

دیوبندی مولوی نے یہ لکھا کہ

''حضرت کے صبر کا اللہ نے یہ صلہ دیا کہ سوائے چند ضدی مطلب پرست لوگوں کے، باقی سب نے ان میں سے اکثر نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا''

(حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص332)

قارئین کرام! علماء دیوبند کا ان حضرات کے بارے میں رجوع کا دعویٰ بالکل درست نہیں بلکہ خود علماء دیوبند کے اصولوں کے مطابق ایسا دعویٰ قابل قبول نہیں کیونکہ رجوع کا یہ قول بغیر کسی حوالے کے ہے اور ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''کیونکہ کسی حوالہ کے بغیر تو یہ بات بے کار ہے''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص217)

ابوایوب صاحب لکھتا ہے:

باقی تمہارا یہ کہنا کہ اس نے رجوع کرلیا تھا تو اس پر دلیل چاہئے کہ اس نے خود لکھ

کر دیا ہو" (دست و گریباں ج3 ص 321)

اس لئے ہمارے معاندین کو چاہئے اگر رجوع کا قول پیش کرنا ہے تو کم از کم اپنے اس اصول کے مطابق قائلین تکفیر کی اپنی کوئی تحریر پیش کریں، خود انہوں نے رجوع لکھ کر دیا ہو ،وہ تحریر پیش کریں۔اس کے بغیر علمائے دیوبند کی رجوع کی سب باتیں فضول اور ہرگز قابل قبول نہیں۔

''ابطال اغلاط قاسمیہ اور دیوبندی''

دیوبندی مولوی خالد محمود صاحب نے رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ کے حوالے سے لکھا:

''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بعض نادر تحقیقات اور علمی ترقیقات بعض علماء کو پسند نہ آئیں یا انہوں نے بعض روایات کو کمزور جانا اور نہ چاہا کہ ان سے استدلال کیا جائے تو انہوں نے حضرت کے خلاف رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ لکھا جو ۱۳۰۰ھ میں بمبئی کے ایک مطبع سے شائع ہوا مولانا ارشاد حسین رام پوری اور مولانا فضل رسول بدایونی کے جانشین مولانا عبدالقادر بدایونی کے بھی اس پر دستخط ہیں ان میں سے کسی صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب پر فتویٰ کفر نہیں دیا نہ انہیں ختم نبوت کا منکر کہا لے دے کر بعض عبارات کا لزوم ثابت کیا''

(مطالعہ بریلویت ج ۳ ص ۲۹۸)

خالد محمود دیوبندی نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ ان علماء حضرات نے لزوم کفر کا فتویٰ تو دیا تھا اور جہاں تک یہ مغالطہ کہ انہوں نے ختم نبوت کا منکر نہیں کہا تو اس پر عرض ہے کہ جناب پھر انہوں نے لزوم کفر کس چیز کا ثابت کیا ہے؟ ذرا اس راز سے بھی پردہ اٹھایئے ،اور اگر خالد

محمود دیوبندی نے اس رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی غیر تحقیقی بات نہ کرتے، اس رسالہ میں واضح طور پہ موجود ہے:

''در معنی منکر ختم نبوت اند'' (رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۷)

کیوں مانچسٹروی صاحب! کچھ افاقہ ہوا یا مرض جوں کا توں برقرار ہے، اس پر عبدالحئی لکھنوی صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں (ابطال اغلاط قاسمیہ ۳۹)

پیشنگوئی؟؟

حضرات گرامی، دیوبندی فرقے کا تعلق بھی فرقہ وہابیہ ہی سے ہے اور اس فرقے کے نزدیک جو بھی ان کے خلاف ہوتا ہے اس پر فتوے لگا دیتے ہیں اور اس بات کا اقرار ہمارے پاک رب عزوجل نے انہی کے قلم سے لکھوا دیا چنانچہ وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں خود دیوبندیوں کی معتبر کتاب ''المھند'' میں لکھا ہے کہ

''ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور **جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے** اور اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت اور علما اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی'' (المھند صفحہ ۴۲۔ خلیل احمد دیوبندی) اسی طرح بقول دیوبندی ۶۱۶ دیوبندی علما کی مصدقہ کتاب ''براۃ الابرار'' میں مولوی محمد عبد الباقی دیوبندی نے بھی لکھا کہ ''**ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقائد کے مخالف ہو وہ کافر ہیں اس لیے انھوں نے اہل سنت اور سنی علما کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا**'' (براۃ الابرار: ص 137)

کوئی کتنا ہی بڑا بزرگ عالم دین کیوں نہ ہو اگر ان وہابیوں دیوبندیوں کے خلاف ہوا تو انہوں نے فوراً ان پر فتوے لگا دیتے ہیں، اپنے دیوبندی اکابرین کی حمایت میں ان کے مخالفین کو بدعتی، گمراہ، جاہل، ابلیس، مشرک تک کہہ دیں گے، اب بھی ہماری پیشگوئی ہے کہ جن علما [یعنی علمائے رام پور علمائے لدھیانہ وغیرہ] نے قاسم نانوتوی پر فتوے لگائے یقیناً ہماری اس تحریر کے بعد اُن کے خلاف بھی دیوبندی علماء بدترین بدکلامی پر اتر آئیں گے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ دیوبندی وہابی لوگ اکابر پرست ہیں محض اپنے علماء کے دفاع میں اہل اسلام پر فتوے لگا دیں گے اور دوسرا چونکہ دیوبندی فرقے کا تعلق بھی وہابیت ہی سے ہے اور وہابیت کی نشانی ان دیوبندیوں میں بھی موجود ہے کہ ''ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے، گمراہ ہے ،بدعتی ہے''

بہر حال جن علما نے قاسم نانوتوی پر فتوے لگائے تھے وہ علما خود قاسم نانوتوی کے مطابق اہل اسلام اور اہل ایمان کے رہنما تھے، نیز وہ علما نہ ہی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے، نہ شاگرد تھے، نہ خلفا تھے اور نہ ہی یہ بریلوی تھے، لہذا خود علمائے دیوبند کے ان مذکورہ بالا حوالوں سے بات بالکل واضح ہوگئی کہ سنی حنفی بریلوی علما سے پہلے اور سنی حنفی بریلوی کے علاوہ بھی دیگر علمائے اہل اسلام نے قاسم نانوتوی کی ان تحریرات کی بنیاد پر تکفیر کی تھی۔

نوٹ: ہمارا یہ مضمون علماء اہل سنت کی مختلف کتب سے ماخوذ ہے۔

ابو حامد احمد رضا قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

ایمانِ اعلیٰ حضرت پر مناظرہ ممکن نہیں

ممتاز تیمور قادری حفظہ اللہ

بعض معاصرین نے یہ شخصی دعویٰ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنے اصول وفتاویٰ کی روشنی میں معاذ اللہ کافر ہیں، اس کے متعلق چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ دیوبندی حضرات کے اس دعویٰ کی تنقیح ضروری ہے، منیر احمد منور لکھتے ہیں:

"پہلے موضوع کی تنقیح ہو پھر مناظرہ کیا جائے" (روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء ص 14)

منظور احمد چنیوٹی لکھتا ہے:

اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ لازم ہے کہ دعویٰ اور مستدل کی تنقیح کر لی جائے" (ردمرزائیت کے زریں اصول ص 171)

لہٰذا سب سے پہلے تو اس موضوع کی تنقیح ضروری ہے۔پہلی بات تو یہ کہ دیوبندی حضرات کا یہ دعوی ان کے اکابر سے ثابت نہیں، امین صفدر کہتا ہے:

"یہ کہ دعویٰ ہمیشہ مستند اور مسلمہ کتاب کے حوالے سے لکھا اور لکھوایا جائے، تاکہ وہ جماعتی دعویٰ کہلائے نہ کہ ذاتی" (انوارات صفدر ص 406)

لہٰذا دیوبندی حضرات کو سب سے پہلے تو یہ چاہیے کہ اپنے دعویٰ کو اجتماعی ثابت کریں، مگر ہم بتلا چکے کہ آج تک دیوبندی حضرات نے امام اہل سنت کی تکفیر نہیں، بلکہ ان کے ایمان اور عشق رسول کی گواہیاں دی ہیں۔لہٰذا جب ان کا یہ دعویٰ اجتماعی نہیں، اس لئے وہ اپنے اصول سے اسے پیش نہیں کر سکتے۔جہاں تک کوکب یمانی و دیگر کتب کی عبارات ہیں تو ان کا بھی اس دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں۔اس لئے کہ وہاں تکفیر نہیں محض استفسار ہے۔ثانیاً اس

میں خصم کو الزام دیا گیا ہے، اور مناظرہ دیو بندیوں کے نزدیک تحقیقی دلائل کا نام ہے، امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں:

مناظرہ صرف تحقیقی دلائل کا نام ہوتا ہے اس لئے تحقیقی دلائل سے آگے نہیں بڑھے گا۔ الزامی جواب مناظرہ کا حصہ نہیں ہوتا۔ اس لئے الزامی جوابات کے بجائے تحقیق جوابات ہی ہوں گے، اگر غیر مقلد مناظر تحقیقی جوابات سے گریز کر کے الزامی جوابات پر اتر آیا تو ہم اس کے مقابلے میں الزاماً ہر غیر مقلد کی کتاب پیش کریں گے خواہ وہ تقلید چھوڑ کر نیچری بنا ہو یا چکڑالوی، قادیانی بنا ہو یا لامذہب۔

(تجلیات صفدر جلد سوم، ص445)

لہٰذا جب مناظرہ تحقیقی دلائل کا نام ہے، اس میں الزامی دلائل نہیں چل سکتے تو محض الزام پر مبنی دعویٰ کیسے قابل قبول ہوسکتا ہے۔ اس قسم کے الزامی دعوے کے متعلق جناب مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں:

"نتیجہ اولی۔ مولوی احمد رضا کے فتوے کی رو سے مولوی نقی علی صاحب کافر قرار پائے ...... اگر کافر بنانے کا یہ طریقہ آپ کو پسند ہے تو پھر میں آپ اور آپ کے تمام بزرگوں کو کافر ثابت کرسکتا ہوں مگر یہ طریقہ آپ جیسے کوڑ مغز اور کور بین، کمبخت اور اسلام سے نا آشنا احمق تو اپنا سکتا ہے۔ اہل خرد اور صاحب بصیرت کو یہ بات زیب نہیں دیتی ...... اگر ان تمام امور کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور آپ کی طرح ایک ہی چشم سے دیکھا جائے تو پھر آپ کے کفر کے فتوے سے دنیا کی کوئی شخصیت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی اس لیے ماننا پڑے گا کہ آپ کی سوچ کا رخ غلط ہے اور میرا

انداز اور طرز تحریر صرف بھونکنے والے کتے کے منہ پر پتھر مارنے کے مترادف ہے۔" (پاگلوں کی کہانی، ص ۷۰)

جناب فاضل صاحب نے دیوبندی دعویٰ کو صریح طور پر نہ صرف غلط قرار دیا بلکہ ایسے دعویٰ کے مدعی کو احمق ، بے بصیرت، کوڑ مغز، کمبخت اور اسلام سے نا آشنا قرار دیا۔ مزید سنئیے! جانب طاہر گیاوی صاحب لکھتے ہیں:

''شریعت اسلامی میں اس بات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی چیز ایک لحاظ سے عین اسلام ہو اور وہی چیز دوسرے لحاظ سے خالص کفر ہو جائے، اگر ہاشمی صاحب اپنی ناواقفیت سے اس کی مثالیں تلاش کرنے سے عاجز ہوں تو ایک مثال اس موقع پر میں ہی پیش کیے دیتا ہوں امام ابوحنیفہ کا ارشاد ہے کہ ''میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ دیکھا ہے۔''...... اس بات کو پڑھنے کے بعد اب فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان کے حوالہ سے امام متکلمین شیخ ابو منصور ماتریدی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو اہل سنت کے پیشوا ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسا شخص بت پوجنے والے سے بدتر ہے۔''

اب ہاشمی صاحب ارشاد فرمائیں کہ عقائد اہل سنت بالخصوص حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے اس قول کی روشنی میں ہم حنفیوں کے امام و مقتدا امام اعظم ابوحنیفہ پر کیا حکم لگتا ہے؟'' (بریلویت کا شیش محل ص ۸۰۔۸۱)

گیاوی صاحب کی شہادت سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ ایک ہی وقت کوئی چیز ایک عالم

کے نزدیک ایک پہلو سے کفر جبکہ دوسرے کے نزدیک عین اسلام ہوسکتی ہے، مگر اس سے کسی پر فتویٰ نہیں لگتا۔ اب ہم گھمن صاحب کا بیان بھی پیش کرتے ہیں، جناب رقم طراز ہیں:

اگر کسی مسلک کے عالم کے فتووں میں ہی تعارض ہو تو جو فتویٰ آخری دور کا ہوگا اور اس کے مذہب کے مطابق ہوگا وہ قابل عمل ہوگا دوسرا شاذ سمجھا جائے گا۔

(جی ہاں فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے ص22)

جناب گھمن صاحب کے بیان سے اس بات کی بھی وضاحت ہوگئی کہ اگر ایک شخص کے فتاویٰ جات میں بالفرض تعارض ہو بھی تو اس سے اس کی تکفیر نہیں ہوتی، بلکہ آخری دور کا فتویٰ قابل عمل سمجھا جاتا ہے، لہٰذا دیوبندی حضرات کا دعویٰ غلط ہے۔

اب یہ بات براہین قاطعہ سے ثابت ہو چکی کہ دیوبندی دعویٰ درست نہیں، خالد محمود صاحب کا بیان بھی ملاحظہ فرمالیں، وہ لکھتے ہیں:

پس اصولا ہمارے ذمے مرزائیوں کے کسی استدلال کا جواب نہ تھا۔ کیونکہ مدعی اپنے دعوے ہی کو صحیح صورت پیش نہ کر سکے۔ (عقیدۃ الامت فی معنی ختم النبوت ص109)

اس لئے معاند موصوف کے پیش کردہ دلائل کا جواب دینے کے ہم پابند نہیں۔ پھر اصول مناظرہ کی رو سے اس موضوع پر مناظرہ ممکن ہی نہیں۔ اولا اس لئے کہ مدعیٰ اپنے دعویٰ میں کسی حکم کا اثبات کرتا ہے اور سائل یا مدعیٰ علیہ اس کی نفی کرتا ہے۔ دونوں کا اختلاف حکم میں ہوتا ہے۔ جب یہاں ایسا نہیں ہے۔ ہمارے معاندین خود اس دعویٰ کے حکم سے متفق نہیں۔ وہ اس دعویٰ کے نیتجہ میں اعلیٰ حضرت کی تکفیر سے اتفاق نہیں کرتے۔ چنانچہ عبدالجبار سلفی

لکھتے ہیں:

بریلوی مسلمان ہیں: حضرت مفتی صاحب کے مندرجہ جواب سے ثابت ہوگیا کہ ہر مسلمان کے لیے بعد از وفات مرحوم کا لفظ بولنا جائز ہے۔ اور اکابر دیوبند کے نزدیک بریلوی مسلک کے علماء مسلمان ہیں نہ کہ کافر! (مظہر کرم ج 2 ص 161)

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہوسکتی ہے۔ الخ (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد دوم، ص ۱۴۲)

مفتی کفایت اللہ دیوبندی لکھتے ہیں:

تمام دیوبندی علماء، احمد رضا خان اور ان کی جماعت کی تکفیر نہیں کرتے۔

(کفایت المفتی جلد ششم، ۱۴۵ بحوالہ مظہر کرم ج 2 ص 161)

اکابر دیوبند کے ترجمان سید عبد الشکور صاحب ترمذی لکھتے ہیں:

"زیادہ تر گفتگو اس میں رہی کہ بریلویوں کی بحیثیت جماعت ہمارے اکابر تکفیر نہیں کرتے۔" (ہدیۃ الحیران فی جواہر القرآن صفحہ ۵۳)

قاری طیب فرماتے ہیں:

مولانا احمد رضا خان اور بریلویت کے بارے میں جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو آج تک کہیں ان کی تکفیر نہیں کی گئی بہرحال وہ مسلمان ہیں۔

(خطبات حکیم الاسلام، جلد 7 صفحہ ۲۶۷)

عبد الحفیظ مکی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان غلط عقائد ونظریات سے بچائے۔ اور اکابر رحمہم اللہ کے مسلک ومشرب پر قائم فرمائے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے دونوں عظیم فریق دیو بندی، بریلوی میں اتحاد ویگانت پیدا کر کے آپس میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے مبارک دین کی نسبت سے الفتیں اور محبتیں پیدا کر کے دین حنیف کی سر بلندی اور اسلام اور مسلمانوں کی عزت ورفعت وعظمت رفتہ کو لوٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (اکابر کا مسلک ومشرب صفحہ ۴۷)

انور شاہ کشمیری عدالت کے روبرو کچھ یوں بیان دیتے ہیں:

میں بطور وکیل تمام جماعت دیو بند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات (علما) دیو بند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ (کتاب حیات انور ص333)

دیو بندی ترجمان لکھتے ہیں:

چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور جماعتیں دیو بندی، بریلوی، اہل سنت، شیعہ، اہلحدیث، مسلم لیگ، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اسلامی وغیرہ وغیرہ شریک ہوئیں (احتساب قادیانیت ج16 ص325)

مفتی محمود بریلوی امام کے پیچھے اقتدا کے متعلق لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل البشر میں (۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہدایت ہیں۔ اقتداء سب کی جائز ہے البتہ مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جانا نہیں چاہیے (۲)۔ امام متبع سنت ہونا چاہیے۔ البتہ اگر کبھی اقتداء مبتدع کی ہوجاوے تو نماز جائز ہے۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج1 ص324)

دیوبندی مجاہد ختم نبوت اللہ وسایا لکھتے ہیں:

بریلوی حضرات کو میں غیر مسلم نہیں کہتا (قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرہ ص93)

ساجد خان نقشبندی لکھتے ہیں:

لیکن نواب احمد رضا خان کی شخصی تکفیر یا ان کے متبعین کی علی الاطلاق تکفیر ہمارے صف اول کے اکابر سے ثابت نہیں (نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص464)

ایسے ہی لکھتے ہیں:

ہماری تحریرات میں جہاں خان صاحب کی تکفیر شخصی کا وہم ہوتا ہے وہ یا تو اسی تناظر میں ہے یا تہدید توبیخ پر محمول ہے!! بہر حال خان صاحب بریلوی کی شخصی تکفیر ہمارے اکابر کا اجتماعی موقف نہیں، (نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص464)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ معاندین خود بھی اپنے دعویٰ کے حکم سے متفق نہیں، تو جب یہ بات اختلافی ہے ہی نہیں تو مناظرہ کس طرح ممکن ہے۔ "دروس مناظرہ" میں خود ساجد خان نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ بدیہات مسلمہ میں مناظرہ نہیں ہوتا۔ بلکہ مناظرہ حکم کے اختلاف پر ہوتا ہے۔ ہماری ان گزارشات سے اس شبہ کا ازالہ بھی ہوگیا کہ علمائے اہل سنت ایمان شیخین پر تو بات کرتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت کے ایمان پر گفتگو نہیں کرتے۔ کیونکہ روافض ایمان شیخین کے منکر ہیں، جبکہ دیوبندی خود بھی اعلیٰ حضرت کا ایمان تسلیم کرتے ہیں اور تکفیر نہیں کرتے، اس لئے اس موضوع پر مناظرہ ممکن نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

البراہین القاطعہ کی عبارت کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

مناظر اہل سنت علامہ مولانا ابو حامد رضوی حفظہ اللہ

دیوبندیہ کی کتاب تقویۃ الایمان وتحزیر الناس کی فتنہ انگیزی ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ وہابی دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی نے بقول دیوبندیہ رشید احمد گنگوہی کے حکم پر "براہین قاطعہ" جیسی دل آزاو نفرت انگیز کتاب لکھ کر امت مسلمہ میں مزید نفرت کا بیج بو دیا۔

پس منظر اس کا کچھ یوں ہے کہ:

صدیوں سے امت مسلمہ مختلف طریقوں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتی آئی ہے اور اس کا ایک طریقہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں محفل میلاد کا انعقاد ہے، یہ کام آج سے نہیں اور صرف برصغیر میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ہوتا آیا ہے اور ہر دور کے مسلمان اس کو کرتے ہوئے آئے ہیں۔ میں اس پر صرف دو حوالے بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولازال أهل الإسلام فی سائر الاقطار و المدن العظام یحتفلون بشهر مولده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشرف و کرم۔بعمل الولائم البدیعةو المطاعم المشتملة علی الامور البهیجة الرفیعة ، ویتصدقون فی لیالیه بأنواع الصدقات، ویظهرون المسرات، ویزیدون فی المبرات ، بل یعتنون بقراء ة مولده الکریم، ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم.

اور پھر ہمیشہ سے اہل اسلام دنیا کے کونے کونے میں اس ماہ مبارک میں محافل میلاد شریف کرنے لگے اللہ تعالی اسے مزید عظمت اور بزرگی عطا فرمائے۔(ان محافل)میں مختلف اقسام کے کھانے اور دیگر پر وقار امور کا اہتمام کیا کرتے ہیں اور اس

رات میں طرح طرح کے صدقات کرتے اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے بھلائی کے کاموں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ وہ مولود کریم پڑھنے کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں جس سے اس پر برکات عظیم وانعامات کریم کا نزول وظہور ہوتا ہے۔ (مجموعہ رسائل العلامۃ الملاعلی القاری، جلد ۵، ص ۳۸۴، دارالکتب پشاور)

علامہ علی قاری کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ سے ہی محافل میلاد کرتے آئے ہیں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے اور مختلف امور کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔

(۲) شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولایزال أهل الإسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلاة والسلام، ويعملون الولائم، ويتصدقون في لياليه بأنواع الصدقات، ويظهرون السرور، ويزيدون في المبرات، ويعتنون بقراءة مولده الكريم، ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم.

مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کرتے آئے ہیں۔ محفل میلاد کے ساتھ ہی دعوتیں دیتے کھانے وغیرہ پکواتے اور غریبوں میں طرح طرح کے تحفہ تحائف تقسیم کرتے۔ خوشی کا اظہار کرتے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ نیز ولادت باسعادت پر قرآن خوانی کراتے اور اپنے مکانوں کو مزین کرتے ہیں۔ ان تمام افعال حسنہ کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ کی برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ (ماثبت بالسنۃ، ص ۲۷۴، مومن کے ماہ وسال ص ۸۵، دارالاشاعت کراچی)

نوٹ : اس کتاب کا ترجمہ وہابی دیوبندی مولوی نے کیا ہے اور اس کے شروع میں وہابی دیوبندی شفیع عثمانی کا مقدمہ وغیرہ بھی ہے۔

وہابیہ اسمعیلیہ کی اس مصدقہ کتاب سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی اور مختلف امور کا اہتمام کرنا جائز و برکتوں کے نزول کا سبب ہے۔

صرف علامہ علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہی نہیں بلکہ سلف وخلف اس پر متفق تھے۔ (تفصیل کے لئے ہماری کتاب حنفیت کے باغی دیوبندی وہابی جلد دوم کا مطالعہ کریں) لیکن امت مسلمہ میں انتشار واختلاف پیدا کرنے والے وہابیہ اسمعیلیہ نے اس مسئلہ پر بھی وہ طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا کہ الامان والحفیظ۔

بہرحال وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ سے میلاد و قیام میلاد کے حوالے سے سوال ہوا جس کا جواب ابتداء میں ۴ ورقی اور پھر ۲۴ ورقی دیا گیا اس میں وہابی اسمعیلی دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے جو کچھ بکا آج تک کوئی کافر، مشرک وہندو پلید حتی کہ دنیا کا بدترین سے بدترین کافر بھی نہ بک سکا چنانچہ دیوبندی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے اس کی تعظیم وقیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے، اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے، پس یہ ہر روز اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے

ہیں، معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں ہے کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے ، بلکہ یہ شرع میں حرام ہے ۔لہذا اس وجہ سے قیام حرام ہوا اور موجب تشابہ کفار و فساق کا ٹھہرا۔۔۔

الحاصل یہ قیام صورت اولی میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام وفسق ۔ تیسری صورت میں کفر وشرک ۔ چوتھی صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں ۔۔۔

(فتاوی میلاد شریف مع طریقہ میلاد شریف ص ۱۸، ۱۷، ادارہ اسلامیات لاہور و کراچی)

اس فتوے میں وہابی اسمعیلی دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے سرکار دو عالم ﷺ کے میلاد میں قیام کرنے والوں کو ہندوؤں اور رافضیوں کے مثل کہا بلکہ ان سے بھی بڑھ کر کہا حالانکہ گنگوہی صاحب کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی قیام میلاد کے قائل تھے۔

"حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور قیام میلاد"

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

(کلیات امدادیہ، ص ۸۰، دار الاشاعت کراچی)

دیوبندی مفتی عزیز الرحمن بجنوری لکھتا ہے:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قیام میلاد فرماتے تھے اوراس کے قائل تھے۔

(تذکرہ مشائخ دیوبند،ص ۱۱۹، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کے اس فتوے کی حیثیت تو حاجی صاحب کے اس عمل سے ظاہر ہو گئی اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ وہابیہ اسمعیلیہ جن کو اپنا پیر مانتے ہے وہ بھی وہابیہ اسمعیلیہ کے فتوے سے رافضیوں اور ہندوؤں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔

وہابیہ اسمعیلیہ کا صرف یہی فتوی نہیں ہے بلکہ گنگوہی گویا اپنے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بارے میں لکھتا ہے:

البتہ اس میں شک نہیں کہ ہم نے اہل مولود میں سے آج تک کسی کو متبع سنت نہیں دیکھا۔ (مکاتیب رشیدیہ،ص ۲۷۱، مکتبہ رشیدیہ لاہور وکراچی)

دیکھ لیں انگریز کے اشارے پر جو اپنے پیر صاحب کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو انہوں نے دوسروں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا ہوگا۔ اگر وہ دوسروں پر فتوے لگا بھی دیں تو ان سے کیا بعید ہے۔ جن کے نزدیک ان کے اپنے پیر صاحب ہی متبع سنت نہیں ہیں۔ اور وہ ہندوں اور روافض کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں اگر وہ یہی فتوے انگریز کو خوش کرنے کے لئے ہم پر بھی لگا دیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔

بہر حال وہابی اسمعیلی دیوبندی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی حیثیت خود ان کے پیر صاحب نے بیان کردی وہابیہ اسمعیلیہ کو چاہئے کہ پہلے اپنے پیر صاحب کی خبر لے لیں پھر کسی اور سے بات کریں۔

"علامہ احمد سعید مجددی اور قیام میلاد"

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرح دیگر وہ بزرگ جن کو وہابیہ اسمعیلیہ اپنا پیر مانتے ہے وہ بھی میلاد و قیام میلاد کے قائل تھے۔ ہمارے پاس حوالے بہت ہیں ہم چند حوالے آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

علامہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمۃ نے پورا ایک رسالہ قیام میلاد کے جواز پر لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو رویۃ و روایۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ۔

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا جو صاحب روایت و درایت تھے، اس شخص کو مبارک ہو جس کا مقصد نبی اکرم کی تعظیم ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَۃِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِسْتَحْسَنَہٗ کَثِیْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ۔۔۔

سید الاولین والآخرین کی ولادت مبارکہ کے ذکر کے وقت قیام کو بہت سے علماء نے پسند کیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

نِعْمَ الْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِسْتَحْسَنَہُ الْعُلَمَاءُ وَ ھُوَ حَسَنٌ

لِمَا یَجِبُ عَلَیْنَا مِنْ تَعْظِیْمِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم۔۔۔

ہاں ذکر ولادت کے وقت قیام علماء نے پسند کیا ہے اور یہ قیام حسن ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واجب ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

أَمَا الْقِیَامُ إِذَا جَاءَ ذِکْرُ وِلَادَتِهٖ عِنْدَ قِرَأَةِ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ، تَوَارَثَهُ الْأَئِمَّةُ الْأَعْلَامُ وَأَقَرَّهُ الْأَئِمَّةُ وَالْحُکَّامُ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرِ مُنْکَرٍ وَلَا رَدِّ رَادٍ وَلِهٰذَا کَانَ مُسْتَحْسَنًا۔۔۔

یہ قیام مشہور اماموں میں برابر چلا آتا ہے اور ائمہ وحکام نے برقرار رکھا ہے اور کسی نے رد وانکار نہیں کیا لہذا مستحب ٹھہرا۔

مزید لکھتے ہیں:

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِي قِرَأَةِ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ تَعْظِیْمًا لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ لَا شَكَّ فِي اسْتِحْبَابِهٖ وَطَلَبِهٖ وَاسْتِحْسَانِهٖ، وَبِذٰتِهٖ یَحْصُلُ لِفَاعِلِهٖ مِنَ الثَّوَابِ الْحَقِّ الْأَوْفَرِ وَالْخَیْرِ الْأَکْبَرِ۔۔۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب اور مستحسن ومندوب ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اور قیام کرنے والوں کو ثواب کثیر اور فضل کبیر حاصل ہوگا۔

(اثبات المولد والقیام، مختلف صفحات، مکتبہ سراجیہ پاکستان)

لیجئے اور خود ہی وہابی اسمٰعیلی دیوبندی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی حیثیت دیکھ لیجئے کہ وہابیہ اسمعیلیہ جن کو اپنا پیر مانتے ہیں وہ بھی قیام میلاد کے قائل وفاعل ہیں۔اس حوالے سے بھی معلوم ہو گیا کہ رشید احمد گنگوہی کا فتوی صرف اور صرف انگریز کو خوش کرنے اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کے لئے تھا ورنہ یہ اکابرین اوران کے علاوہ وہابیہ اسمعیلیہ ہی کے مسلمہ اکابرین میلادو قیام میلاد کے قائل تھے۔

قارئین کرام! آپ نے رشید احمد گنگوہی کے فتوے کو ملاحظہ کیااور پھراس کا جواب خود انہی کے مسلم اشخاص سے دیکھ لیا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جب یہ فتوی آیا تو ہر طرف ہل چل مچ گئی کیونکہ آج تک اس طرح کا فتوی کہ:" میلادو قیام میلاد کرنے والے مسلمان ہندوں سے بھی بڑھ کر ہیں" کسی نے نہیں دیا تھا یہ وہابیہ ہی کی خانہ ساز شریعت وایجاد ہے

"پوری وہابیت اسمعیلیت کو کھلا چیلنج"

میں پوری وہابیت اسمعیلیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ عالم اسلام کے کوئی چار پانچ علماء کے نام ہمیں بھی بتائیں کہ جنہوں نے میلاد میں قیام کرنے والوں کو ہندوؤں یا رافضیوں کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر کہا ہو حالانکہ قیام تو ہوتا ہوا آرہا ہے۔آپ یقین کریں کہ وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ ہمارے مطلوبہ حوالے ماقبل کے اکابرین امت سے پیش نہیں کر سکتے جو وہابی اسمٰعیلی دیوبندی رشید احمد گنگوہی کی تصدیق کرتا ہو اگر وہابی اسمٰعیلی یہ فتوے لگانے میں سچے ہیں تو زیادہ نہیں کوئی چار پانچ علما ہی کا من وعن فتوی ہمیں دیکھا دیں لیکن میں یقین کامل کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہابیہ زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن ہمارے مطلوبہ حوالے پیش نہیں کر سکیں گے کیونکہ ان کو بھی معلوم ہے کہ اس طرح کے نفرت انگیز فتوے انہی کے اکابرین کی

ایجاد ہیں۔

"عبدالجبار عمر پوری کی عبارت"

وہابی اسمعیلی دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے جو کچھ اس فتوے میں لکھا وہ آپ دیکھ چکے۔ انہی فتاوی میں وہابی اسمعیلی عبدالجبار عمر پوری نے وہ رسوائے زمانہ وانتشار پھیلانے والی عبارت لکھی جس کی وجہ سے اختلاف وانتشار نے مزید طول پکڑا۔

وہابی اسمعیلی عبدالجبار عمر پوری لکھتا ہے:

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدا تعالی ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

(فتاوی میلاد شریف مع طریقہ میلاد شریف ،ص ۲۳،ادارہ اسلامیات لاہور وکراچی)

وہابی اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے تقویۃ الایمانی فتووں سے پھیلنے والا انتشار ابھی ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ وہابیہ اسمعیلیہ کی طرف سے انگریز کے مشن کو جاری رکھنے اور مسلمانوں میں مزید انتشار پھیلانے کے لئے ماقبل کے فتوے اور عبدالجبار عمر پوری کی عبارات کو پھیلایا گیا جب یہ چیزیں ہندوستان میں پھیلیں تو ہندوستان کی فضا مزید مکدر ہوئی اور ہر طرف سے ان پر چار حرف ہونے لگے تو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مریدین نے آپ کے خلیفہ اجل علامہ مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اس کا جواب لکھیں ۔حاجی صاحب کے خلیفہ مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ نے اس گنگوہی فتوے کا رد ۱۳۰۲ھ میں "انوار ساطعہ" کے نام سے کیا۔ مولانا عبدالسمیع رامپوری علیہ الرحمۃ نے بڑی

متانت وسنجیدگی سے اس فتوے کا جواب دیا اور دلائل کے انبار لگا دیئے۔

علامہ عبد السمیع رامپوری علیہ الرحمۃ نے انوار ساطعہ میں جہاں رشید احمد گنگوہی کے اعتراضات کے جوابات دیئے وہیں آپ نے وہابی عبد الجبار عمر پوری کی عبارت جو ہم نے اوپر ہی نقل کی ہے اس کا جواب بھی بصورت نقض دیا چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”تردید اس کی جو اعتقاد حضور روح مبارک کو شرک قرار دے“

اب تیسری قباحت کا جواب بہ نسبت تشریف لانے روح پرفتوح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سننا چاہئے کہ حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

جواب

خدا کے حاضر ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ تم عظمت اور وسعت عرش عظیم کی اور فراخی کرسی کی خیال کرو کہ ان کے آگے سات آسمانوں کی کیا حقیقت ہے پھر کرہ ناری اور ہوائی اور مائی کو خیال کرو کہ آسمان کے آگے ان کی کیا وسعت ہے! پھر ان کے گرات کے آگے زمین کو دیکھو کہ اس کی وسعت کو کرات سے کیا نسبت ہے، پھر زمین کے چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی سے نکالا ہوا ہے پھر اس باہر نکلے ہوئے میں جنگل اور پہاڑ اور بستیاں کسی قدر ہیں اور آدمیوں سے آباد ہیں اور اس آبادی میں کفار کس قدر ہیں اور مسلمان کسی قدر اور مسلمانوں میں مولد شریف کرنے والے کسی قدر اور نہ کرنے والے کس قدر! پس ان سب مراتب کے خیال اور فکر کرنے سے معلوم ہو جائے گا مرد مصنف کو کہ اللہ تعالیٰ کا حاضر ہونا تو اس درجہ

میں ہے کہ عرش کرسی آسمان لوح وقلم ساتوں زمین اور جمیع جبال و بحار ویران وعمرانات وغیرہ ہر مکان ہر زمان ہر آن کی نسبت وہ حاضر اعتقاد کیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نے یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولد خوانی میں تشریف لاتے ہیں تو یہ زمانہ اور وہ مواقع بہ نسبت ان تمام ازمنہ اور مقامات مذکورہ بالا کے کسی شمار اور کس حصہ میں داخل ہیں کہ بس ان مواقع میں تشریف لانے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری لازم آگئی اور شرک ہو گیا نعوذ باللہ منہ اور عقیدہ اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسی طرح اور اسی حقیقت سے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے دوسرے میں نہیں ہوتی اور خصوصیت کے معنی یہ ہیں کہ **یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ** اور روئے زمین پر کل جگہ موجود ہو جانا کچھ خاصہ مضمون خدا کے ساتھ نہیں۔

تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن وانس و بہائم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے دنیا کو اس کے آگے مثل چھوٹے خوان کے۔

ایک روایت میں آیا ہے مثل طشت کے **فیقبض من ھھنا ھھنا في أن واحد** یعنی ادھر سے لے لیتا ہے جان کو اور اُدھر سے۔ اب خیال کرو کہ ایک آن میں مشرق سے مغرب تک کس قدر چیونٹی مچھر کیڑے مکوڑے اور چرند پرند درند اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہوتا ہے۔ اور مشکوۃ میں ہے:

ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی۔ یہ حدیث طویل ہے۔

اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ سے ۔اس میں یہ بھی ہے کہ:

ملک الموت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نیک یا بد نہیں آدمیوں کا جس کی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو رات دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر پہچانتے نہیں۔

اور یہ بھی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کی ہے کہ ملک الموت نمازوں کے وقت آدمیوں کو دیکھتا ہے کہ یہ ہمیشہ نماز پڑھتا رہا اُس سے شیاطین کو دفع کرتا ہے اور کلمہ طیبہ تلقین کرتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچالیا ہے۔ بعد اس کے لکھا ہے

واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک.

یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے انتہیٰ کلامہ

اب عالم اجسام محسوس میں اس کی مثال سمجھئے کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی اگر سیر کرے جہاں جائے گا چاند کو موجود پائے گا اور سورج کو بھی پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود، تمہارے قاعدہ سے چاہیے وہ کافر ہو جائے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا

حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر خاص مسلمان ہے۔ پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ میں موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے، روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمین کے چند مواضع و مقامات پر پڑ جائے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا حال اور کیا بعید ہے۔۔۔

مزید لکھتے ہیں:

اب فکر کرنا چاہئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہو جائیں معاذ اللہ اور تماشہ یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس میں بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے ۔(انوار ساطعہ، ص ۳۵۵ تا ۳۵۹، ضیاء القرآن کراچی)

اس عبارت میں آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی کو کہیں بھی شیطان مردود پر قیاس نہیں کیا بلکہ وہابی عبد الجبار عمر پوری کی دلیل پر نقض کر کے اس کو جڑ سے ہی ختم کر دیا ہے۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ بقول تمہارے اگر ہر جگہ ہونا خدا کی صفت ہے تو پھر سورج و چاند ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح ملک الموت بھی ارواح کو قبض کرنے کے لئے ہر جگہ موجود

ہوتے ہیں ۔ان سب باتوں کو چھوڑو دیکھو شیطان مردود بھی ہر جگہ موجود ہے تو کیا یہ سب رب کی اس صفت میں شریک ہیں ؟ یقینا کوئی بھی رب کی کسی بھی صفت میں شریک نہیں ہے ۔اصل یہ ہے کہ وہابی نے جس کو اللہ کی صفت کہا ہے وہ رب کی صفت نہیں ہے ورنہ ان سب کو شریک مان کر شرک لازم آئے گا۔علامہ صاحب نے جو دلیل دی ہے اس کو نقض کہتے ہیں یہ قیاس نہیں ہے۔

"وہابیہ اسمعلیہ دیوبندیہ اور قیاس کی کہانی"

علامہ عبد السمیع رامپوری علیہ الرحمۃ نے کہیں پر بھی ایسا جملہ نہیں بولا جس سے معلوم ہو کہ آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو شیطان پر قیاس کیا ہے۔لیکن وہابی پیدا ہی عقل سے خالی ہوتے ہیں لہذا سب نے اپنے باپ گنگوہی وانبیٹھوی کی گستاخی چھپانے کے لئے یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ جی شیطان پر قیاس کیا ہے یہ گستاخی ہے وغیرہ وغیرہ۔ علامہ عبد السمیع رامپوری علیہ الرحمۃ کی عبارت دیکھ کر آپ خود ہی سمجھ گئے ہوں گے کہ وہابیہ اپنے آباء کی گستاخی چھپانے کے لئے جو الزام لگاتے ہیں اس میں کتنی صداقت ہے۔؟ اگر چہ یہ ابھی میرا موضوع نہیں ہے لیکن میں ابھی صرف ایک حوالہ بیان کر دیتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو شیطان پر قیاس کس نے کیا ہے۔

وہابی دیوبندی میاں عابد لکھتا ہے:

ابلیس ملعون کہ وہ بدترین خلق ہے وہ ملعون ایک لحہ میں مشرق سے مغرب تک پھر آتا ہے جب ایسے بدترین خلق سے یہ سرعت وتیزی ظہور میں آوے تو اس بہترین

ہژدہ عالم سے ایک آن میں زمین سے فلک الافلاک تک طے کرنے میں کیا شک و شبہ راہ پاوے اور عقل میں نہ سماوے۔

(رحمۃ للعالمین، ص ۲۵۳، سعید اینڈ سنز کراچی)

نوٹ: یہ کتاب درج ذیل وہابی اکابرین کی مصدقہ ہے:

(۱) کفایت اللہ دہلوی (۲) محمد عبد العلی (۳) انور شاہ کشمیری (۴) محمد اصغر حسین دیوبندی (۵) شبیر احمد عثمانی (۶) محمد حبیب الرحمن (۷) احمد سعید دہلوی (۸) اعزاز علی دیوبندی (۹) عبد الشکور لکھنوی (۱۰) محمد علی (۱۱) محمد فتح (۱۲) محمد عبد المنعم۔

اتنے وہابیوں کی مصدقہ کتاب میں بالکل واضح طور پر سرکار دو عالم ﷺ کو شیطان پر قیاس کر کے بقول وہابیہ گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

بہرحال آپ انوار ساطعہ کو بار بار پڑھیں آپ کو کہیں بھی شیطان پر قیاس نہیں ملے گا کیونکہ آپ نے قیاس کیا ہی نہیں بلکہ آپ نے وہابی کی دلیل پر نقض کیا جبکہ ان کی اپنی کتاب میں بالکل واضح قیاس موجود ہے اس کے باوجود بھی وہابیہ شور مچاتے اور اپنے اکابرین کی گستاخی کو چھپاتے ہیں۔

"براہین قاطعہ کی تالیف"

کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد وہابیت و اسمعیلیت میں بھونچال آ گیا اور ان کے سارے کئے کرائے پر گویا کہ پانی پھر گیا اور مسلمانوں میں پھیلنے والے شکوک وشبہات کا ازالہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مرتبہ پھر انتشار کے ختم ہونے کی امید پیدا ہوئی لیکن یہ بات نہ انگریز کو پسند تھی اور نہ ہی اس کی ناجائز اولاد کو لہذا وہابیت اسمعیلیت نے ان دلائل

کو ماننے کے بجائے ایک مرتبہ پھر انتشار پھیلانے کے لئے کمر کس لی اور ہر بار کی طرح اس بار بھی دلائل کا جواب ڈھکوسلوں اور ادھر ادھر کی باتوں کے ذریعے دیا جو کہ ۱۳۰۴ میں "براہین قاطعہ" کے نام سے چھپا۔ انوار ساطعہ کی متانت، سنجیدگی اور دل آویز تحریر کا جواب غصہ و بوکھلاہٹ اور لایعنی، فضول و واہیات سے دیا گیا۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے بلکہ ایک وہابی دیوبندی نے کہا ہے۔ وہابی اسمعیلی دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے:

مگر انوار ساطعہ کی دل آویز تحریر کو آپ ضبط نہ کر سکے اور براہین جیسی ضخیم کتاب جس کے لفظ لفظ سے غصہ و رنج ٹپک رہا ہے چند ہفتوں میں آپ کے حکم سے لکھی گئی۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۲، ص ۴۲، ناظم کتب اشاعت العلوم سہارنپور)

الفضل ما شهدت به الاعداء انوار ساطعہ کی صرف تحریر ہی دل آویز نہیں تھی بلکہ اس کے دلائل بھی لاجواب تھے جس کی وجہ سے یہ غصہ اور بوکھلاہٹ اور فضول ولایعنی باتوں کی بھرمار کی گئی اور اسی بوکھلاہٹ میں سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں وہ گستاخی کی گئی جو پوری دنیا میں کوئی بد سے بدتر کافر بھی نہ کر سکا۔

چنانچہ وہابی اسمعیلی خلیل احمد انبیٹھوی سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک

شرک ثابت کرتا ہے۔

(البراہین القاطعہ علی ظلام انوار الساطعہ، ص ۱۲۲، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

مزید لکھتا ہے:

پس اعلی علیین میں روح مبارک ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

(البراہین القاطعہ علی ظلام انوار الساطعہ، ص ۱۲۲، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

نوٹ: اس کتاب پر نام اگرچہ انبیٹھوی کا لکھا ہے لیکن وہابیہ کی تصریح ہے کہ یہ دیوبندی رشید احمد گنگوہی کی کتاب ہے۔

یہ وہ دل آزار عبارت ہے جس کی وجہ سے اہل اسلام کے دل رنجیدہ ہو گئے اور عرب وعجم کے علمانے بیک زبان ہو کر اس کے گستاخی ہونے کا فتوی دیا۔

یہ عبارت کوئی عبرانی، سریانی، چینی یا امریکن انگلش میں نہیں ہے کہ اس کو سمجھنا مشکل ہو بلکہ اردو کی ایک عبارت ہے جو ایک اردو دان کو آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجاتی ہے۔

شارح بخاری فقیہ العصر علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ برہین قاطعہ کی عبارت پر عام فہم تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) زمین کا علم محیط گنگوہی صاحب نے شیطان اور ملک الموت کے لیے نص یعنی قرآن وحدیث سے ثابت مانا پھر اسی علم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شرک بتایا۔ اور یہ شرک اسی وقت ہوگا جب کہ اسے اللہ تعالی کی صفت خاصہ مانیں گے اور جب اسے اللہ عزوجل کی صفت خاصہ مانیں گے تو شیطان اور ملک الموت کے لیے اسے ثابت ماننے، وہ بھی نص

سے ثابت ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان اور ملک الموت خدا کے شریک ہیں ۔ اور گنگوہی صاحب نے ان دونوں کے لیے ثابت مانا تو لازم کہ انہوں نے شیطان اور ملک الموت کو خدا کا شریک مانا۔ یہ اس عبارت کا ایک صریح کفر اور شرک ہوا۔ مسلمانوں کو بات بات پر مشرک بنانے والے خود اسی گڑھے میں گرے

چاہ کن را چاہ در پیش

(۲) پھر اس کفر وشرک کو نص یعنی قرآن وحدیث سے ثابت مانا۔ یہ دوسرا کفر ہوا۔

(۳) اخیر میں ہے: شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

یعنی شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت اور زیادتی نص یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس لیے شیطان و ملک الموت کا علم وسیع اور زیادہ ہے مگر حضور اقدس کے لیے وسعت علم یعنی علم کا زیادہ ہونا چونکہ نص قطعی سے ثابت نہیں اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اس لیے حضور کے لیے وسعت علم ماننا شرک ہے۔

اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زیادہ نہیں۔ اب دونوں کو ملائیے ۔ شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زیادہ نہیں۔ تو ثابت کہ شیطان کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

(سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ ملخصاً ص ۸۸،۸۷، بزم امجدی رضوی کراچی)

علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ نے آسان انداز میں براہین قاطعہ کی عبارت کی

خرابیاں اور گستاخیاں بیان فرمادی ہیں جس سے ہر ایک منصف مزاج آدمی اس عبارت کی سنگینی سمجھ سکتا ہے کہ وہابیہ اسمعیلیہ نے کس طرح شیطان کے علم کو سرکار دعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ثابت کیا ہے۔

"براہین قاطعہ کی عبارت گستاخانہ رفیع عثمانی کا فتوی"

اب تو خود وہابیہ اسمعیلیہ بھی اس عبارت کی گستاخی مانتے ہیں۔ چنانچہ مولوی تقی عثمانی کے بھائی اور وہابی شفیع عثمانی کے بیٹے رفیع عثمانی براہین قاطعہ کی عبارت پر فتوی لگاتے ہوئے لکھتا ہے:

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ شیطان کی وسعت علم نصوص سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے۔ کیا ایسے شخص کا عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب: یہ بات واقع کے خلاف ہے اور سخت بے ادبی ہے اس شخص پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے۔

(فتاوٰی دار العلوم کراچی، ج:۱، ص: ۲۴۳، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

لیجئے خود وہابی اسمعیلی دیوبندی رفیع عثمانی نے اقرار کرلیا ہے کہ براہین قاطعہ کی عبارت میں خلاف واقع بات ہے۔ اور سخت بے ادبی ہے اور ایسے شخص پر توبہ استغفار لازم ہے۔ وہابیہ ہماری نہ مانیں لیکن اپنے مفتی اعظم پاکستان کی تو مان لیں اور صاحب براہین واس کے مصدق سے توبہ واستغفار کروائیں۔

قارئین کرام: اعلی حضرت امام اہل سنت نے بھی یہی کہا تھا کہ اس عبارت میں بے ادبی و گستاخی ہے۔ توبہ واستغفار کرلو لیکن وہابی نہ مانے اور اعلی حضرت امام اہل سنت پر بکواس

شروع کردی ۔

”براہین قاطعہ کی عبارت میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم سے زیادہ کہا گیا دیوبندی اقرار“

علمائے اہل سنت نے براہین قاطعہ کی عبارات کے بارے میں کہا کہ ان میں شیطان کے علم کو زیادہ کہا گیا ہے۔تو وہابیہ دیوبندیہ نے ہمیں بہت برا کہا یہاں تک کہ گالیاں بھی نکالیں جو کہ ہم نے برداشت کیں لیکن اب خود ہابیہ اقرار کرتے ہیں کہ براہین قاطعہ کی عبارت میں شیطان کے علم کو زیادہ کہا گیا ہے۔

دیوبندی مولوی عبدالحق حقانی لکھتا ہے:

سوال: یہ عقیدہ رکھنا کہ ابلیس کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ درست ہے کہ نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو پھر البراہین القاطعہ میں جو اس کا دعوی کیا گیا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:۔۔۔رہی ”البراہین القاطعہ“ کی بات تو وہ اپنی جگہ بجا اور درست ہے کہ ”شیطان کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے“ سے مراد علم غیر نافع ہے اور علم غیر نافع شیطان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔

(فتاوی حقانیہ جلد ۱ ص ۱۵۹، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

لیجئے جو ہم کہہ رہے تھے وہابی اسمعیلی دیوبندی نے اس کا صراحۃ اقرار کرلیا کہ براہین قاطعہ میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کہا گیا ہے۔ بقیہ اس کی تاویل انتہائی بوگس ہے کہ اس سے مراد غیر نافع علم ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں

کہیں پر بھی علم غیر نافع کا ذکر نہیں ہے بلکہ علم محیط زمین کا ذکر ہے۔اور پھر جس چیز کا دعوی شیطان کے لئے کیا گیا ہے اسی کا ملک الموت کے لئے بھی ہے تو وہابی اسمعیلی دیوبندی یہ کہیں گے کہ ملک الموت علیہ السلام کو علم غیر نافع حاصل ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ بھی بک دے کیونکہ مشہور ہے کہ دیوبندی بولتا ہے پر سمجھتا نہیں اور اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ ملک الموت علیہ السلام کو علم نافع ہی حاصل ہیں تو پھر وہابیہ کے لئے اس سے بھی بڑی مصیبت ہے کہ خود براہین میں ملک الموت علیہ السلام کے علم کو زیادہ کہا گیا ہے۔

وہابی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے:

پس اعلی علیین میں روح مبارک ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

(البراہین القاطعہ علی ظلام انوار الساطعہ ،ص ۱۲۲، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

فتاوی حقانیہ کی عبارت کے تناظر میں اس عبارت کو دیکھیں تو بالکل واضح ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کا علم نافع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔

بہر حال ان حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ براہین قاطعہ کی عبارت کی کوئی صحیح تاویل نہیں تھی جس کی وجہ سے اعلی حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اس پر فتوی لگایا اور دیوبندی مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی کے حوالے سے بھی معلوم ہوا کہ یہ فتوی بالکل درست ہے اور اس عبارت میں سخت بے ادبی ہے۔

"مناظرہ بہاولپور اور براہین قاطعہ کی گستاخانہ عبارت"

علمائے اہل سنت میں سے اعلی حضرت امام اہل سنت نے تو اس عبارت پر فتوی بہت بعد

میں لگایا جبکہ دیگر علمائے اہل سنت تو اس پر فتوی بہت پہلے سے ہی دے چکے تھے۔ سب سے پہلے براہین قاطعہ کی عبارات پر ریاست بہاولپور میں علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کا خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے ساتھ مناظرہ ہوا اور اس کی عبارات کے گستاخانہ کا صرف دعوی نہ گیا گیا بلکہ ان کے گستاخانہ ہونے کو ثابت کیا گیا۔ دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی کو ان عبارات کی صفائی کا پورا پورا موقعہ دیا گیا لیکن وہ ان عبارات کا دفاع نہ کر سکا اور اس کو ریاست بہاولپور میں بہت زیادہ ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور یہ وہابی یہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس مناظر کی روئیداد "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل" کے نام سے چھپی۔ اس مناظرہ کے اقتباس بیان کرنے سے پہلے میں آپ کو سنی مناظر علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کا مقام ومرتبہ اور ان کی اس کتاب کا مقام دیوبندی اکابرین سے بیان کر دیتا ہوں تا کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ اس میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے اور جو فتوے دیئے گئے ہیں سب حق اور سچ ہیں اور وہابیہ کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہیں

۔

"علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ اور آپ کی کتاب تقدیس الوکیل کا دیوبندیوں کے نزدیک مقام ومرتبہ" دیوبندیوں کے شاہین ختم نبوت مولوی اللہ وسایا لکھتا ہے:

خواجہ غلام دستگیر قصوری: مشہور صوفی، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظر بے بدل، خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں؟ آپ کی کتاب تقدیس الوکیل رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ آپ نے فتنہ مرزائیت کی تردید میں بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی، جس کا

جواب مرزائی حلقے آج تک نہیں دے سکے۔

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص ۲۳۰، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

نوٹ: اس کتاب پر دیوبندی بزرگ خان محمد کی تصدیق بھی ہے۔

علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کا مقام ومرتبہ آپ نے خود دیوبندی بزرگ کے قلم سے دیکھ لیا کہ آپ بے مثال عالم دین، مناظر بے بدل ہیں۔اور مزے کی بات جس کتاب کا ذکر ہم کرنے والے ہیں اور جس میں وہابی خلیل احمد انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی کے لئے حکم شرعی بیان کیا گیا ہے اس کے بارے میں یہ دیوبندی بزرگ کہتا ہے کہ:

آپ کی کتاب تقدیس الوکیل رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔

جی بالکل یہ کتاب رہتی دنیا تک یارگار رہی ہوگی اور دیوبندی بزرگوں کی گستاخیوں اور غلط عقائد پر رجسٹری رہے گی ان شاء اللہ۔ایک اور حوالہ بھی بیان کر دیتا ہوں

وہابی اسمعیلی دیوبندی خالد محمود لکھتا ہے:

پنجاب کے اہل السنۃ والجماعۃ میں سے۔۔مولانا غلام دستگیر قصوری۔۔۔

(عقیدۃ الامت فی معنی ختم النبوۃ، ص ۲۰۳، دارالمعارف لاہور)

اس حوالے سے بھی علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کا مقام ومرتبہ جو دیوبندیوں کے نزدیک ہے وہ معلوم ہوا۔اب میں آپ کی اس کتاب کے اقتباس پیش کرتا ہوں جس کی تصدیق دیوبندی بزرگوں نے کی ہے۔ یہ کتاب صرف دیوبندی بزرگوں کے نزدیک ہی معتبر ومستند نہیں ہے بلکہ عرب وعجم کے علمانے بھی اس کی تصدیق کی ہے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ دیوبندی حضرات جن کو اپنا پیر مانتے ہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ ان کی

تصدیق وتقریظ بھی اس کتاب پر موجود ہے دیوبندی وہ طبقہ ہے جن کی گستاخی پر فتوی انہی کے پیرومرشد نے لگایا۔

علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اور ملک الموت وشیطان کو جو وسعت علم دی ہے اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہے اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں ہے اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں الی قولہ دوسرے قرآن وحادیث سے اس کے خلاف ثابت ہے، خود مخبر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں بخدا میں نہیں جانتا مجھ سے اور تم سے کیا ہوگا آخر حدیث تک اور شیخ عبدالحق روایت فرماتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر رائق وغیرہ سے لکھا گیا الی قولہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے الخ"

شیطان کا علم نص سے ثابت کرنے والوں کو حضور کے علم کے لیے نص قرآنی کی تلاش!

اس پر فقیر کان اللہ لہ کا یہ اعتراض ہے کہ سرور کائنات اعلم مخلوقات علیہ الصلوۃ

والتسلیمات کی وسعت علم کا جو انکار کیا ہے اور شیطان کے علم سے آپ کے علم کو کم لکھ دیا ہے یہ نہایت درجہ کی توہین ہے۔

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل ،ص ۱۹۳،نوری کتب خانہ لاہور)

حسام الحرمین پر فضول ولایعنی اعتراض کر کے اپنی عوام کو مزید گمراہ کرنے والے دیکھیں کہ یہاں علامہ صاحب نے وہی عبارت بیان کی ہے جو ضرورت کے مطابق حسام الحرمین میں موجود ہے اور علامہ قصوری علیہ الرحمۃ نے حسام الحرمین سے کئی سال پہلے وہی فتوی دیا تھا جو حسام الحرمین میں موجود ہے اور براہین قاطعہ کی اسی عبارت پر فتوی دیا جو حسام الحرمین میں موجود ہے علامہ قصوری علیہ الرحمۃ نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہا ہے۔اور یہ نہایت درجہ کی توہین ہے۔اعلی حضرت امام اہل سنت کی حسام الحرمین ہو یا تقدیس الوکیل دونوں میں فتوی شرعی اصولوں کے مطابق دیا گیا۔اب حسام الحرمین پر عبارت میں خیانت کا الزام لگانا دیوبندی اصولوں سے کسی بھی طرح درست نہیں ہے کہ وہاں ضرورت کے مطابق عبارت نقل کی گئی ہے۔کیا وہابی اسمعیلی دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی مناظرہ میں کہا تھا (کہ عبارت میں خیانت کی ہے وغیرہ وغیرہ۔) جبکہ اس کے سامنے بھی یہی عبارت پیش ہوئی تھی اور اسی پر گستاخی کا فتوی لگایا گیا تھا اور یہ بہاولپور سے دم دبا کر بھاگ گیا تھا۔

"تقدیس الوکیل پر اکابرین امت کی تصدیقات"

قارئین کرام: علامہ قصوری علیہ الرحمۃ کی مزید عبارات بیان کرنے سے پہلے آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے بیان کر دیتا ہوں کہ "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" میں

کن کن اکابرین کی تصدیقات موجود ہیں کن کن بزرگوں نے دیوبندی اکابرین کو گستاخ کہا ہے۔

(۱) محمد صالح مفتی حنفی مکہ مکرمہ (۲) خلف ابراہیم مفتی حنبلی مکہ مکرمہ (۳) محمد عابد حسین مفتی مالکی مکہ مکرمہ (۴) محمد بابصیل مفتی شافعی مکہ مکرمہ (۵) عثمان بن عبد السلام مفتی حنفی مدینہ منورہ (۶) محمد علی بن طاہر مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ (۷) حضرت نور مدرس مکہ مکرمہ (۸) عبد السبحان مدرس مکہ مکرمہ (۹) مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی (۱۰) عبد الحق شیخ الدلائل مہاجر مکی (۱۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

ان میں کچھ اکابرین خالص عربی دان ہیں جبکہ کچھ ان میں اردو دان بھی ہیں۔ بالخصوص آخری تین نام قابل دید ہیں اور یہ تینوں خود وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کے نزدیک صرف معتبر ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ معتبر ہیں اگر کسی دیوبندی نے انکار کیا یا غیر معتبر کا رٹا سنایا تو ان شاء اللہ دیوبندی گھر کی گواہیاں پیش کی جائیں گی۔ ان تین افراد میں بھی سب سے آخری نام اخص الخواص ہے۔ یہ وہ ہیں جن کو دیوبندیت اپنا پیر کہتی ہے اور پیر صاحب نے ہی ان منہ بولے مریدوں پر گستاخی وتوہین نبی کا فتوی دیا ہے۔

"علامہ قصوری علیہ الرحمۃ کی براہین قاطعہ کے رد پر مزید عبارات"

علامہ قصوری صاحب مزید لکھتے ہیں:

غور کرو کہ ملک الموت اور شیطان کے علم محیط زمین کو مان لینا اور موجب شرک نہ جاننا اور آنحضرت کے علم محیط زمین کو شرک بنا کر اس کے قائل اہل سنت کو مشرکین لکھ دینا علاوہ سخت توہین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے مولف براہین

قاطعہ کے کسی دین دار ذی علم کا کام نہیں، واللہ ہو الہادی۔

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، ص ۲۰۲، نوری کتب خانہ لاہور)

اپنے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے کے باوجود حسام الحرمین پر آسمان سر پر اٹھانے والے (جی دھوکہ دیا اور عبارت پوری بیان نہیں کی، جی خبر بیان کر دی مبتداء بیان نہیں کیا وغیرہ وغیرہ) دیکھ لیں علامہ قصوری علیہ الرحمۃ نے براہین قاطعہ کی اسی عبارت پر یہ فتوی دیا ہے اور وہی کچھ کہا ہے جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے فرمایا تھا کہ اس عبارت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے اس میں گستاخی ہے۔ مزے کی بات دیکھیں کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جن کو وہابیہ اپنا پیر کہتے ہیں وہ بھی اس عبارت وفتوے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ اور دیوبندیہ پر گستاخی کا فتوی لگانے والے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

صاحب براہین مع حوارین تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نص قطعی سے شیطان کا علم محیط ثابت ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ایسا نہیں ہے تو یہ آپ کی صریح اہانت اور آپ کے کمال عناد اور شیطان رجیم کی نہایت تعظیم نہیں تو اور کیا ہے؟ حق تعالی پناہ ہے۔

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، ص ۲۶۷، نوری کتب خانہ لاہور)

حسام الحرمین سے ۱۶ سال پہلے لکھی جانے والی کتاب جس پر عرب وعجم کے علماء و اکابرین کی تصدیقات ہیں۔ وہ کتاب کہتی ہے کہ براہین قاطعہ کی عبارت میں صریح توہین ہے۔ اس کی عبارت میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہا گیا

ہے۔ وہابیہ اسمعیلیہ فضول، لایعنی ولچر قسم کے اعتراضات کرنے کے بجائے بقول اللہ وسایا سنیوں کے مناظر بے بدل اور بے مثال علم دین کی بات مانیں اور توبہ کریں ورنہ قیامت کے دن حساب دینا پڑے گا۔

مزید لکھتے ہیں:

اور احاطہ علمی شیطان کے لئے ایسی روایات سے جن میں اس پر دلالت ہی نہیں ہے کافی ہونا اور اس کو نص سے ثابت کہنا اور آپ کی وسعت علم غیر ثابت نص سے بیان کرنا سوائے وہابیوں کے کسی مسلمان کا قول نہیں ہے۔۔

نیز براہین میں آپکے علم کو شیطان لعین کے علم سے کم لکھا ہے، جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور اب جواب تفصیلی اس تحریر اخیر میں صاف لکھا ہے کہ معلومات کونیہ کا علم ابلیس کا وظیفہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وظیفہ نہیں، تو یہ صریح آپ کے وفور علم میں نقصان اور آپ کے رتبہ عالی کا پست کرنا اور شیطان کے علم کا رجحان ہے۔

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، ص ۲۹۹، نوری کتب خانہ لاہور)

یعنی شیطان کے لئے محیط زمین کا علم نص سے ثابت کرنا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے لئے نص کے نہ ہونے کا کہنا یہ وہابیوں کا کام ہے کسی مسلمان کا قول نہیں ہے۔ مزید یہ فرمایا کہ براہین قاطعہ میں شیطان کے علم کو زیادہ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو کم لکھا گیا ہے۔ مزید یہ کہ یہ سب کچھ وہابیہ کے منہ بولے پیر صاحب کا مصدقہ ہے۔

"علامہ نذیر احمد رامپوری علیہ الرحمۃ اور براہین کا رد"

۱۳۰۶ھ میں براہین قاطعہ کی عبارت پر مناظرہ اور اس میں انبیٹھوی صاحب کو شکست

فاش ہونے اور انبیٹھوی کے ریاست بہاولپور سے بھاگنے کے باوجود وہابی اسمعیلی نے اس گستاخانہ عبارت سے توبہ نہیں کی تو اس کی یہ عبارت ہمیشہ ہی زیر بحث رہی اور ۱۳۱۷ھ میں (حسام الحرمین کے چھپنے سے کئی سال پہلے) علامہ نذیر احمد رامپوری علیہ الرحمۃ نے اس عبارت پر گستاخی کا فتوی دیا اور فرمایا کہ اس عبارت میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہا گیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

"اور خلیل مولف "براہین" ومولوی رشید احمد مقرظ "براہین" آنحضرت کے علم ما کان وما یکون کا انکار اس واسطے کرتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ من ذالک شیطان لعین کے علم کا آنحضرت کے علم سے زیادہ زعم کرتے ہیں، اور اس زیادت کی قطعیت کے قائل ہیں چنانچہ "براہین" کے صفحہ ۴۷ میں ہے (شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے) اس سے وسعت علم آنحضرت کا انکار اور شیطان لعین کے وسعت علم کا اقرار واضح ہے بلکہ آنحضرت کے وسعت علم کو شرک بتانا اور شیطان کے وسعت علم کو شرک نہ بتانا کیسی بے انصافی وہٹ دھرمی ہے، بلکہ بد دینی و بے علمی ہے کہ ایک محل میں یعنی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو وسعت علم شرک ہوا اور دوسرے کل میں یعنی بہ نسبت ملک الموت وشیطان شرک

نہ ہوا، ادنیٰ طالب العلم بھی جانتا ہے جس نے "شرح عقائد نسفی" بھی پڑھی ہے کہ شرک تو جب ہی ہوتا ہے کہ یا تو سوائے خُدا تعالیٰ کے کسی کو واجب الوجود اعتقاد کرے یا مستحق عبادت کا اعتقاد کرے، یہاں وسعت علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واجب الوجود یا مستحق عبادت اعتقاد کرنا کہاں ہے؟ جو وسعت علم شرک ہوا اور جب وسعت علم بزعم مؤلف ومقرظ" براہین" شرک ہے تو ملک الموت وشیطان لعین کے حق میں یہ وسعت مان کر کے اپنے مشرک ہونے کا اقرار مؤلف ومقرظ کیوں نہیں کرتے۔

یہ تو نعوذ باللہ من ذالک یہ بات ہوئی کہ ملک الموت وشیطان لعین کو تو شریک ساتھ خُدا تعالیٰ کے ٹھہرانا درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درست نہیں ہے، اور یہ کیا محال ہے کہ جو وجہ وسعت علم ملک الموت وشیطان کی وسعت علم کے شرک نہ ہونے کی بیان کی جاوے وہی وجہ وسعت علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرک نہ ہونے کی بیان کی جاوے۔ اس کو قبول نہ کرنا سراسر عناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے۔ الغرض مؤلف ومقرظ" براہین" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم جمیع ما کان وما یکون اس واسطے نہیں مانتے کہ یہ مدعی اس کے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ اس کے مان لینے سے ان کا دعوئی زیادت علم شیطان لعین باطل ہوجاتا ہے۔

(السیف المسلول علی منکر علم غیب الرسول، ص ۱۲، ۱۱، در مطبع گلزار حسنی بمبئی)

علامہ نذیر احمد رامپوری علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے شاگرد تھے نہ ہی آپ

کے خلیفہ۔ انہوں نے بھی براہین قاطعہ کی عبارت کا وہی معنی ومطلب بیان کیا ہے جو حسام الحرمین میں موجود ہے۔ علامہ نذیر احمد رامپوری علیہ الرحمۃ نے یہ کتاب ۱۳۱۷ھ میں لکھی تھی اس وقت تو حسام الحرمین کا نام ونشان بھی نہیں تھا ۔آپ نے اس میں جو کچھ براہین قاطعہ اور گنگوہی وانبیٹھوی کے لیئے لکھا آپ نے دیکھ لیا آپ نے بالکل واضح طور پر لکھا کہ براہین قاطعہ کی عبارت میں شیطان کے علم کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہا ہے۔ حسام الحرمین میں بھی اعلی حضرت امام اہل سنت نے یہی بیان کیا ہے۔ لہذا مناظرہ بہاولپور ہو یا السیف المسلول یہ سب حسام الحرمین کی حقانیت کی دلیلیں ہیں اوران سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کی ان عبارات میں گستاخی وتوہین ہے ۔جس سے ان کو توبہ واستغفار کرنا تھا لیکن انہوں نے توبہ واستغفار کرنے کے بجائے ان کی لایعنی تاویلات کیں ،وہ تاویلات مزید ان کے گلے کی ہڈیاں بنیں اور یہ اپنی گستاخیوں کے دلدل میں مزید دھنستے چلے گئے۔

"اعلی حضرت امام اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ اور براہین قاطعہ کی گستاخانہ عبارت کا رد"

اعلی حضرت امام اہل سنت کے پاس دہلی سے ۱۳۱۸ھ میں ایک سوال آیا اس میں یہ بھی تھا نیز عمر کا دعوی ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ پر یوں لکھتا ہے کہ

شیطان کو وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔

اعلی حضرت امام اہل سنت سے کے جواب میں لکھتے ہیں:

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پرنور عالم ماکان وما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہوسکتا ہے ان شاء اللہ القہار (اگر قہر فرمانے والے خدا نے چاہا) روز جزاء وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کون سی کروٹ پلٹا کھائیں گے) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگانا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

(انباء المصطفی بحال سر واخفی، جلد ۲۹ ص ۵۰۷، فتاوی رضویہ رضا فاونڈیشن لاہور،)

اس رسالہ میں پہلے بار براہین قاطعہ کی عبارت زیر بحث آئی اور اعلی حضرت امام اہل سنت نے دکھی دل کے ساتھ جو جواب دیا وہ آپ نے پڑھ لیا۔

”مولانا ریاست علی رامپوری اور براہین قاطعہ پر فتوی“

انباء المصطفی والے سوالات ۱۳۲۰ھ میں مولانا ریاست علی رامپوری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ نے ان کے جواب میں ” اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء“ کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس میں آپ نے شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنے والوں کا حکم اس طرح بیان کیا۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

جو شخص شیطان علیہ اللعن کے علم کو معاذ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے بڑھ کر کہے اس کا حکم وہ ہے جو منکر آیات قرآنی اور منکر احادیث صحیحہ نبویہ اور منکر اجماع اور محقر شان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔۔۔

مزید لکھتے ہیں:

یہ کہ بکر مذکور فی السوال اور اس کے احزاب اور قائلین اعلمیت علم شیطان کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ ایسے عقیدہ والا جب کافر و مشرک ٹھہرا موافق روایات مفتی بھا کے تو خود اس کی نماز کہاں ہوئی نہ کہ اس کے مقتدیوں کی ہو۔

(اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء، ص ۱۴۳، ۱۲۷، ناشر انجمن ضیاء طیبہ)

نوٹ: اس کتاب پر تقریبا ۲۰ علماء کی تقاریظ موجود ہیں ان میں اعلی حضرت امام اہل سنت بھی ہیں۔

اعلی حضرت امام اہل سنت اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

بالجملہ بکر پر مکر کے گمراہ بدین ہونے میں اصلا شبہ نہیں رہا ذریت شیطان کہ اپنے اس بزرگ کے علم ملعون کو علم اقدس حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہوسکتا ہے ان شاء اللہ القہار روز جزاء وہ ناپاک اپنے کیفر کفر گفتار کو پہنچے گا یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگانا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوتو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

(اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء، ص ۱۵۳، ناشر انجمن ضیاء طیبہ)

امام اہل سنت تو ۱۳۱۸ھ میں یہی حکم لگا چکے تھے لیکن مولانا ریاست علی رامپوری علیہ الرحمۃ نے بھی وہی حکم بیان فرمایا اور اس شخص کو جو شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پاک سے زیادہ کہے اس کو منکر آیات قرآن، منکر احادیث صحیحہ، منکر اجماع امت

اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کی تحقیر کرنے والا لکھا۔

مزے کی بات یہ ہے کہ آپ یہ حکم لگانے میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ تقریبا ۲۰ علماء آپ کے ساتھ ہیں۔

"المعتمد المستند اور براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت"

اعلی حضرت امام اہل سنت نے ۱۳۲۰ھ میں علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ کی معتبر و مستند کتاب المعتقد المنتقد پر حاشیہ لکھا اور اس حاشیہ میں اعلی حضرت امام اہل سنت نے پانچ افراد کی کفریہ وگستاخانہ عبارات کی وجہ سے تکفیر شخصی فرمائی۔(۱) مرزا غلام احمد قادیانی (۲) دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی (۳) دیوبندی رشید احمد گنگوہی (۴) وہابی خلیل احمد انبیٹھوی (۵) اور اسمعیلی اشرفعلی تھانوی ۔یہ وہ پانچ افراد ہیں جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی اور ان کی ان گستاخیوں کی وجہ سے اعلی حضرت امام اہل سنت نے ان کی تکفیر فرمائی۔ بقیہ افراد ہمارا موضوع نہیں ہیں لہذا ہم صرف اپنے موضوع پر گفتگو کریں گے۔ جیسا کہ آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں کہ خلیل احمد انبیٹھوی کی تکفیر ۱۳۰۶ھ میں ہی ہو چکی تھی اور ریاست بہاولپور میں اس کو اپنی کفریہ عبارت کی صفائی کا موقعہ دیا گیا لیکن یہ اس کی صفائی پیش نہ کرسکا اور ریاست بہاولپور کے علما وصلحا نے اس کی تکفیر کی۔ اعلی حضرت امام اہل سنت اگرچہ ۱۳۱۸ھ میں براہین قاطعہ کی عبارت کو کفریہ و گستاخانہ فرما چکے تھے لیکن ۱۳۲۰ھ میں ان افراد کے توبہ ورجوع نہ کرنے بلکہ ہٹ دھرمی وا پنی ان گستاخیوں پر جمے رہنے کی وجہ سے المعتمد المستند میں تکفیر فرمائی ۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

فإنه صرح في كتابه "البراهين القاطعة" وما هي والله! إلّا القاطعة لما أمر الله به أن يوصل ، بأن شيخهم إبليس أوسع علماً من رسول الله الله ، وهذا نصه الشنيع بلفظه الفظيع ص ٤٧:

"شیطان ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے، ایک شرک ثابت کرتا ہے؟!

وفي نسخة "البراهين القاطعة" التي بين أيدينا، ص ٥٥] اهـ. "أي: إنّ هذه السعة في العلم ثبتت للشيطان وملك الموت بالنصّ، وأيُّ نص قطعي في سعة علم رسول الله حتى ترد به النصوص جميعاً، ويثبت شركٌ؟!". البراهين القاطعة" ص ٥٥]، أي: "وكتب قبله إنّ هذا الشرك ليس فيه حبة خردل من إيمان.

شرک نہیں تو ایمان کا کونسا حصہ ہے؟

اس لئے کہ اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی (اور وہ تو نہیں مگر خدا کی قسم اس کو کاٹنے والی جس کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا) اس میں اس نے تصریح کی کہ اس کے شیخ ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسیع تر ہے۔ اور یہ اس کی شنیع عبارت ہے اس کے ہولناک الفاظ میں۔ ص ۴۷ پر ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" (اور اس سے پہلے لکھا) شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔

(المعتقد المنتقد مع حاشیۃ المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد عربی، ص ۲۳۱، الدار اہل السنۃ کراچی، مترجم، ص ۳۳۴، مکتبہ برکات المدینہ کراچی)

اعلی حضرت امام اہل سنت اس کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وبالجملة هولاء الطوائف السبع کلهم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین۔

مختصر یہ کہ یہ ساتوں طائفے سب کے سب باتفاق مسلمین کافر، مرتد، اسلام سے خارج ہیں۔

(المعتقد المنتقد مع حاشیۃ المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد عربی، ص ۲۳۵، الدار اہل السنۃ کراچی، مترجم، ص ۴۰۸، اکبر بک سیلرز لاہور)

اعلی حضرت امام اہل سنت نے تو ۱۳۲۰ھ میں یہ حکم شرعی بیان فرمایا ہے لیکن عرب وعجم کے علما تو براہین قاطعہ کی عبارت پر پہلے ہی گستاخی کا فتوی دے چکے تھے اور خلیل احمد انبیٹھوی کو کافر کہہ چکے تھے جیسا کہ ماقبل میں گزر چکے۔

"حسام الحرمین اور براہین قاطعہ کی گستاخانہ عبارت"

اعلی حضرت امام اہل سنت جب دوسری مرتبہ حج پر تشریف لے گئے تو آپ المعتمد المستند کا خلاصہ حسام الحرمین کی صورت میں کر کے ساتھ لے گئے تاکہ وہاں کے علما سے ان کے کفر کی تصدیق حاصل ہو جائے اور پوری دنیا والے دیکھ لیں کہ یہ صرف اعلی حضرت امام اہل سنت کا موقف نہیں بلکہ عرب وعجم کے علما بھی اعلی حضرت امام اہل سنت کے ساتھ ہیں۔

چنانچہ آپ براہین قاطعہ کی گستاخانہ عبارت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإنه صرح في كتابه "البراهين القاطعة" وماهي والله إلا القاطعة لما أمر الله به أن يوصل، بأن شيخهم إبليس أوسع علماً من رسول الله ﷺ وهذا نصه الشنيع بلفظه الفظيع، ص ٤٧: "شيطان وملك الموت كو... إلخ، "إن هذه السعة في العلم ثبتت للشيطان وملك الموت بالنص، وأي نص قطعي في سعة علم رسول الله ﷺ حتى ترد به النصوص جميعاً ويثبت شرك"، وكتب قبله: "أن هذا الشرك ليس فيه حبة خردل من إيمان"۔

اُس نے اپنی کتاب براھین قاطعہ میں تصریح کی اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگر ان چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے کہ اُن کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا براقول خود اسکے بدالفاظ میں 47 پر یوں ہے:

شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اس کے پہلے لکھا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

(حسام الحرمین عربی ص ۵۹ ،موسسۃ رضا لاہور، مترجم ،ص 15 ،مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

براہین قاطعہ کی جو عبارت اعلی حضرت امام اہل سنت نے نقل فرمائی ہے وہ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔اوراس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہابی نے اس عبارت میں شیطان لعین کے علم کو سرکار دوعالم ﷺ کے علم سے زیادہ کہا ہے۔

اعلی حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اگرچہ براہین کی عبارت عربی میں بیان کی لیکن

اصل کتابیں آپ کے پاس موجود تھیں اور اس کا اقرار خود دیوبندیوں نے کیا ہے۔ اور پھر علماء عرب کے لئے یہ عبارت کوئی نئی نہیں تھی بلکہ وہ ۱۳۰۸ھ میں یہ مکمل عبارت تقدیس الوکیل میں پڑھ چکے تھے اور اس پر فتوی لگا چکے تھے۔ لہذا وہابیہ کا یہ واویلا کہ جی مکمل عبارت نقل نہیں کی، یا خبر بیان کر دی اور مبتداء بیان نہیں کیا وغیرہ ذالک من فہوات الوھابیہ یہ صرف دل کی جھوٹی تسلی ہے اور اس کو منانے والی بات ہے ورنہ وہابیہ اسمعیلیہ خود جانتے بلکہ اقرار کرتے ہیں کہ اعلی حضرت اگر تکفیر نہ کرتے تو معاذ اللہ خود کافر ہو جاتے۔

وہابی مرتضی حسن دربھنگی لکھتا ہے:

اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی، وہ اگر ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ صاحب لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب، ص ۱۴، ۱۳، مطبع مجتبائی جدید دھلی)

اس اقرار سے گویا کہ یہ ثابت ہو گیا کہ اعلی حضرت امام اہل سنت نے تکفیر کر کے اپنے آپ کو بھی بچایا اور پھر ان گستاخوں پر ان کی گستاخیوں کی وجہ سے حکم شرعی بیان کر کے مسلمانوں کے ایمان کو بھی بچایا ہے۔

"خیانت کا الزام لگانے والوں کے منہ پر دیوبندی طمانچہ"

بقیہ اعلی حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ پر خیانت کا الزام وہابیہ دیوبندیہ کے اصولوں سے بھی درست نہیں ہے کیونکہ جتنی ضرورت تھی اتنی عبارت بیان کر دی گئی پھر بھی ہم وہابیہ دیوبندیہ کا منہ بند کرنے کے لئے ایک حوالہ بیان کر دیتے ہیں۔

وہابی اسمعیلی دیوبندی ابوایوب لکھتا ہے:

توپتہ چلا کہ مصنف جہانس نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے جتنی عبارت نقل کرنی چاہئے تھی اتنی ہی عبارت نقل کر کے کوئی جرم نہیں کیا۔

(سفید وسیاہ پر ایک نظر،ص ۷۷، عالمی مجلس تحفظ اکابر دیوبند)

لیجئے دیوبندی نے بھی اقرار کر لیا کہ جتنی ضرورت ہو اتنی عبارت نقل کرنا کوئی جرم نہیں ہے،

دیوبندی گالی باز مولوی ساجد خان لکھتا ہے:

یعنی کسی دوسرے کے قول کو پیش کرنے کے لئے من وعن الفاظ نقل کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کی بات کا معنی ادا ہونا چاہئے۔

(دروس مناظرہ،ص ۵۹، جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ)

گالی باز دیوبندی تو کہہ رہا ہے کہ الفاظ بھی من وعن ہونا ضروری نہیں جبکہ حسام الحرمین میں جتنی عبارت نقل کی گئی ہے وہ مفہوم کے اعتبار سے بالکل واضح ہے تو وہابیہ دوسروں پر بکواس کیوں کرتے ہیں۔

"حسام الحرمین اور علمائے عرب وعجم کی تقاریظ"

اللہ رب العالمین کی تائید اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت اور آپ کی ناموس کی

حفاظت کرنے کی وجہ سے اللہ رب العالمین نے اعلی حضرت امام اہل سنت کو مقبولیت عامہ کے ساتھ ساتھ مقبولیت خاصہ بھی عطا فرمائی کہ جب آپ نے حسام الحرمین علمائے عرب و عجم کے سامنے پیش کی تو انہوں نے آپ کی تائید وتصدیق کی اور ان گستاخوں پر حکم شرعی عائد کیا۔ بالخصوص براہین قاطعہ پر کیونکہ یہ دوسری مرتبہ پیش ہوئی تھی۔

"علامہ شریف سید احمد برزنجی، حسام الحرمین کی تصدیق اور وہابیہ اسمعیلیہ کی اقراری ذلت ورسوائی"

علامہ برزنجی علیہ الرحمۃ نے اعلی حضرت امام اہل سنت سے علم غیب کے مسئلہ پر کچھ اختلاف کیا اور یہ کوئی بہت بڑا اختلاف نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے کوئی حکم لگتا لیکن اس اختلاف کو مرتی ہوئی وہابیت نے بہت اچھالا اور وہ رسالہ جس میں یہ اختلاف تھا وہابیہ اسمعیلیہ نے ہندوستان میں لاکر جو کچھ اس کے ساتھ ہوسکتا تھا کر کے چھاپ دیا۔

علامہ برزنجی علیہ الرحمۃ کا یہ اختلاف ہمیں تو کچھ مضر نہ ہوا لیکن دیوبندیہ کا بیڑا غرق ہوگیا کہ علامہ برزنجی نے اس میں دیوبندی علماء کی (انہی عبارات کی وجہ سے جو حسام الحرمین میں موجود تھیں) تکفیر کی ہے۔ میں ابھی اس اختلاف پر کلام نہیں کررہا لیکن آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ حسام الحرمین پر علامہ برزنجی کی زبردست تقریظ ہے اور آپ نے بھرپور اعلی حضرت امام اہل سنت کی تائید کی ہے اور دیوبندی اکابرین کی ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے تکفیر کی ہے۔ علامہ برزنجی نے اس تقریظ میں صرف اعلی حضرت امام اہل سنت کی حسام الحرمین میں بیان کردہ عبارت پر ہی فتوی نہیں دیا بلکہ خود وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کی عبارات اس میں بیان فرمائی۔ میں علامہ برزنجی کی تقریظ بیان کرنے سے پہلے حسام

الحرمین کی عبارت بیان کرتا ہوں تا کہ آپ کو موازنہ کرنے میں آسانی رہے۔

اعلی حضرت امام اہل سنت لکھتے ہیں:

وهذا نصه الشنيع بلفظه الفظيع، ص ٤٧: "شيطان و ملك الموت كو... إلخ، "إن هذه السعة في العلم ثبتت للشيطان وملك الموت بالنص، وأي نص قطعي في سعة علم رسول الله ﷺ حتى ترد به النصوص جميعاً ويثبت شرك"، وكتب قبله: "أن هذا الشرك ليس فيه حبة خردل من إيمان"۔

(حسام الحرمین عربی ص ۵۹، موسسۃ رضا لاھور)

ترجمہ اوپر موجود ہے لہذا دوبارہ نقل نہیں کر رہا۔ آپ نے حسام الحرمین میں براہین قاطعہ کی نقل کردہ عبارت دیکھ لی۔ اب علامہ برزنجی علیہ الرحمۃ کی عبارت بھی دیکھ لیں جس پر انہوں کفر کا فتوی لگایا ہے۔

علامہ برزنجی لکھتے ہیں:

وأما قول رشيد أحمد الكنكوهي المذكور في كتابه الذي سماه بـ "البراهين القاطعة" هذه السعة في العلم ثبتت للشيطان وملك الموت بالنص، وأي نص قطعي في سعة علم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، حتى ترد به النصوص جميعاً ويُثبت شرك... إلخ)

اور وہ جو رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین، ص 130، 131، دار اھل السنۃ للطباعۃ النشر و التوزیع)

حسام الحرمین میں براہین قاطعہ سے نقل کی گئی عبارت دیکھیں اور پھر علامہ برزنجی کی عبارت بھی دیکھیں اور اب میں آپ کے سامنے براہین قاطعہ کی اصل اردو والی عبارت بھی بیان کر دیتا ہوں۔

دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے:

شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" (البراہین القاطعہ ص ۵۵، دارالاشاعت کراچی)

انبیٹھوی کی عبارت دیکھیں پھر حسام الحرمین کی عبارت دیکھیں اور بتائیں کہ اس اردو عبارت کی عربی وہی بنے گی جو حسام الحرمین لکھی ہے یا کچھ اور یقیناوہی ہے اور پھر علامہ برزنجی جو کہ عربی دان ہیں انہوں نے بھی اس اردو کی وہی عربی کی ہے جو حسام الحرمین میں ہے۔ ان تینوں عبارات سے معلوم ہوا کہ یہ ایک ہی ہیں ہاں ایک اردو میں ہے اور بقیہ عربی میں اور اسی عبارت پر اعلی حضرت امام اہل سنت نے فتوی لگایا۔

اب آپ خلیل احمد انبیٹھوی کی اسی عبارت جس کو ہم نے نقل کیا ہے اور جو حسام الحرمین میں بیان کی گئی ہے اس پر علامہ برزنجی کا فتوی بھی دیکھ لیجئے۔ آپ براہین قاطعہ کی اتنی ہی عبارت پر فتوی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فهو كفر من وجهين. الوجه الأول: أنه صريح في أن إبليس واسع العلم دونه

- صلى الله تعالى عليه وسلم، وهذا استخفاف صريح به صلى الله تعالى عليه وسلم.

والوجه الثاني: أنه جعل إثبات سعة العلم لرسول الله - صلى الله تعالى عليه وسلم - شركاً، وقد نص أئمة المذاهب الأربعة على أن من استخف برسول الله كافر، وأن من جعل ما هو من الإيمان شركاً أو كفراً، كافر.

تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں اسکی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس ﷺ کا اور یہ صاف صاف حضور اقدس ﷺ کی شان گھٹانا ہے۔ دوسرے یہ کہ اُس نے حضور سید عالم ﷺ کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ نبی ﷺ کی شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی بات کو شرک و کفر ٹھہرائے وہ کافر ہے۔

(حسام الحرمين على منحر الكفر و المين، ص 130، 131، دار اهل السنة للطباعة النشر و التوزيع)

یعنی انبیٹھوی کی اس عبارت "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" میں دو طرح کا کفر ہے ایک یہ کہ اس میں شیطان کے علم کی سرکار دو عالم ﷺ کے علم سے زیادہ ہونے کی تصریح ہے۔ یعنی انبیٹھوی کی اس عبارت میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم ﷺ کے علم سے زیادہ کہا ہے۔ اور انبیٹھوی کی عبارت

سے حاصل ہونے والے اسی مفہوم کو اعلی حضرت امام اہل سنت نے حسام الحرمین اس طرح بیان کیا:

بأن شیخھم إبلیس أوسع علماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بتایئے: اس عبارت اور علامہ برزنجی کی عبارت " أنه صريح في أن إبليس واسع العلم دونه صلی اللہ علیہ والہ وسلم " کی عبارت میں کیا فرق ہے۔ بعینہ وہی ہے جو اعلی حضرت امام اہل سنت نے بیان فرمائی۔ علامہ برزنجی علیہ الرحمۃ نے اسی اور اتنی عبارت پر فتوی لگایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اس عبارت میں دو وجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں شیطان کے علم کو زیادہ کہا گیا ہے اور دوسرا یہ کہ اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وسعت علم کو شرک کہا گیا ہے اور یہی علماء اہل سنت نے بیان کیا تو وہابیہ آنکھیں دکھانے لگے اب علامہ برزنجی کی بھی مانو یہ وہی ہیں جن کا رسالہ بڑے مزے سے اور بڑے بڑے القابات کے ساتھ تم نے چھاپا ہے۔

"علامہ برزنجی اور تمام وہابی عبارات کا رد"

علامہ برزنجی نے بحمد اللہ وہابیہ کی تمام تاویلات کو سمندر برد کر دیا ہے کہ جی اس میں علم ذاتی مراد ہے اور اس میں عطائی مراد ہے۔ جی خبر کو نقل کیا ہے اور مبتداء کو بیان نہیں کیا وغیرہ وغیرہ جو تاویلات، فہوات وبکواسات جو وہابیہ کرتے ہیں سب کا جواب دے دیا کہ اس عبارت میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی اور یہ عبارت کفریہ ہی ہے۔

"علامہ برزنجی اور حسین احمد ٹانڈوی کا انبیٹھوی کے کفر پر رجسٹری"

ہوسکتا ہے کہ کوئی وہابی یہ کہے کہ حسام الحرمین تمہاری کتاب ہے اس کا حوالہ ہم نہیں مانتے علامہ برزنجی نے کوئی تقریظ نہیں لکھی ہے۔ اگر ثابت کر دو تو ہم مان جائیں گے۔ ایسے وہابی

کو ہم انہی کے ٹانڈوی کا گالی نامہ سناتے ہیں۔

چنانچہ وہابی دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی لکھتا ہے:

احمد رضا خان مفتی مدینہ کی نظر میں: جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد برزنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ وتصدیق چاہی۔ چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لیے انہوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی۔ اس مجلس میں اور بھی علماء شریک تھے۔ اس بحث وگفتگو میں ان حضرات پر بریلوی صاحب کی پوری قلعی کھل گئی اور ان کی علمیت وعقائد کا حال ان پر صاف صاف ہویدا ہو گیا۔ چنانچہ مفتی صاحب دام فضلہ نے حسام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی، اس پر سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سست ان کو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص ۱۴۴، ۱۴۳، ادارہ تحقیقات اہل سنت لاہور)

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنے گالی نامے میں جو جھوٹ بولے اور حقائق کو مسخ کیا ہے ان سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ خط کشیدہ الفاظ کو ایک بار نہیں بار بار

پڑھیں، ٹانڈوی کے اقرار سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ برزنجی علیہ الرحمۃ نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھی آگے جو جھوٹ بولا کہ تقریظ واپس لے لی اس کی کوئی دلیل نہیں لیکن پھر دوبارہ تقریظ لکھنے کا اقرار بھی کیا ہے۔ یعنی ٹانڈوی صاحب اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ علامہ برزنجی نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھی ہے اور اس میں آپ نے واضح طور پر انبیٹھوی کی تکفیر کی ہے۔

یہ وہابیہ اسمعیلیہ کا انبیٹھوی کے کفر کا اقرار ہے۔

"علامہ برزنجی کی تقریظ وتصدیق میں شرط اور وہابی کفر پر ایک اور رجسٹری"

بقیہ ٹانڈوی نے جو یہ لکھا ہے کہ علامہ برزنجی نے کہا کہ: چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔

یہ بھی دل کو جھوٹی تسلی ہے کیونکہ بقول وہابیہ اسمعیلیہ علامہ برزنجی نے جو شرط لگائی تھی وہ یہ ہے:

و طلب تقریظا و تصدیقا علی ذالک فکتبنا له التقریظ و التصدیق المطلوب و حاصل ما کتبنا انه ان ثبت عن هو لاء تلک المقالات الشنیعة فهم اهل کفر و ضلال لان جمیع ذالک خارق لاجماع الامة و اشرنا فی ضمن ذالک الی بعض الادلة فی ابطال اقاویلهم۔

اور اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تصدیق وتقریظ طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریظ و تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں کیونکہ یہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں

اپنی تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا۔

(الشہاب الثاقب معہ غایۃ المامول، ص ۲۶۶، ادارہ تحقیقات اہل سنت لاہور)

نوٹ: بریکٹ والے الفاظ دیوبندی کے ہیں۔

کسی نے ٹھیک کہا تھا کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں ہیں۔

اولاً: وہابی اسمعیلی دیوبندی ٹانڈوی نے الشہاب الثاقب میں جو لکھا اس کا جھوٹ ہونا اسی اقتباس سے واضح ہو گیا کہ علامہ برزنجی نے اپنی تقریظ واپس لی اور پھر دوبارہ دے دی کیونکہ علامہ برزنجی نے یہ رسالہ بعد میں لکھا تھا اگر اس طرح کی کوئی بات ہوتی تو علامہ صاحب اس کا ذکر ضرور کرتے ان کا ذکر نہ کرنا۔ (جب کہ وہ وہی بات بیان فرما رہے ہیں) اس بات کی دلیل ہے کہ اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

ثانیاً: علامہ صاحب تو یہاں صراحۃ لکھ رہے ہیں کہ: ہم نے اس پر تقریظ وتصدیق لکھ دی لیکن ٹانڈوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ واپس لے لی واہ وہابیہ واہ۔

ثالثاً: اگر علامہ برزنجی صاحب نے تقریظ وتصدیق واپس لے لی تھی تو آپ یہاں ان دلائل کا ذکر کیوں فرما رہے ہیں جو آپ نے وہابیہ کی عبارات کے رد پر دیئے تھے۔ یہ تو وہابیہ کی عقل ہے کہ آدمی جس چیز کو واپس لے چکا ہے وہ اس پر دلائل کا ذکر بعد میں بھی کر رہا ہے۔

رابعاً: ٹانڈوی صاحب جس شرط کی بات کر رہے ہیں وہ شاید یہ ہے کہ: اگر ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔

یہ شرط وہابیہ دیو بندیہ کے کس کام کی کیونکہ وہابیہ اسمعیلیہ سے بعینہ وہی عبارت ہم نے ماقبل میں ثابت کردی ہے جس پر علامہ برزنجی نے دلائل کے ساتھ کفر کا فتوی دیا تھا۔ اہم ایک مرتبہ پھر براہین قاطعہ کی عبارت اور پھر علامہ برزنجی کی عبارت بیان کردیتے ہیں جس سے فیصلہ کرنا آسان ہوجائے گا اور یہ بھی ثابت ہوجائے گا کہ اعلی حضرت امام اہل سنت نے جو کچھ بیان فرمایا سونہیں ہزار فیصد حق ہے اور علامہ برزنجی نے حسام الحرمین کی تقریظ میں اسی عبارت پر کفر کا فتوی لگایا تھا جو براہین قاطعہ میں موجود ہے۔

دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے:

شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" (البراہین القاطعہ، ص ۵۵، دارالاشاعت کراچی)

یہ انبیٹھوی کی عبارت ہے اب وہ عبارت بھی دیکھ لیں جس پر علامہ برزنجی نے کفر کا فتوی لگایا ہے:

وأما قول رشيد أحمد الكنكوهي المذكور في كتابه الذي سماه بـ"البراهين القاطعة" هذه السعة في العلم ثبتت للشيطان وملك الموت بالنص، وأي نص قطعي في سعة علم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، حتى ترد به النصوص جميعاً ويُثبت شرك...إلخ)

اور وہ جو رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔

کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ علامہ برزنجی و انبیٹھوی کی عبارت میں کیا فرق ہے۔ یقینا کوئی فرق نہیں ہے لہذا علامہ برزنجی کی شرط پائی گئی تو فتوی بھی لگے گا یعنی انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر یہ اقوال ان سے ثابت ہو جائیں تو کافر ہیں اور ہم نے ثابت کر دیا کہ براہین کے اندر وہی کچھ لکھا ہے۔ لہذا خود ٹانڈوی کے اقرار سے انبیٹھوی پر فتوی کفر رجسٹری ہو گیا۔

ہم کہتے تھے لیکن وہابیہ مانتے نہ تھے اب خود انہی کا بیان کردہ فتوی انبیٹھوی کے گلے کی ہڈی بن گیا اور اس کا کفر خود دیوبندیوں کے نزدیک رجسٹری ہو گیا۔ فالحمد للہ۔

"حسام الحرمین پر عرب وعجم کے علما کی تقاریظ"

بحمد اللہ ابھی صرف ایک تقریظ بیان کی ہے اسی سے ہی وہابیہ دیوبندیہ کا کفر رجسٹری ہو گیا ہے اور یہ اقراری کافر ثابت ہو چکے ہیں بقیہ کو بھی اگر تفصیلا بیان کیا جائے تو دیوبندیہ کا کیا حال ہو گا۔؟ فی الحال بقیہ کے صرف نام لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) شیخ علمائے مکہ معظمہ مفتی شافعیہ مولنا شیخ محمد سعید بابصیل (۲) مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد (۳) سابق مفتی حنفیہ مولنا علامہ صالح کمال (۴) صاحب رفعت وافضال مولنا شیخ علی بن صدیق کمال۔ (۵) بقیۃ الاکابر عمدۃ الآواخر جلوہ گاہ نور مطلق مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی (۶) محافظ کتب خانہ حرم حضرت علامہ مولنا سید اسمعیل خلیل۔ (۷) صاحب علم محکم مولنا علامہ سید ابوحسین مرزوقی (۸) سرشکن اہل مکر وکید مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید (۹) سابق مفتی مالکیہ مولانا شیخ عابد بن حسین مالکی (۱۰) ماہر کامل مولانا شیخ علی بن حسین مالکی (۱۱) مولانا شیخ جمال بن محمد بن حسین (۱۲) مولانا شیخ اسعد بن احمد

(۱۳)مولانا شیخ عبد الرحمن ۔(۱۴) مولانا محمد یوسف افغانی (۱۵) اجل خلفائے حاجی امداد اللہ صاحب مولانا شیخ احمد ملکی امدادی۔(۱۶)عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط(۱۷)والامنزلت بلندرفعت حضرت مولانا محمد صالح بن محمد بافضل (۱۸)صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی (۱۹)فاضل کامل مولانا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی(۲۰) فاضل کامل حضرت مولانا حامد احمد محمد جداوی (۲۱) مفتی حنفیہ حضرت سیدنا و مولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینہ طیبہ۔(۲۲) عمدۃ العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیبہ عثمن بن عبدالسلام واغستانی (۲۳) فاضل کامل شیخ مالکیہ سید شریف مولانا سید احمد جزائری (۲۴)صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی (۲۵) صاحب خوبی ونکوئی شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید (۲۶) عالم جلیل فاضل عقیل مولانا محمد بن احمد عمری (۲۷) ماہر علامہ صاحب عزوشرف حضرت مولانا سید عباس بن جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل (۲۸) فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محرسی (۲۹) فاضل کامل عالم عامل مولانا سید محمد بن محمد مدنی دیداوی (۳۰) مولانا شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری (۳۱) مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی شافعی (۳۲) فاضل نامور حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسی (۳۳) شیخ فاضل مولانا عبد القادر درتوفیق شلبی (ماخوذ الصوارم الہندیہ)

یہ حرمین کے وہ تقریباً ۳۳ علماہیں جنہوں نے وہابیہ دیوبندیہ کی کفریہ وگستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان کو کافر وگستاخ کہا۔وہابی اسمعیلی دیوبندی دانت پیسنا بند کریں اوراپنی آخرت ٹھیک کرنے کے لئے توبہ کریں۔

"انوار آفتاب صداقت اور دیوبندی انبیٹھوی پر اجماعی کفر کا فتوی"

انوار آفتاب صداقت" علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی کی کتاب ہے جو آپ نے ۱۳۳۸ھ میں لکھی ۔اس کتاب میں کیا ہے وہ بیان کرنے سے پہلے اس کتاب کا اور اس کے مصنف کا مقام ومرتبہ دیوبندیوں کے نزدیک کیا ہے وہ بیان کردیتا ہوں۔

وہابی دیوبندی مشتاق احمد چنیوٹی لکھتا ہے:

قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی: حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی (کورٹ انسپکٹر پولیس پنشر لدھیانہ) اہل سنت کی وہ عظیم المرتبت شخصیت اور مقتدر ہستی ہیں۔ جنہوں نے زبان وقلم سے فرقہ باطلہ کے خلاف ڈٹ کر جہاد کیا اور وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ جب قاضی صاحب کی شہرہ آفاق تصنیف انوار آفتاب صداقت کا ظہور ہوا تو ملت اسلامیہ کے اکابر علماء ومشائخ نے زبردست خراج تحسین سے نوازا اور تقاریظ سے اس لاجواب تصنیف کو مزین فرماتے ہوئے آپ کے علم وفضل پر بھی مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ جن میں مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔

ناموس رسالت پر جب حملہ ہوا تو قاضی صاحب کا راہوار قلم ردمرزائیت میں خوب چلا۔

۱۸۹۸ء مابق ۱۳۱۶ھ میں آپ نے مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ الاوہام کے رد میں کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی، تصنیف فرمائی جو علمائے کرام کی

تصدیق وتقاریظ کے ساتھ ۱۸۹۸ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔اس کے بعد بھی قادیانی کذاب کے رد میں آپ برابر لکھتے رہے اور درج ذیل کتابیں آپ کے رشحات قلم کی یادگار ہیں:

(۱)فضل الوحید مطبوعہ سراج دین ۱۹۳۵ء ص ۲۷۶ مصنفہ قاضی صاحب۔

(۲)نیام ذوالفقار علی برگردن خاطی مرزائی فرزند علی مطبوعہ ۱۳۳۹ھ لاہور۔

(۳)جمعیت خاطر، غلام رسول انسپکٹر پولیس مرزائی سے تحریری بحث مطبوعہ ۱۳۳۳ھ لاہور۔

(۴)کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟ جناب ہرگز نہیں۔غیر مطبوعہ ۱۳۳۷ھ۔

مخزن رحمت برد قادیانی دعوت مطبوعہ ۱۳۴۵ھ (لدھیانہ)

(تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ، ص ۱۲۸، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان)

نوٹ: اس کتاب پر دیوبندی الیاس گھمن کے پیر عبد الحفیظ مکی اور دیوبندی امام المحرفین سرفراز گکھڑوی کے جانشین جناب زاہد الراشدی صاحب کی بھی تقریظ موجود ہے۔

دیوبندیت کی ان دو بھاری بھرکم شخصیات کی تقاریظ اور پھر خود دیوبندی مشتاق احمد چنیوٹی بھی دیوبندیوں میں اعلی مقام رکھتا ہے اس سے علامہ مولانا فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمۃ اور آپ کی کتاب "انور آفتاب صداقت" کا مقام ومرتبہ مزید دوبالا ہوگیا۔دیوبندی مولوی نے واضح طور پر علامہ فضل احمد صاحب کو اہل سنت کی عظیم المرتبت ومقتدر ہستی مانا ہے اور آپ کی کتاب کو شہرہ آفاق کہا اور پھر اس پر اکابر علما ومشائخ اسلامیہ کی تقاریظ کا اقرار کیا اور پھر اعلی حضرت امام اہل سنت کو بھی رحمہ اللہ کہہ کر دیوبندی اصولوں کا بیڑا غرق

کیا ہے۔؟ کوئی دیوبندی بتائے گا۔؟

بہر حال ہم اسی شہرہ آفاق کتاب اور اہل سنت کی اسی عظیم ہستی و مقتدر شخصیت کا حوالہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

علامہ فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمۃ دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کفریہ عبارت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیجئے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ کی ذیل میں لکھتا ہوں تا کہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آجائے اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی ملکہ حاصل ہو۔ وہو ہذا۔ الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۵۱۔

مزید اس پر فتوی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ بلفظہ۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لیے شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائے گا تو مشرک ہوگا۔ اب سمجھے یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھے تو آپ سے خدا سمجھے۔ علم کی بحث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور کے علم کی تھا یا حد نہیں حتی کہ لوح محفوظ کا تمام علم ان کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔ مخلوق الٰہی میں سے کوئی فرشتہ یا جن وانس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گستاخی ہے۔

(انوار آفتاب صداقت، ص ۲۱۷،۱۲۶)

دیوبندیوں کے نزدیک اہل سنت کی عظیم ومقتدر ہستی قاضی فضل احمد لدھیانوی صاحب نے دوسرے اقتباس میں بعینہ وہی عبارت جو حسام الحرمین میں بیان کی گئی بیان فرمائی اور پھر اس کا وہی مطلب بیان کیا جو حسام الحرمین میں ہے اور پھر اس پر سخت کفر و گستاخی ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور بقول دیوبندیہ قاضی صاحب اس میں اکیلے نہیں بلکہ علماء و مشائخ اسلامیہ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ قاضی صاحب کی کتاب کی تصدیق وتوثیق کرنے والے کوئی ایک دو نہیں بلکہ ۱۴۱ اکابر علماء و مشائخ ہیں۔ ہم صرف ان کے نام لکھ دیتے ہیں اگر آپ تفصیلا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو کتاب کو ملاحظہ کرلیں۔

آپ لکھتے ہیں:

تقاریظ سر آمد مشاہیر صوفیاء کرام وعلماء عظام ملک پنجاب و ہندوستان القاہم اللہ تعالی۔

(۱) تقریظ جناب حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی

محدث علی پوری دام بدظلم (۲) مولانا حافظ صاحبزادہ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری (۳) مولانا صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ (۴) مولانا صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب (۵) مولوی محمد کرم الٰہی صاحب (۶) مولوی عبدالعزیز صاحب چھاؤنی مردان ضلع پشاور (۷) حضرت پیر عبدالغفار (۸) مولانا الفاضل جامع علوم معقول ومنقول مفتی عبدالقادر صاحب (۹) مولانا سید احمد علی صاحب (۱۰) مولانا نور بخش صاحب حنفی نقشبندی توکلی (۱۱) مولانا خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی چشتی (۱۲) مولانا محمد عالم (۱۳) مولانا جیدہ غلام مرشد صاحب (۱۴) مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری (۱۵) مولانا محمد یار صاحب (۱۶) مولانا مولوی محمد (۱۷) مولانا حاکم علی صاحب (۱۸) مولانا اصغر علی صاحب روحی (۱۹) مولانا محمد عظیم صاحب (۲۰) مولانا جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی توکلی (۲۱) مولانا مولوی غلام اللہ صاحب قصوری (۲۲) مولانا غلام احمد صاحب (۲۳) مولانا محبوب احمد المعروف خیر شا؟ حنفی نقشبندی مجددی (۲۴) مولانا عبدالرحمن صاحب (۲۵) مولانا سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصوری (۲۶) مولانا سید محمد ابن سید غیاث الدین (۲۷) مولانا سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری (۲۸) مولانا محمد فیروز الدین صاحب (۲۹) مولانا محمد فضل حق (۳۰) مولانا محمد عبداللہ صاحب (۳۱) مولانا مفتی غلام محمد صاحب سہروردی (۳۲) مولانا خوشی محمد صاحب حنفی نقشبندی (۳۳) مولانا مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی (۳۴) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع

الدرجت مجدد مأتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ حضور پرنور حافظ قاری حاجی مولانا وبالعلم والفضل مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قادری مدظلہ (۳۵) مولانا سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی (۳۶) مولانا محمد ظہور الحسین الفاروقی النقشبندی المجددی (۳۷) مولانا محمد نور الحسین (۳۸) مولانا معوان حسین حنفی نقشبندی مجددی (۳۹) مولانا محمد رشید الرحمن نقشبندی مجددی (۴۰) مولانا محمد شجاعت علی صاحب (۴۱) مولانا قاضی ابوالکمال محمد اشہد الدین صاحب

(انوار آفتاب صداقت، ص ۱۷۱ تا ۴۵)

بقول دیوبندی مشاق احمد چنیوٹی یہ ۱۴۱ اکابرین ومشائخ اہل سنت ہیں جنہوں نے خلیل احمد انبیٹھوی کی اسی عبارت کا جو حسام الحرمین میں ہے وہی مطلب بیان کیا ہے جو حسام الحرمین میں ہے اور وہی حکم بیان کیا ہے جو حسام الحرمین میں ہے۔

قارئین کرام: بحمد اللہ آفتاب انوار صداقت سے بھی دیوبندیوں کی تمام تاویلات و بکواسات کا جواب ہو گیا اور اس کی حقانیت وصداقت مزید واضح ہوگی اور دیوبندیوں کا کافر وگستاخ ہونا خود انہی کی پسندیدہ شخصیت وکتاب سے ثابت ہو گیا۔

"الصوارم الہندیہ اور انبیٹھوی پر ۲۶۸ علماء کا کفر کا فتوی"

وہابیہ دیوبندیہ نے بلا وجہ شور مچانا شروع کر دیا اور اپنے آباء کے کفر پر اپنے دل کو یہ تسلی دینے لگے کہ "صرف اعلی حضرت نے کافر کہا ہے" حالانکہ کہ دیوبندی بھی جانتے ہیں کہ یہ صرف تسلی ہی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ علمائے عرب وعجم کے فتاوی حسام الحرمین میں دیکھ چکے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ان کا شور مچانا اور یہ اعتراض کرنا

کہ وہ تو عربی تھے ان کو کیا معلوم ان عبارات میں کیا ہے۔؟ اور ان کو دھوکہ دے کر فتوی لیا گیا۔؟ وہابیہ دیوبندیہ کا سفید جھوٹ ہے۔جس کو آج تک یہ ثابت نہیں کر سکے اور آپ اوپر ہی علامہ برزنجی کی تقریظ ملاحظہ کر چکے ہیں اور وہابیہ جن کو دیوبندیت شیخ الدلائل کہتی ہے یعنی شیخ عبد الحق الہ آبادی علیہ الرحمۃ جو کہ خالص اردو دان تھے ان کی تقریظ بھی حسام الحرمین پر موجود ہے۔جس سے دیوبندیہ کا یہ اعتراض بھی دریا برد ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کا جواب شیر بیشۂ اہل سنت مناظر اسلام مفتی حشمت علی خان صاحب رحمہ اللہ نے ایسا دیا کہ دیوبندیہ حسام الحرمین سے بھی زیادہ رونے لگی۔

آپ رحمہ اللہ نے حسام الحرمین کی روشنی میں ایک سوال مرتب کیا اس میں وہابیہ کی وہی گستاخانہ عبارات کو بیان کیا جو حسام الحرمین میں موجود تھی اور پھر ہندوستان کے اردو دان علما سے اس پر تصدیقات کروائیں۔

بحمد اللہ ۲۶۸ علما نے اس پر تصدیقات لکھی اور وہابیہ دیوبندیہ کے ان اکابرین کا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی تھی ان پر حکم شرعی عائد کیا اور ان کو کافر کہا۔

بقیہ تصدیقات آپ الصوارم الہندیہ میں ملاحظہ کرلیں میں یہاں صرف ایک تقریظ کا ذکر کر دیتا ہوں۔

”دیوبندی قاضی مظہر چکوالی کے والد مولانا کردین دبیر کا دیوبندی اکابرین پر کفر کا فتوی“

دیوبندی قاضی مظہر چکوالی کے والد مولانا کرم الدین دبیر کی تصدیق بھی الصوارم الہندیہ پر موجود ہے جس میں آپ نے کھلے لفظوں میں حسام الحرمین کی تصدیق کی ہے اور دیوبندی

اکابرین کو کافر کہا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

باسمہ سبحنہ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے عین حق ہے دیوبندی جن کے سرگروہ خلیل احمد ورشید احمد ہیں نجدی گروہ متبعین محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کیوں کہ نجدی تو پہلے ہی سے مسلمانان مقلدین سے الگ تھلگ ہو گئے مسلمانوں کو ان کے عقائد خبیثہ سے آگاہی ہوگئی اور ان سے مجتنب ہو گئے لیکن دیوبندی حنفی وہابی نما حنفی مسلمانوں سے شکروشیر ہوکر گویا حلوے میں زہر ملا کران کو ہلاک کرر ہے ہیں۔ اعاذنا اللہ منھم اوراب تو ابن سعود نجدی کے مداح بن کر عملاً مسلمانوں سے انہوں نے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ بہرحال نجدیوں اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدا ور رسول خدا کی کچھ عظمت نہیں ہے۔ امکان کذب باری کے قائل ہوکر انہوں نے توہین باری تعالی کے جرم کا ارتکاب کیا حضورسرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تنقیص شان میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم معاذ اللہ حیوانات اور مجانین کی طرح اور شیطان کے علم سے کم بتایا۔ میلادالنبی کو کنھیا کے سوانگ سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والوں کو مشرک کہا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین اور چوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذرہ بھی موجود نہیں۔ اس لئے یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ جیسا کہ علمائے حرمین شریفین کا مدلل ومفصل فتوی ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔ والسلام خاکسار ابوالفضل محمد کرم

الدین عفا اللہ عنہ از بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم۔

(الصوارم الہندیہ، ص ۷۰، ۶۹، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور)

قاضی مظہر چکوالی کے باپ مولانا کرم الدین دبیر نے لکھے لفظوں میں حسام الحرمین کو عین حق کہا ہے اور پھر دیوبندیوں کو اللہ کی توہین کرنے والے، سرکار دوعالم ﷺ کی توہین میں مشرکین سے بھی آگے بڑھنے والے، سرکار ﷺ کے علم کو حیوانات ومجانین کی طرح سمجھنے والے، اور آپ ﷺ کے علم کو شیطان سے کم کہنے والے لکھا ہے اور آخر میں بالکل واضح الفاظ میں فرمایا کہ یہ (دیوبندی) لوگ اسلام سے خارج ہیں اور کافر ہیں۔اور حرمین کے علماء ان کے کافر ہونے کا فتوی دے چکے۔

یہ سب کچھ کون کہہ رہے ہیں دیوبندی جن کو اپنا امام اور نہ جانے کیا کیا مانتے ہیں ان کے والد

مولانا کرم الدین دبیر کہہ رہے ہیں۔

مولانا کرم الدین دبیر کے حوالے سے مزید معلومات کے لئے اور وہابیہ دیوبندیہ کے ان کے حوالے سے پھیلائے گئے شکوک وشبہات کے ازالہ کے لئے برادر مکرم فاتح دیوبندیت میثم عباس رضوی صاحب کا مضمون "مسلک دبیر پر محرفین کے پیدا کئے گئے شبہات کا ازالہ" ملاحظہ کریں۔

بحمد اللہ یہ بات ثابت ہو چکی کہ وہابیہ دیوبندیہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی بالخصوص براہین قاطعہ میں شیطان کے علم کو سرکار دو عالم ﷺ کے علم سے زیادہ کہا گیا جس کا ثبوت اور اس پر علماء عرب وعجم کے فتوے ہم ماقبل میں بیان کر چکے

ہیں۔اس پر دیو بندی جو لایعنی تاویلات کرتے ہیں ان کا جواب پہلے سے ہی ہمارے علما دے چکے میں یہاں مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ نے جوان تاویلات کا رد کیا تھا اور بحمد اللہ وہ آج تک لاجواب ہے یہاں نقل کر دیتا ہوں۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ براہین قاطعہ پر دیو بندی تاویلات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسلمان بہ نگاہِ انصاف دیکھیں، ہر اُردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے کہ براہین والے نے جس علم کو شیطان کے لئے نص قطعیہ سے ثابت مانا اُسی کا نبی ﷺ کے لئے ماننا شرک کہا، اور شرک بھی وہ جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔اب تھانوی صاحب باطنی اس قطعی کُفر کو یُوں مٹانا چاہتے ہیں کہ:

"جس علم کا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے وہ علم ذاتی ہے، اور جس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا وہ علم عطائی۔صاحبِ "براہین" اپنی مُرادِ خاص "براہین" میں اِسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے۔یہ بحث اِس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے، جیسے جہلاء کا یہ عقیدہ ہے"۔

اقول: آپ کو کس نے سُوجھائی کہ یہاں ذاتی مقابل عطائی۔اول تا آخر منشائے بحث واعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اس کے بطلان وہذیان پر شاہد عدل ہیں۔

اوّلاً: للہ انصاف! بحث کاہے پر چلی ہے، عمر پُوری کے اِس کہنے پر کہ یہ اعتقاد شرک ہے، اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دُوسرے کو عنایت نہیں فرمائی، دیکھو صراحۃً علم عطائی میں کلام ہے

کہ اس کا علم عطائی حضور کو نہیں، جو مانے شرک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ ہے، اُس نے کسی کو عطا نہ فرمائی، صاحب"انوارِ ساطعہ"اسی کا رد کر رہے ہیں۔

"براہین" والا اسی کو بنا بنا رہا ہے، پھر کیسی صریح بے ایمانی ہے کہ بے عطائے الٰہی ماننے کی بحث ہے، اُسے شرک کہا ہے۔

ثانیاً: مولانا عبد السمیع صاحب کے کون سے حرف میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بے عطائے خدا ہے، جس پر"براہین" والا یہ کہتا ہے:

"تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

ثالثاً: مؤلف کی تحریر میں بے عطا کا کون سا حرف تھا، جس پر"براہین" والا کہتا ہے:

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے"۔

رابعاً: اسی"براہین" طبع دوم کے صفحہ ۲۰۳ سے صفحہ ۲۰۷ تک"انوارِ ساطعہ" کا مطول کلام منقول ہے جس میں اُنہوں نے فرمایا:

"بہت مکانات میں حاضر ہو جانا جس کو یہ لوگ شرک کہتے ہیں اِس کی تشریح گزر چکی، جہاں ملک الموت کی تمثیل ہے۔ پھر کہا: اہل سنت کا اِعتقاد ہے کہ اصل عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے، کوئی ایسا نہیں جو بِلا تعلیم حق جان لے، ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے۔

پھر کہا: شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر اُمتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجے کا ہے، فرشتے خبر پہنچاتے رہتے ہیں، اور نُورِ نبوت سے حضرت پہچانتے ہیں سب اُمتیوں کو"۔

پھر کہا:

"محفل شریف میں کثرت سے درود وسلام پڑھا جاتا ہے، جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہوں گے پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہوگی اُس جلسہ کی"۔

پھر کہا:

"فکر کرنا چاہئے اُن حدیثوں میں کہ امت کے اعمال پر مطلع کرتے ہیں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، ایک روز جمعہ اجمالاً دُوسرا ہر صبح وشام بہ تفصیل"۔

پھر اس سے مجالس شریفہ پر اِطلاع ثابت کی، پھر کہا:

"خبر ہوگئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو"۔

پھر کہا:

"آیات واحادیث واقوال مشائخ وعلما سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطوں سے پہنچ جاتی ہے"۔

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں علم عطائی وعلم بالوسائط کی۔ یہاں بھی "براہین" والے نے وہی جواب دیا، اور اپنی اسی تقریر گذشتہ پر حوالہ کیا، صفحہ ۲۱۶۔

"محض قیاسِ ناتمام مؤلف کا اور یہ حجت ِشرعیہ نہیں، صفحہ ۲۰۳۔ پہلے اس کا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت وعلم دیا ہے، اگر فخر عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے، مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں"۔

پھر کہا:

"کلامِ فعلیت میں ہے اور قیاس مؤلف کا امکان میں، عقائد کا ثبوت نص قطعی سے

ہوتا ہے اور ملک الموت کا جواب مذکور ہو چکا"۔

اس مکالمہ کو علم ذاتی بہ معنی بے عطائے الٰہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی ہے، "براہین" والا قطعاً جانتا ہے کہ وہ علم عطائی مانتے ہیں"۔

اور اسی کو کہتا ہے:

"کہ شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے"۔

اسی کو کہتا ہے کہ:

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا، البتہ وہ مشرک ہے"۔

خامساً: عبارت "براہین" کا یہی ٹکڑا، جو تھانوی باطنی نے نقل کیا، معنی بتا رہا تھا کہ:

"علمِ ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے"۔

کون سے جہلا کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کا علم بے عطائے خُدا ہے۔

سادساً: وہ لفظ دیکھو "شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی"۔ دیکھو! "دی" میں کلام ہے، اور اسی پر بوجہ افضلیت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔ قیاس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو مقیس علیہ میں ہو یا اُس کا مبائن؟۔ شیطان میں علم عطائی تھا، معاذ اللہ اگر حسبِ زُعم مَرْدُود گنگوہی اس پر قیاس ہوتا تو اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا، جسے یُوں رد کر رہا ہے کہ "عقائد قیاسی نہیں"۔

سابعاً: "براہین" والا یہاں بزورِ زُبان خود قیاس گڑھ کر فارق یہ بتاتا ہے کہ:

"شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے"۔

دیکھو جس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا، اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کیا

،اس بنا پر کہ وہاں نص ہے یہاں نص سے ثبوت نہیں ،یعنی جس طرح ابلیس کے لئے نص سے ثابت ہے، اگر حضور کے لئے نص سے ثابت ہوتا تو مانا جاتا۔ اب دیکھو ابلیس کے لئے علم عطائی ہے یا بے عطا؟۔ اگر عطائی ہے تو اسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا، اور اُسی کا حضور کے لئے ماننا شرکِ خالص کہا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بحث علم عطائی میں نہیں، علم بے عطا میں ہے، تو حاصل کلام وہ نہ ٹھہرا جو آپ تھانوی صاحب باطنی نے بتایا کہ:

"شیطان کو علم عطائی ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں"۔

بلکہ حاصل کلام گنگوہی یہ ٹھہرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم بے عطا ماننا شرک ہے، اس لئے کہ نص نہیں۔ اور ابلیس کے لئے بے عطائے الٰہی علم حاصل ہے، اس لئے کہ نص سے ثابت ہے۔ آپ کی اس تاویل نے اور بھی اخبث کُفر گنگوہی صاحب کے سر لپیٹا، واقعی قسمت کا لکھا کہاں جائے۔

ثامناً: "براہین" والے کی یہ تقریر کہ ہم نے ابھی سابع میں ذکر کی اور وہ کہ:

"شیطان کی وسعتِ علم کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا"۔

اور وہ کہ:

"عقائد نصوص سے ثابت ہوتے ہیں، خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں، لہٰذا مؤلف قطعیات سے ثابت کرے"۔

سب صریح ناظر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اِس علم کا ماننا نص قطعی وارد ہونے پر موقوف رکھتا ہے، حدیثِ صحیح احاد میں ہو تو کافی نہیں، کیا بے عطائے الٰہی علم ماننا ماننے پر یُوں کہا جاتا۔ دیکھو امام الطائفہ کا دھرم کہ:

"ابُوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں"۔ یعنی یہ اور بتوں کو خُدا ماننا یکساں ہے۔ کیا اگر کوئی کہے کہ مہادیو خدا ہے، تو اس پر یہی کہو گے کہ بھائی اس کے ماننے کو نص قطعی درکار ہے۔ ورنہ اگر حدیثِ صحیح میں بھی ہو تو کافی نہیں، کیوں کہ یہ عقیدے کی بات ہے۔

تاسعاً: وہ تقریر دیکھو کہ:

"فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے، ممکن ہے۔ مگر ثبوتِ فعلی اِس کا کہ عطا کیا ہے، کس نص سے ہے کہ اُس پر عقیدہ کیا جائے"۔

دیکھو صاف عطائی میں کلام کر رہا ہے۔

عاشراً: امکان کا خُود جابجا قائل ہے، صرف ثبوتِ فعلی کا منکر ہے، کیا آپ کے نزدیک گنگوہی صاحب بے عطائے الٰہی علم ملنا ممکن جانتے تھے، ایسا ہے تو اقرار کر دیجئے دام کھل جائیں گے۔

حادی عشر: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اِس علم کے ثابت کرنے پر کہتا ہے:

"مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے"۔

ثانی عشر: "قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے"۔

ثالث عشر: "تحقیق مؤلف کی جہل ہے"۔

رابع عشر: "سُوءِ فہم مؤلف کا ہے"۔

خامس عشر: "کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے"۔

اگر "براہین" والے کی یہ بحث علم بے عطائے الٰہی میں ہوتی، اور مؤلف کو اس کا مثبت سمجھتا تو کیا فقط جہل و کوتاہ فہمی کا حکم لگاتا:

”چیخ نہ پڑتا کہ مؤلف کافر مرتد مشرک ہے کہ بے خُدا کے دیئے علم مانتا ہے“۔

سادس عشر: اس نے تصریح کی کہ:

”مؤلف آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو“۔

بے عطائے الٰہی علم ماننے پر شرک میں یُوں ہی شک وشبہ رکھتا؟ یا اپنے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی طرح پھنکار اُٹھتا کہ:

”اُبوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے“۔

کیوں تھانوی صاحب! اُبوجہل یا اُس کے برابر مشرک کہنا شاید شرک نہ ہو، کُفر ہے یا نہیں؟

سابع عشر: کہتا ہے کہ:

”افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائے کہ زیادہ“۔

کون سا علم عطائی یا بے عطا؟

ملک الموت کا علم کیسا ہے؟

پھر برابری وزیادت کی نفی کرتا ہے:

”کمی تو جائز ہے“۔

کیا کم وبیش دَرکنار ایک بات کا علم بھی بے عطا ممکن ہے؟۔

بالجملہ اصل مبحث ومنشاء بحث واعتقادِ فریقین اور عبارت کا فقرہ فقرہ سب اِس مجبوری کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں۔

کیا یُوں ہی کُفر اُٹھا کرتا ہے؟۔

کیوں جناب تھانوی صاحب ! بحمد اللہ تعالیٰ کیسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننا شرک خالص بتایا وہی علم ابلیس لعین کے لئے خُود ثابت مانا۔ اور آپ بہ لباسِ باطنی اب اس خط میں دوبارہ ایمان لا چکے ہیں کہ ''شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی ، جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو، جس کے لئے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی ، کیوں کہ خُدا کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا''۔

اب تو اپنے اقراروں پر قائم رہ کر بول اُٹھئے کہ بے شک گنگوہی صاحب صریح مشرک تھے،

گنگوہی صاحب میں ایمان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ گنگوہی صاحب شیطان ملعون کو خُدا کا شریک مانتے تھے۔ دوہرے اقراروں کے بعد پھر عذر کا محل کیا ہے؟

اور آپ نہ مانیں تو اہلِ انصاف تو دیکھتے ہیں ، اور کوئی نہ دیکھے تو واحد قہار تو دیکھتا ہے، جس کا شریک ابلیس کو مانا، جس کے حبیب کی یہ شدید توہین کی۔ **فللہ الحجۃ البالغۃ**۔

ثامن عشر: تھانوی صاحب باطنی ! آپ کہتے ہیں علم عطائی کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا ، یہ آپ کا اپنا خیال ہو تو ہو، مگر گنگوہی صاحب کے دھرم کے قطعاً خلاف ہے، پھر ''توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ'' کیا انصاف ہے؟

فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اوّل صفحہ ٦٤ میں ''تفویۃ الایمان'' کی نسبت ہے:

''بندہ کے نزدیک سب مسائل اِس کے صحیح ہیں''۔

وہیں ہے:

"اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے"۔

صفحہ ۱۲۲ میں ہے:

"تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ کتاب ہے، اِس کے اِستدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اِس کا رکھنا، پڑھنا، عمل کرنا عین اسلام ہے"۔

اب "تفویۃ بالایمان" کی سنیئے:

"اشراک فی العلم میں کہا: اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہوجاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیاء سے رکھے، خواہ بھوت سے، پھر خواہ یُوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، ہر طرح شرک ہے"۔

دیکھیئے: شرک میں ذاتی وعطائی کا فرق نہیں کیا، گنگوہی صاحب اِس کے خلاف عقیدہ رکھ کر اپنے منہ مبتدع، فاسق بلکہ عین اِسلام کے مخالف ہیں۔

تاسع عشر: "تفویت الایمان" کی اِس عبارت اور اِس کے کثیر امثال سے ثابت کہ اس کے دھرم میں جس طرح ذاتی وعطائی کا فرق باطل ہے یُوں ہی رسول وشیطان میں، کہ وہ ہر جگہ انبیاء اور بھوت سب کو ملاتا ہے، تو گنگوہی صاحب نے اگرچہ صرف شیطان کے لئے مانا، اگرچہ صرف عطائی مانا، "تفویت الایمانی" دھرم پر ضرور کافر، مشرک ہوئے۔ اور جب وہ "تفویت الایمان" کے سب مسئلے صحیح وعین اسلام مانتے ہیں تو خُود اپنے منہ بھی مشرک ہوئے ۔

غرض گنگوہی صاحب نے رسول کے لئے شرک کہا، اور شیطان کے لئے ثابت مانا۔ اب

چاہئے رسول وشیطان سے فرق کریں یا ذاتی وعطائی سے؟ دونوں فرق اسماعیل کے نزدیک مَردُود، اور گنگوہی صاحب مشرک۔

ع : قضائے نبشتہ بناید سترد

عشرین: مختصراً چلئے: علم محیط زمین غیر خُدا کے لئے ماننا شرک ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو "براہین" مشرک گر کو بتّی دِکھایئے۔ اور اگر ہاں، تو صرف ذاتی یا عطائی بھی۔ بر تقدیرِ اوّل ذاتی کس نے مانا تھا؟ اور یہ "براہین" والا کسے کہتا ہے کہ:

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا وہ البتہ مشرک ہے"۔

بَر تقدیرِ دوم آپ تھانوی صاحب بہ لباسِ باطنی خُود مقر ہیں کہ "براہین" والا شیطان کے لئے

عطائی مانتا ہے تو وہ آپ کے اقرار سے مشرک ہوا۔ قسمت کا لکھا کون مٹائے۔

حادی وعشرین: بحمدہ تعالیٰ اس عشرین نے کہ دو عشرہ کاملہ ہیں اس کاذب گڑھت کی چاند پُوری کوٹ دی۔

اب اس عبارت "براہین" میں اور جہالتیں، ضلالتیں ہیں اُن کے بھی بعض کا بھانڈا پھوڑ دُوں وباللہ التوفیق۔

اوّل: تو وہی ظلم شدید کہ "انوارِ ساطعہ" نے تو عمر پُوری کے اِدعائے اِختصاص پر نقض کیا، گنگوہی صاحب نے بکمال عیاری اُسے اِستدلال ٹھہرالیا۔ "انوارِ ساطعہ" کے صاف لفظ شروع بحث میں یہ تھے:

"زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں"۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۰)

اور اس پر ملک الموت وشیطان وغیرہ کی مثالیں دے کر آخر میں کہا تھا:

"تو یہ صفت خاص خُدا کی کہاں ہوئی"۔(صفحہ ۵۲)

ثانی وعشرین: مصنف مرحوم کو یہاں وہابیہ کی ہوشِ شرک کا توڑنا ہے۔ دیکھو ان کی عبارت:

"تمہارے قاعدے سے چاہئے وہ مشرک ہو جائے، حالاں کہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر"۔(صفحہ ۵۱)

ایضاً:

"تمہارے اِستدلال کے موافق تو چاہئے کہ یہ سب محدث اور فقہا زیادہ مشرک ٹھہریں"۔(صفحہ ۵۳)

ایضاً: سبحان اللہ! شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے، جس کو یہ شرک کہتے ہیں اُس کی تشریح گزر چکی، جہاں چاند، سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے"۔(صفحہ ۲۰۳)

"اب دیکھئے اس بیان کو کفر وشرک سے شمہ بھی لگاؤ نہیں"۔(صفحہ ۲۰۷)

اہل حق پر واضح ہو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہر محفل میں رُوح مبارک آتی ہے، ہاں یہ دعویٰ ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک نہیں"۔(صفحہ ۵۳)

اور بلا شبہ ابطالِ شرک کے لئے امکان کان لہ شریک باری قطعاً ناممکن ہے، مگر گنگوہی صاحب نے جا بجا امکان بے کار، اور فعلیت درکار ٹھہرائی۔ ان کی تین عبارتیں اُوپر گزریں یعنی خُدا کا شرک ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں، جیسے کذابوں کے نزدیک معاذ اللہ اُس کا کذب،

اُس کا جہل، تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

ثالث وعشرین: یہاں گنگوہی صاحب پر کثیر رد "انباء المصطفی شریف" میں فرمائے ہیں ،جو بفضلہٖ تعالی ۱۹ برس سے لاجواب ہیں۔ اُن میں سے بعض اِنہیں عباراتِ شریفہ میں سنئے:

قُرآنِ کریم کی تین آیتوں سے علومِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا روزِ اوّل سے آخر تک تمام ما کان وما یکون کو محیط ہونا دلیلِ قطعی سے ثابت فرما کر اِرشاد کیا:

"مخالفین ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح ،صریح ،قطعی الافادہ نہیں دِکھا سکتے۔ اور اگر بفرضِ غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع ونافع ونافی وقامع سب کے لئے شافی وکافی کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبارِ آحاد سے اِستناد محض ہرزہ۔ باقی میں اِس مطلب پر تصریحاتِ ائمہ اُصول سے احتجاج کروں، اُس سے یہی بہتر کہ خُود نجدیہ زمانہ کے اِنہیں گنگوہی پیشوا کی شہادت دوں۔

ع مُدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

"نصوصِ قطعیہ قُرآن عظیم کے خلاف پر احادیثِ آحاد کا سنا جانا بالائے طاق"

یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے اِستدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اِس پر التفات ہو سکے۔ اِسی "براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل" میں اِسی مسئلہ علم غیب کی تقریر مہمل ومختل میں اپنے اور اپنے تمام طائفے کے پاؤں میں تیشہ زَنی کو یُوں لکھتے ہیں: عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں ، لہٰذا اِس کا اثبات اُس وقت قابل

اِلتفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا: "اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیاتِ صحاح کا"۔

صفحہ ۸۷ پر ہے:

"آحادِ صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فن اُصول میں مبرہن ہے"۔

الحمدللہ! مناظرہ تو انہیں دو حرفوں میں ختم ہو گیا۔ ہاں وہاں تمام نجدیہ دہلوی وگنگوہی وجنگلی وکوہی سب کو دعوتِ عام ہے "اجمعوا شرکاء کم" چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالہ یا ایک حدیثِ متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزولِ قُرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکُورہ ماکان وما یکون سے فلاں امر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

"فان لم تفعلوا ولن تفعلوا، فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین"۔

نوٹ: یاد رہے کہ "المَوت الاحمر، ص 34" پر مذکورہ بالا آیات کو بطور آیات نہیں لکھا گیا بلکہ صرف عربی عبارت کے لحاظ سے "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین" ذکر کیا گیا ہے۔ مگر "فتاوی مفتی اعظم" میں جلد 7 صفحہ 52 پر تخریج وتصحیح کرنے والوں سے یا کتابت وکمپوزنگ کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہے کہ وہاں اس عبارت کو آیاتِ قُرآنیہ کے طور پر تخریج کیا گیا ہے، اور "فاعلموا" کو بھی شامل کرتے ہوئے تخریج میں سورۂ یوسف کی آیت نمبر 52 کا حوالہ لگا دیا گیا جو کہ دُرست نہیں ہے۔

چاہیئے تھا کہ اس عبارت کی بطور آیات اگر تخریج کی جاتی تو یُوں لکھا جاتا

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا [بقرة : 24] فاعلموا ﴿وَأَنَّ اللهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ

الْخَائِنِينَ﴾ [یوسف:52]

اگر ایسا نص نہ لاسکو، اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے، تو خُوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو" والحمد للہ رب العالمین"۔

رابع وعشرین: پھر فرمایا:

"طرہ یہ کہ یہی گنگوہی بہادر خُود ہی اِسی صفحہ میں دوسطر ہی بعد اپنے مُدعائے باطل کی سند میں لکھتے ہیں:

"خُود فخر دوعالم علیہ السلام فرماتے ہیں" واللہ لا أدری ما یفعل بی ولا بکم"۔

اِس پر چار رَد کی طرف اشارہ فرما کر اِرشاد کیا:

"اِن سب سے قطعِ نظر دل چھیننے والی ادا تو یہ ہے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں" الخ۔
قطع نظر اِس سے کہ مُلا جی کو ہنوز روایت اور حکایت میں تمیز نہیں، اِس بے اصل حکایت سے اِستناد اور شیخ محقق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی طرف اسناد، کیسی جرأت ووقاحت ہے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے" مدارج شریف" میں یُوں فرمایا ہے:

"ایں جا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ اقست کہ گفت آں حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: من بندہ ام، نمی دانم آں چہ در پس ایں دیوار ست۔ جوابش آں ست کہ ایں سخن اصلے ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ است۔

کیوں مُلا جی کچھ آنکھیں کھلیں۔ ایسا ہی لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ پر عمل کروگے تو خُوب چین سے رہو گے۔

اُس آنکھ سے ڈریئے جو خُدا سے نہ ڈرے

خامس وعشرین: پھر فرمایا:

"امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں: "لا اُصل لہ" یہ حکایت محض بے اصل ہے۔
امام ابنِ حجر مکی نے "اُفضل القری" میں فرمایا: "لم یعرف لہ سند" اِس کے لئے سند نہ پہچانی گئی۔

افسوس اِسی منہ سے مقامِ اعتقادیات بتانا، احادیثِ صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کو ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا، اور ملمع کاری کے لئے شیخِ محقق کا نام لکھ جانا، جو صراحۃً فرمارہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد۔
اب اِس کے سوا کیا کہیے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد۔

سادس وعشرین: پھر فرمایا:

"اللہ اللہ! نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقبِ عظیمہ تو آپ فضائل سے نکلوا کر اس تنگ آنگن میں داخل کرائیں تاکہ صحیح بخاری ومسلم کی حدیثیں مَردود بنائیں، اور حضور کی تنقیصِ شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل مقولے، بے سند منقولے، سب سما جائیں۔

ع حال اِیمان کا معلوم ہے بس جانے دو

سابع وعشرین: مسلمانو مسلمانو! للہ ایک نظر انصاف، گنگوہی صاحب کیا صاف صاف فرما رہے ہیں کہ:

"تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں، تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اُس کے برابر تو بزعمِ خُود علم غیب ثابت کرے"۔

دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں گنگوہی صاحب شیطان کے علم غیب پر ایمان لا رہے ہیں، اور

وہ بھی اِس دھڑ لے سے کہ بھلا عام مسلمانوں میں کوئی اس کے برابر علم غیب ثابت تو کر دے
۔

"براہین" والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زُعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے، اس بِنا پر کہتا ہے کہ "اپنے اِس زعم پر بَر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کر لے" علم غیب کا لفظ مؤلف کے کلام میں نہ تھا، اور جو علم مؤلف نے ثابت کیا اُسے "براہین" والا خُود نصوص سے ثابت مانتا اور اسی کو علم غیب کہتا ہے، اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے، بلکہ بہت علوم غیب سے کروڑوں درجے زائد، کہ ان کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علمِ غیب ہے، ایک جلسہ نکاح پر مطلع ہو جانا علمِ غیب ہے۔

"براہین صفحہ ۴۹":

"فقط مجلسِ نکاح کے اعتقادِ علمی میں کافر لکھا ہے"۔

تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروڑوں علم غیب کا مجموعہ ہوا، گنگوہی صاحب اسے فرماتے ہیں کہ شیطان کو جتنا علم غیب ہے بھلا دوسرے میں ثابت تو کر دو۔ کہیے اب کیا خُود آپ پر نہ لگا وہ جبروتی حکم جو آپ نے اپنے فتاویٰ کے حصہ سوم صفحہ ۷ میں کہا:

"اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے"۔

مگر یہ کہیے کہ آپ کے یہاں ابلیس غیر حق تعالیٰ نہیں، آپ کا حق تعالیٰ وہی ہے۔

ثامن وعشرین: واقعی بے چارے مسلمان آپ کے شیطان کی برابری کیا کر سکیں جب کہ آپ کے نزدیک اُن کے اور تمام جہان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے برابر نہیں ہو سکتے، اِس کے لئے علم غیب پر خُود اپنے منہ ایمان لاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے لئے جو علم غیب مانے اس پر کفر وشرک کا منہ آؤ۔ دیکھو یہی حصہ ۳ صفحہ ۴۲ :

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے"۔

دُور کیوں جایئے، یہیں نہ دیکھیے کہ شیطان کے لیے علم غیب نصوص قطعیہ سے ثابت مانا، اور وہی علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننے پر وہ حکم کیا کہ:

"شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے"۔

واقعی ایمانِ گنگوہی صاحب کے سب حصے تو شیطان کے لئے ہو گئے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کون سا حصہ رہتا ہے کہ ان کا امام الطائفہ "تفویت الایمان" میں کہہ ہی گیا کہ: "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، اَوروں کو ماننا محض خبط ہے، جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے، اللہ نے فرمایا: کسی کو میرے سوا نہ مانیو"۔

ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ کے سوا ہیں، پھر انہیں کیوں کر مانیں بخلاف شیطان کہ وہ ان کے یہاں عین خُدا ہے، وہی ان کا حق تعالیٰ ہے: وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

تاسع وعشرین: ہر مسلمان جانتا ہے کہ علم غیب فضیلت ہے، لہٰذا وہ باری عزّوجل کی صفاتِ کریمہ سے ہے۔

گنگوہی صاحب نے بھر منہ اسے ابلیس کے لئے ثابت مانا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا، تو یقیناً اس عظیم فضیلت میں ابلیس کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے صرف افضل نہ بتایا بلکہ یہ فضیلت اس ملعون کے لئے خاص مانی، اور حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے خالی ٹھہرایا، اور کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

صدق اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾

اذناب یُوں بکتے ہیں کہ انہوں نے تو ذلیل وناپاک علم شیطان کے لئے خاص کیے ہیں، نہ کہ فضیلت والے۔ اور گنگوہی صاحب فرما رہے ہیں کہ:

"مردود مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، میں گنگوہی تو ایک اعلیٰ درجے کی فضیلت بلکہ خاص اللہ عزّ وجل کی جلیل صفت علم غیب کو ابلیس کے لئے ثابت جانتا اور مسلمانوں کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس فضل عظیم سے خالی مانتا ہوں" ﴿كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾

ثلاثین: جناب تھانوی صاحب ظاہری اور ان کے بعد تمام علمائے دیوبند سے استفتا ہے:

"اللہ عزّ وجل کو اگر ایک جانتے ہوں تو اُسی ایک واحد قہار کے لئے بتائیں، کیا دیوبندی مذہب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ خُود بہ خُود آپ کو علم تھا بدون اِطلاع حق تعالیٰ کے کُفر یقینی ہے؟۔ کیا اگر کوئی شخص ایسے عقیدہ والے کو کافر کہنے سے زُبان روکے اور اس میں صرف اندیشہ کُفر مانے وہ کافر ہے؟

کیا اگر ایسا نہیں، تو جو کہے:

"شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے"۔

وہ مسلمان کی تکفیر کر کے کافر یا گُمراہ ہوا یا نہیں۔ بینوا تو جروا

سوال کی ہر بات کا جواب دیجئے، اور اِس میں اپنی طرف سے تغیر وتصرف نہ کیجئے۔

گنگوہی صاحب کے بہت جوابوں کی طرح ناقص ومحرف نہ ہو۔ والسلام علی من اتبع الھدی اس علم محیط کے متعلق گنگوہی اور آپ تھانوی اور اسماعیل دہلوی صاحب کی خُوب خُوب خبر گیری میرے رسالہ" ادخال السنان ردِ دوم بسط البنان" تھانوی صاحب میں ہے، جس میں آپ سے ایک سوساٹھ قاہر سوال، نہیں نہیں سروہابیہ پر ایک سوساٹھ(160) جبال ہیں چھ سال ہوئے کہ آپ تھانوی صاحب ظاہری کے یہاں رجسٹری شُدہ گیا ہے اور آج تک بحمد اللہ تعالیٰ لاجواب ہے۔ اب آپ اپنے طلب تحقیق کے لباس میں اُسے ضرور بغور مُلاحظہ کیجئے۔ والھادی ھو اللہ لا الہ سواہ

آپ نے اس رسالہ کا کوئی جواب دیا ہوتو فوراً بھیجئے، ورنہ اُس کا نام ونشان ہی بتایئے کہ منگالُوں"۔ (الموت الاحمر علی کل انحس اکفر، ص 22 تا 39، وفتاوی مفتی اعظم، جلد 7 ص 43 تا 56، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور)

نوٹ: ہمارا یہ مضمون علمائے اہل سنت کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔